



کلیاتِ ولی

مستقبہ

نور الحسن ہاشمی



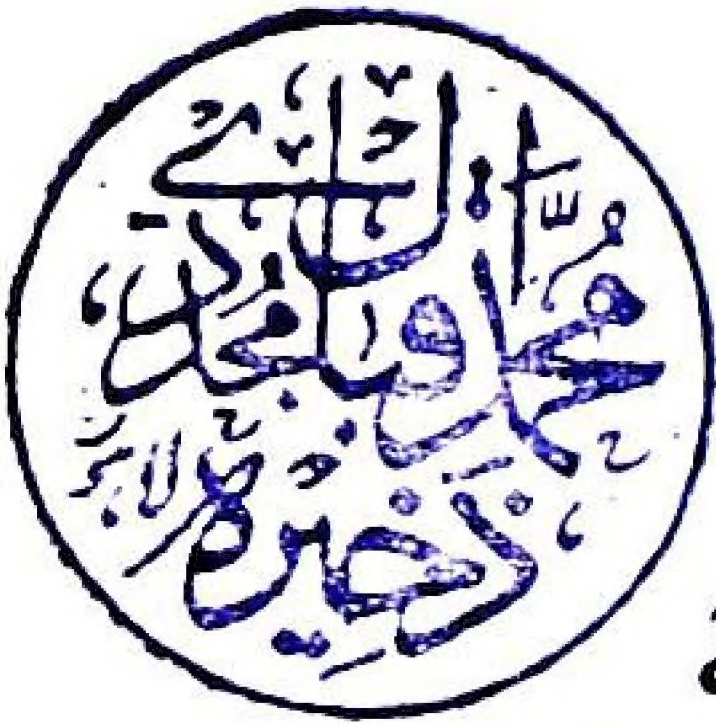
اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



کلیاتِ ولی



مُتَبَّعٌ

نور الحسن ہاشمی

اترپردیش اردو اکادمی

لکھنؤ

کلیاتِ ولی

مرتبہ نور الحسن ہاشمی

130218

پہلا اکادمی ایڈیشن: ۱۹۸۹

تعداد: ایک ہزار

قیمت: تینتیس روپے

رام کرشن ورما، سکریٹری اترپردیش اردو اکادمی نے میسرز آفیسٹ پریس، گورکھپور
سے چھپوا کر اکادمی کے دفتر بلبرہ ہاؤس، قیصر باغ، لکھنؤ سے شائع کیا

پیش لفظ

اگر ایک طرف ولی کو اردو شاعری کی ریڑھ کی ہڈی کا مرتبہ حاصل ہے تو دوسری طرف کلیات ولی مرتبہ پروفیسر نور الحسن ہاشمی کو تحقیق جدید کے ایک شاہکار کی حیثیت حاصل ہے۔ کلام ولی کے خطی نسخوں کی تعداد کم نہیں ہے اور پھر ان میں بعض ایسے ہیں جنکی قرأت جو شیر کے مرحلوں کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔ ہاشمی صاحب نے ان نسخوں کا مطالعہ کیا اور کلیات ولی کی ترتیب اس سلیقے سے کی کہ آج ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ولی کا اصل کلام ہمارے سامنے ہے۔

ہاشمی صاحب زبان کے نشیب و فراز سے واقف ہیں، وہ قدام کے انداز و طرز سے بھی باخبر ہیں، اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ کلیات ولی کی تدوین ارتقاے زبان کی مستند تاریخ

کا ایک منظر بھی ہے۔

ہاشمی صاحب نے کلیات ولی پر بڑا عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس سے نہ صرف موصوف
کے اصول تحقیق و تدوین کی نشاندہی ہو جاتی ہے بلکہ ولی کے بارے میں جو متضاد بیانات
متداول ہیں، ان میں علمی انداز میں تطبیق کی کوشش بھی بار آور ثابت ہوتی ہے۔
اکادمی ہاشمی صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ انھوں نے اسے کلیات ولی کی اشاعت
کی اجازت دی۔

یقین ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح کلیات ولی کو بھی حُسن قبول
حاصل ہوگا۔

محمود الہی

چیرمین

مجلس انتظامیہ

اتر پردیش اُردو اکادمی

قیصر باغ، لکھنؤ

۱۵ جون ۱۹۸۹ء

فہرست ترتیب

۱۔ دیباچہ	۱ تا ۳۷
۲۔ مقدمہ	۳۷ تا ۶۴
۳۔ ولی کی زبان (ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم)	۶۵ تا ۷۹
۴۔ غزلیات	۸۰ تا ۳۰۷
۵۔ فردیات	۳۰۸ تا ۳۱۸
۶۔ رباعیات	۳۱۹ تا ۳۲۳
۷۔ مخمسات	۳۲۴ تا ۳۳۸
۸۔ مستزاد	۳۳۹ تا ۳۴۰
۹۔ ترجیع بند	۳۴۱ تا ۳۴۷
۱۰۔ قصائد	۳۴۸ تا ۳۷۴
۱۱۔ مثنویات	۳۷۵ تا ۳۷۹
۱۲۔ قطعہ	۳۸۰ تا ۳۸۱
۱۳۔ ضمیمہ (الف)	۳۸۲ تا ۴۰۹
۱۴۔ ضمیمہ (ب)	۴۱۰ تا ۴۱۸
۱۵۔ فرہنگ	۴۱۹ تا ۴۴۴

فہرست کلیات ولی

غزل نمبر	مطلع	صفحہ	غزل نمبر	مطلع	صفحہ
۱	کتیا ہوں ورد زباں کا	۸۱	۱۵	ہوش کھوتی کی ادا	۸۸
۲	دو صنم جب حیران میں آ	۸۲	۱۶	ترے فراق بند جدا	۸۸
۳	اے گل عذار چمن میں آ	۸۳	۱۷	ہے فیض فراغ میرا	۸۹
۴	وہ نازنیں ہے سراپا	۸۳	۱۸	ہوا ہے من میرا	۸۹
۵	کتاب الحسن صفادستا	۸۳	۱۹	دیکھا ہے کاتاشا	۸۹
۶	توں آج شاد دستا	۸۳	۲۰	موسیٰ اگر کاتاشا	۹۰
۷	یوتل تجھ حجر دستا	۸۴	۲۱	بے تاب کی تاب کا	۹۱
۸	طاق ابرو حرم دستا	۸۴	۲۲	روح بخشی تجھ لب کا	۹۱
۹	مت آتش کوں جلاجا	۸۵	۲۳	مجھ گھٹ گھونگھٹ کا	۹۱
۱۰	من پس نین میں جا	۸۵	۲۴	نیں شوق لالہ زار کا	۹۲
۱۱	مت غصے جلاتی جا	۸۶	۲۵	جگ منیں تجھ سار کا	۹۲
۱۲	دل ربا خوش ادا	۸۷	۲۶	دیکھنا رخسار کا	۹۳
۱۳	غضب سوں ناز و ادا	۸۷	۲۷	یاد کرنا اس یار کا	۹۳
۱۴	دل کوں کی ادا	۸۷	۲۸	گر میری شوخ پس کا	۹۴

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۲۹	زخمی ہے..... خوں ریز کا	۹۴	۲۸	لیا ہے..... خود نمائی کا
۳۰	عیاں ہے..... حجاب اس کا	۹۵	۲۹	جس وقت..... بے حجاب ہو گا
۳۱	سنادے..... سلام اس کا	۹۵	۵۰	اس قد..... نو نہال ہو گا
۳۲	چاروں طرف..... رنگ رس کا	۹۶	۵۱	تجھ غمزدہ..... سکے گا
۳۳	گزر رہے..... بواہوس کا	۹۶	۵۲	تجھ نین..... سکے گا
۳۴	تری زلفاں..... عاشق کا	۹۶	۵۳	زرد رو ہے..... تسخیر طلا
۳۵	مجھ درد..... تم حکیم کا	۹۷	۵۴	پی کے..... برہ کی شنا
۳۶	دل کو گر..... درپن کا	۹۷	۵۵	تیرے شکر..... عسل بولنا
۳۷	ہر طرف ہے..... شمس لدن کا	۹۸	۵۶	تجھ حسن..... شیدا ہوا
۳۸	بدخشاں میں..... لعل رنگین کا	۹۸	۵۷	تجھ برہ کی..... انگار ہوا
۳۹	ہوا ہے..... چشم شرابی کا	۹۹	۵۸	تجھ کھکھ کا..... کالا ہوا
۴۰	نہیں کوئی..... دل فگاری کا	۱۰۰	۵۹	جب صنم کو خیال باغ ہوا
۴۱	طالب نہیں ہر و مشتری کا	۱۰۰	۶۰	جلوہ گر جب سوں دو جمال ہوا
۴۲	شغل بہتر ہے عشق بازی کا	۱۰۱	۶۱	جب تجھ..... قلم ہوا
۴۳	یکایک..... تازی کا	۱۰۱	۶۲	تصویر تیری..... حیراں ہوا
۴۴	پڑیا ہے..... لالی کا	۱۰۲	۶۳	عشق سوں..... طوفاں ہوا
۴۵	کیا ہوں..... غلامی کا	۱۰۳	۶۴	و و مرا مقصود جان و تن ہوا
۴۶	عبث غافل..... پانے کا	۱۰۴	۶۵	ہرا خجھو..... گلگوں ہوا
۴۷	کیا یک..... راز نہانی کا	۱۰۵	۶۶	تجھ لب..... انگبیں ہوا

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۶۷	تختِ حسن ویرانی ہوا	۱۱۴	۸۶	جب سوں چھب عجب
۶۸	بھیر میری صیاد نہ آیا	۱۱۵	۸۷	لیا و گل کیا مطلب
۶۹	افسوس اے سیم بر نہ آیا	۱۱۶	۸۸	ہوا تجھ ہر جانب
۷۰	بے داد ہے وہ یار نہ آیا	۱۱۷	۸۹	مدت کے سوں بات
۷۱	صد حیف پاس نہ آیا	۱۱۸	۹۰	سبز چہرے سبز بخت
۷۲	ترے بن کرنا کیا	۱۱۹	۹۱	سجن ہے کی شہرت
۷۳	پرت کی کرنا کیا	۱۲۰	۹۲	عینے میں نشست
۷۴	اہل گلشن امداد کیا	۱۲۱	۹۳	زباں حال ہر ساعت
۷۵	مستی نے بے خبر کیا	۱۲۲	۹۴	لب ترے ہے قوت
۷۶	دل میں جب عشق نے تاثیر کیا	۱۲۳	۹۵	کیا اس کوں مہوت
۷۷	کشور دل تسخیر کیا	۱۲۴	۹۶	گمراہ ہیں اہل ہدایت
۷۸	خدائے باز کیا	۱۲۵	۹۷	خوباں کی اداے بیت
۷۹	صحن گلشن میں جب خرام کیا	۱۲۶	۹۸	لتا نہیں دلدار الفیث
۸۰	تجھ زلف کام کیا	۱۲۷	۹۹	شوخی میرا بے میا ہے الفیث
۸۱	ہے قدر اسرا پا معنی ناز گویا	۱۲۸	۱۰۰	کدھی میری کیا باعث
۸۲	چشم دل بر ادا پایا	۱۲۹	۱۰۱	ہے جلوہ عتاب آج
۸۳	ترے جلوے جہاں تاب	۱۳۰	۱۰۲	ہے حسن راج آج
۸۴	کیوں ہو کے ہمسر آفتاب	۱۳۱	۱۰۳	جولاں گری شہسوار آج
۸۵	ترے لکھ یونقاب	۱۳۲	۱۰۴	دیکھے سوں پان آج

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۱۰۵	دستا ہے..... ظہور صبح	۱۲۷	۱۲۸	اگر گلزار..... نازیں آکر
۱۰۶	برنگ صافی..... صفائے قدح	۱۲۵	۱۲۸	پڑا ہوں..... سوں جا کر
۱۰۷	سجین اول..... تھاگستاخ	۱۲۶	۱۲۸	عاجزاں کے اُپر ستم مت کر
۱۰۸	مژہ بتاں..... مخمل سرخ	۱۲۷	۱۲۹	چمن میں..... سوں اٹھ کر
۱۰۹	ہمیشہ ہے بہار سرو آزاد	۱۲۸	۱۲۹	میں تجھے آیا ہوں ایماں بوجھ کر
۱۱۰	تجھ گل بدن..... گل عذار بند	۱۲۹	۱۳۰	اے باد..... گزر کر
۱۱۱	جب سوں..... دل ربا بلند	۱۳۰	۱۳۱	ہشیار زمانے..... پہ نظر کر
۱۱۲	ہوا ہے..... آفتاب کے مانند	۱۳۱	۱۳۱	شوخ نکلا جب قدم کو تیز کر
۱۱۳	تیری نین..... دلبری کے مانند	۱۳۲	۱۳۲	اے سرو..... چل کر
۱۱۴	چنچل کوں..... بجلی کے مانند	۱۳۳	۱۳۳	ہوا ہوں..... خبر سن کر
۱۱۵	سخن شناس..... کم زبید	۱۳۴	۱۳۴	دل مرا ہے دو آتشیں پیکر
۱۱۶	اے شکر..... باتاں لذیذ	۱۳۵	۱۳۵	جو آیا مست ساقی جام لے کر
۱۱۷	گر چمن میں چلے دو رشک بہار	۱۳۶	۱۳۶	عجب نہیں..... کے تاثیر
۱۱۸	محبوں پہنچی اس شکر لب کی خبر	۱۳۷	۱۳۷	ہوا تجھ چشم سوں بستان غم سبز
۱۱۹	آیا توں..... جو روح جفا پر	۱۳۸	۱۳۸	لباس اپنا کیا دو گل بدن سبز
۱۲۰	کیتا ہے..... رشک پری پر	۱۳۹	۱۳۹	نہ مل ہر..... بدن ہرگز
۱۲۱	سجین تجھ..... چمن بھیت پر	۱۴۰	۱۴۰	ہوا نہیں..... اختیار ہنوز
۱۲۲	اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر	۱۴۱	۱۴۱	مت جا..... نہیں ہنوز
۱۲۳	نایا جب..... صبح دم آگ	۱۴۲	۱۴۲	تو ہے رشک ماہ کنغانی ہنوز

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۱۴۳	داغ سوں..... ہے ہنوز	۱۵۷	۱۶۲	شمع بزم وفا ہے امرت لال
۱۴۴	میں جب..... گل زرگس	۱۵۸	۱۶۳	ہے آج..... گو بند لال
۱۴۵	عشق کے..... دل ریش	۱۵۹	۱۶۴	مدت ہوئی..... نہیں جمال
۱۴۶	کیوں نہ ہو..... میں خاص	۱۵۹	۱۶۵	چمن میں..... دو نو نہال
۱۴۷	نہیں مے..... سوں خلاص	۱۶۰	۱۶۶	میری نگہ..... فال چل
۱۴۸	تجھ مکھ..... بہار محض	۱۶۱	۱۶۷	یگ درس..... چنچل اچل
۱۴۹	آزاد کوں..... جال محض	۱۶۱	۱۶۸	کہوں کس..... نشان دل
۱۵۰	تجھ زلف..... کیا غرض	۱۶۲	۱۶۹	تجھ بے وفا..... پارہ دل
۱۵۱	دل تجھ..... جیوں چراغ	۱۶۲	۱۷۰	عبارت تجھ..... ہے تسلسل
۱۵۲	جب سوں..... دریا دریا	۱۶۳	۱۷۱	تجھ مکھ..... ایاغ گل
۱۵۳	پڑی جب نظر چشم دلبر طرف	۱۶۴	۱۷۲	اے شمع..... انجمن گل
۱۵۴	زکر سکوں..... کی تعریف	۱۶۴	۱۷۳	تجھ زلف..... مختصر مطول
۱۵۵	ترے فراق..... ہوں ضعیف	۱۶۵	۱۷۴	تجھ شاہ..... اکرام رام
۱۵۶	چڑھی دیکھی..... ہوئے عاشق	۱۶۵	۱۷۵	غم تر ہے..... کی قسم
۱۵۷	چہرے پہ..... کی جھلک	۱۶۶	۱۷۶	ہجرت کی..... دیا غم
۱۵۸	اے صنم..... دیکھ جھلک	۱۶۷	۱۷۷	جلوں تجھ..... اے ظالم
۱۵۹	دیکھ تیرے سو یو کھبا لے بال	۱۶۷	۱۷۸	صنم کے نعل پر وقت تکلم
۱۶۰	دل کی..... جنجال جال	۱۶۸	۱۷۹	جیوں گل..... چمن میں ہم
۱۶۱	لب پہ..... جو خال	۱۶۸	۱۸۰	شراب شوق..... ہیں ہم

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۱۸۱	میٹھا بچن..... شیریں زباں	۱۴۸	۲۰۰	میری طرف..... حبیب سوں
۱۸۲	کیوں نہ..... سب ہندوستان	۱۴۹	۲۰۱	تجھ کھد کی..... چندر سوں
۱۸۳	یہ خط تجھ..... سبزہ ریکاں	۱۸۰	۲۰۲	باندھا ہے..... نور نظر سوں
۱۸۴	تجھ قد..... نگاہ عاشقاں	۱۸۱	۲۰۳	باندھا ہے..... کمر سوں
۱۸۵	ہے ناز نہیں..... دراز کرناں	۱۸۱	۲۰۴	جب سوں..... تیر سوں
۱۸۶	قسمت تری..... امید بھیاں	۱۸۲	۲۰۵	اے نور چشم..... پلک سوں
۱۸۷	سجن تجھ..... کھلی آنکھیاں	۱۸۲	۲۰۶	ہوا ہے..... جادو سوں
۱۸۸	قرار نہیں..... تجھ بن	۱۸۳	۲۰۷	آتا ہے..... کلاہ سوں
۱۸۹	دل ہوا ہے مرا خراب سخن	۱۸۴	۲۰۸	کیتا ہوں..... پری سوں
۱۹۰	تری زلف..... بے قرار سجن	۱۸۵	۲۰۹	جالیا تمام..... آتش سوں
۱۹۱	سب چمن..... اے گل بدن	۱۸۵	۲۱۰	سیہ روی..... فانی سوں
۱۹۲	مجھ کوں..... نقش چرن	۱۸۶	۲۱۱	میری طرف..... تاب کوں
۱۹۳	ہوا ہے..... آتش حسن	۱۸۷	۲۱۲	تشنگی..... بے آب کوں
۱۹۴	گریہ عشاق..... بزم حسن	۱۸۷	۲۱۳	خدا یا ملا صاحب درد کوں
۱۹۵	عاشق کے..... دیکھ توں	۱۸۸	۲۱۴	دیکھا ہے..... طرار کوں
۱۹۶	یک بار..... کرے توں	۱۸۸	۲۱۵	دیتا نہیں..... شریر کوں
۱۹۷	چلنے منے..... لجاوے توں	۱۸۸	۲۱۶	میں دل..... بچن کوں
۱۹۸	خوبی اعجاز..... انشا کروں	۱۸۹	۲۱۷	نہیں معلوم..... بچارے کوں
۱۹۹	بھڑکے ہے..... ہوا سوں	۱۹۰	۲۱۸	دیکھوں گا..... پری کوں

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۲۱۹	دیکھے گا..... جلوہ گری کوں	۲۰۰	۲۳۸	سحر پر داز ہیں پیا کے نین
۲۲۰	سہرگز تو..... دغلی کوں	۲۰۱	۲۳۹	فرش گر..... اپنے نین
۲۲۱	ہوا ہے..... کلی کوں	۲۰۱	۲۴۰	باندھا..... کمر میں
۲۲۲	جو کوئی..... معافی کوں	۲۰۲	۲۴۱	خوش قداں..... کرتے ہیں
۲۲۳	فدائے دلبر رنگیں ادا ہوں	۲۰۳	۲۴۲	خوب رو خوب کام کرتے ہیں
۲۲۴	میں سورہ..... لکھا ہوں	۲۰۳	۲۴۳	گل مقصد کے ہار ڈالے ہیں
۲۲۵	تصویر تری..... لکھا ہوں	۲۰۴	۲۴۴	جو کہ تجھ پر نگاہ کرتا نہیں
۲۲۶	میں عاشقی..... ہو رہا ہوں	۲۰۴	۲۴۵	جونی..... فدا نہیں
۲۲۷	باطن کی..... کر رکھوں	۲۰۵	۲۴۶	مجھے گلشن طرف جانا روانہ نہیں
۲۲۸	صدق ہے..... گلشن دیں	۲۰۵	۲۴۷	مرا غم..... قاصد نہیں
۲۲۹	آدے..... عتاب میں	۲۰۶	۲۴۸	سجن کے باج عالم میں دگر نہیں
۲۳۰	ہے بیکہ..... داس میں	۲۰۷	۲۴۹	دیکھا ہے..... سرو قد کے تئیں
۲۳۱	دیکھا ہے..... باغ میں	۲۰۸	۲۵۰	اے سامری..... کے تئیں
۲۳۲	رکھتا ہوں..... فراق میں	۲۰۸	۲۵۱	تجھ حسن..... کے تئیں
۲۳۳	جب لگ..... اوراق میں	۲۰۸	۲۵۲	ہر رات..... ملا کرو
۲۳۴	تجھ عشق..... ہوں میں	۲۰۹	۲۵۳	چاہو کہ..... بدر کرو
۲۳۵	ہوا تو..... مقالی میں	۲۰۹	۲۵۴	وحشی..... تسخیر کرو
۲۳۶	چھپا ہوں میں صدائے بانسلی میں	۲۱۰	۲۵۵	چاہو کہ..... وطن کرو
۲۳۷	دل نے..... حیرانی میں	۲۱۰	۲۵۶	عالم کوں..... نگو کرو

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۲۵۷	مت تمن انتظار ماہ کرو	۲۲۱	۲۷۶	جو کئی نہیں گنتے ۲۳۲
۲۵۸	صحبت غیر مومں جایا نہ کرو	۲۲۱	۲۷۷	بزرگاں نہیں گنتے ۲۳۲
۲۵۹	شوخی و حیراں نہ کرو	۲۲۲	۲۷۸	سجن! تم نہیں گنتے ۲۳۳
۲۶۰	غفلت میں ہشیار ہو	۲۲۲	۲۷۹	تجھ گوش مکان موتی ۲۳۴
۲۶۱	اے دل پروانہ ہو	۲۲۲	۲۸۰	کاں لگ کی شوخی ۲۳۴
۲۶۲	نہ دیو جاں سمجھو	۲۲۴	۲۸۱	ترے قد جیوں لکڑی ۲۳۵
۲۶۳	سجن ہلک آہستہ آہستہ	۲۲۴	۲۸۲	مجھ دل جاناں بسے ۲۳۶
۲۶۴	کیا مجھ آب آہستہ آہستہ	۲۲۵	۲۸۳	یہ مرار و نا کہ تیری ہے ہنسی ۲۳۶
۲۶۵	ہوا ظاہر نگار آہستہ آہستہ	۲۲۶	۲۸۴	زبان یار یار خاموشی ۲۳۶
۲۶۶	ہوئے ہیں نین آہستہ آہستہ	۲۲۶	۲۸۵	کیوں نہ دماغ عاشقی ۲۳۷
۲۶۷	ترے غم جیوں اٹھ	۲۲۷	۲۸۶	مشاق ادا کے ۲۳۷
۲۶۸	آج دستا ہے حال کچھ کا کچھ	۲۲۷	۲۸۷	تجھ کھ آب کی ۲۳۸
۲۶۹	تجھ کھ ہوا تازہ	۲۲۸	۲۸۸	جس کوں دید کی ۲۳۸
۲۷۰	گریاں ہے اشکبار دیکھ	۲۲۸	۲۸۹	پریشاں ستم گر کے ۲۳۸
۲۷۱	جی چل چال دیکھ	۲۲۹	۲۹۰	زرگس قلم نین آگے ۲۳۹
۲۷۲	تیری نین میخانہ آئینہ	۲۳۰	۲۹۱	تجھ لب کوں بستگی ۲۳۹
۲۷۳	منگا کے کی بے تابی	۲۳۰	۲۹۲	اُس کو فراغ زندگی ۲۴۰
۲۷۴	آیا و کمرستی	۲۳۱	۲۹۳	جسے عشق کا تیر کاری لگے ۲۴۱
۲۷۵	اس سے رکھتا ہوں خیال دوستی	۲۳۱	۲۹۴	تعریف ساؤ گے ۲۴۱

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۲۹۵	تراقد..... سید معالی	۲۴۱	۳۱۴	دل چھوڑ کے یار کیوں کے جاوے ۲۵۴
۲۹۶	کرتی ہے..... کی گالی	۲۴۲	۳۱۵	چمن میں..... ادا ہووے ۲۵۴
۲۹۷	اقلیم دلبری..... ہے والی	۲۴۳	۳۱۶	اگر موہن..... کیا ہووے ۲۵۵
۲۹۸	اگر گلشن..... ادا نکلے	۲۴۳	۳۱۷	اگر مجھ..... کیا ہووے ۲۵۶
۲۹۹	اگر باہر..... قدم نکلے	۲۴۴	۳۱۸	گر می سوں..... تاب ہووے ۲۵۷
۳۰۰	اگر طمک..... بچن نکلے	۲۴۴	۳۱۹	تجھ رخ..... نقاب ہووے ۲۵۷
۳۰۱	چھوڑ اے شوخ طرز خود کامی	۲۴۵	۳۲۰	وہ محبت میں تری فانی ہوئے ۲۵۸
۳۰۲	تری آنکھیاں..... بیابانی	۲۴۶	۳۲۱	جب کیا..... بے تاب مجھے ۲۵۹
۳۰۳	چیتے کوں..... باریک میانی	۲۴۶	۳۲۲	سرخوشی..... گوں مجھے ۲۵۹
۳۰۴	ترالہ دیکھ حیواں یاد آوے	۲۴۷	۳۲۳	کیوں نہ حاصل ہو رم آہو مجھے ۲۶۰
۳۰۵	اس وقت..... بر آوے	۲۴۷	۳۲۴	تجھ نگاہ..... مدہوشی مجھے ۲۶۱
۳۰۶	سرود عیش..... ساز آوے	۲۴۸	۲۲۵	حافظے کا..... نسیانی مجھے ۲۶۱
۳۰۷	جس وقت..... دہن آوے	۲۴۹	۲۲۶	مدت ہوئی..... نہیں لکھی ۲۶۲
۳۰۸	کسی کی..... چین آوے	۲۵۰	۲۲۷	پڑا حیرت..... کے دیکھے ۲۶۴
۳۰۹	اگر بازار..... پری آوے	۲۵۱	۳۲۸	مست تیرے..... لالہ ہے ۲۶۳
۳۱۰	فلاطون..... گلی آوے	۲۵۱	۳۲۹	کر اس دلربا کی دلربا ہے ۲۶۴
۳۱۱	یک بار..... بہار جاوے	۲۵۲	۳۳۰	نگہ کی..... آتا ہے ۲۶۴
۳۱۲	اگر وہ..... طرف جاوے	۲۵۲	۲۳۱	ترے خورشید..... دتا ہے ۲۶۵
۳۱۳	تو اس..... چل جاوے	۲۵۳	۳۳۲	مغز اس کا سوباس ہوتا ہے ۲۶۶

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۳۳۳	آج سر سبز کوہ و صحرا ہے	۲۶۶	۳۵۲	نہ سمجھو خود بخود دل بے خبر ہے
۳۳۴	عشاق کی بلا ہے	۲۶۶	۳۵۳	نہ جانوں خط میں تیرے کیا اثر ہے
۳۳۵	نہ دو بالا نہ دو بالی بلا ہے	۲۶۷	۳۵۴	مکھ تر آفتاب محشر ہے
۳۳۶	دیکھا ہوں جسے دو بتلا ہے	۲۶۷	۳۵۵	قبلہ اہل صفا شمشیر ہے
۳۳۷	سجین میرا سخن سوں آشنا ہے	۲۶۸	۳۵۶	عاشقاں عالمگیر ہے
۳۳۸	گلستاں رعنا ہے	۲۶۸	۳۵۷	قشہ لب ناسور ہے
۳۳۹	قدر ارشک سرور رعنا ہے	۲۶۹	۳۵۸	نہ بوجھو خود بخود موہن میں ارہے
۳۴۰	کماں ابرو پہ جو قرباں ہوا ہے	۲۷۰	۳۵۹	اُس کے پچھاڑ ہے
۳۴۱	عشق نہیں یہ ہزیر آیا ہے	۲۷۰	۳۶۰	حسن کا مٹانے ہے
۳۴۲	سرج ہے لیا ہے	۲۷۰	۳۶۱	لہریا خوش انداز ہے
۳۴۳	کتب میں جس کے ہاتھ ادا کی کتاب ہے	۲۷۱	۳۶۲	مجھ حکم دل نواز ہے
۳۴۴	عشق میں جس کوں جہارت خوب ہے	۲۷۱	۳۶۳	زلف موہن کی کہ عنبر بیز ہے
۳۴۵	جسے اقلیم اقامت ہے	۲۷۲	۳۶۴	ہر نگاہ خوں ریز ہے
۳۴۶	جس دل ربا اتحاد ہے	۲۷۳	۳۶۵	تحصیل کتاب بس ہے
۳۴۷	سر و میرا ہر سوں آزاد ہے	۲۷۳	۳۶۶	عاشق خیال بس ہے
۳۴۸	ہے بجا ناشاد ہے	۲۷۴	۳۶۷	ہم پناہ بس ہے
۳۴۹	گل رخاں زرتار ہے	۲۷۴	۳۶۸	آج ہر گل نور کی فانوس ہے
۳۵۰	عشق میں صبر و رضا درکار ہے	۲۷۵	۳۶۹	سر و میرا گل پوش ہے
۳۵۱	بیاباں برابر ہے	۲۷۵	۳۷۰	دل طلب گار ناز مہوش ہے

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۲۹۸	کوچہ یار عین کا سی ہے	۳۹۰	ہر طرف ہنگامہ اجلاف ہے	۳۷۱
۲۹۹	تراکھ جلوہ جالی ہے	۲۹۱	ہر چند کہ بھڑک ہے	۳۷۲
۲۹۹	نہ پوچھو صاحب کمائی ہے	۲۹۲	اے دوست کمال ہے	۳۷۳
۳۰۰	باغ ارم گلی ہے	۲۹۳	حسن تیرا سرج پہ فاضل ہے	۳۷۴
۳۰۱	قد میں تیرے دو خوش خرامی ہے	۲۹۴	نشہ بخش گلغام ہے	۳۷۵
۳۰۲	گرچہ طنائے یار جانی ہے	۲۹۵	اس سرو سلام ہے	۳۷۶
۳۰۲	سدا ہم جانی ہے	۲۹۶	اس شاہ سلام ہے	۳۷۷
۳۰۳	موبو ناتوانی ہے	۲۹۷	ترا مجنوں ہوں صحر کی قسم ہے	۳۷۸
۳۰۴	تجھ کوں بادشاہی ہے	۲۹۸	صنم میرا بیاں ہے	۳۷۹
۳۰۴	مت تصور ہر جانی ہے	۲۹۹	یوتل زنگی خشن ہے	۳۸۰
۳۰۵	شکر و دجان گئی بھر آئی	۳۰۰	عارفان پر ہمیشہ روشن ہے	۳۸۱
۳۰۵	تراکھ ہے چراغ دل ربانی	۳۰۱	دشمن دیں کا دین دشمن ہے	۳۸۲
۳۰۵	سجن میں ہے شعار آشنائی	۳۰۲	شکار ہرن ہے	۳۸۳
۳۰۶	تجھ مکھ جل گئے	۳۰۳	ترے لب پر جو خط غنیر ہے	۳۸۴
۳۰۶	اندوہ غم بن گئی	۳۰۴	ہراک سوں یہ ہے	۳۸۵
۳۰۸	فردیات	۲۹۶	نکل اے بے حجابی ہے	۳۸۶
۳۱۹	رباعیات	۲۹۷	مفلسی سب بہار کھوتی ہے	۳۸۷
		۲۹۸	دل کو تجھ باج بے قراری ہے	۳۸۸
		۲۹۹	عشق بے تاب جاں گدازی ہے	۳۸۹

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع
۲۵۵	عشق میں فانی کرے	۲	محمسانات
۳۵۱	ہر ایک کے نیرنگ	۳	تجھ قد نے نظر کیا
۳۶۳	گیا ہے مونس غم	۴	نکو کر تن ہرگز
۳۶۶	دیکھے نورانی	۵	عاشق ترے اتال
۳۶۹	ہوا ہے خلق سجانی	۶	گلشن میں جمال چل
	مثنویات	۷	ناز سوں آنجھے ادا کی قسم
۳۷۵	الہی دل اُپر دے عشق کا داغ	۸	تیرے قدم کے فرش دل چھو
۳۷۷	عجب شہراں یک شہر	۹	مشق کر اے دل سدا تجرید کی
	قطعہ	۱۰	یا قوت قوت ہے
۳۸۰	در فراق گجرات	۱۱	نہ تنہا حسن دل رہا ہے
	(ضمیمہ الف)		مستزاد
۳۸۲	آج کی نہ تھا	۱۲	بے تاب کیا شوق نے کا
۳۸۳	دو باندھا سر پہ پھینٹا	۱۳	کتیا ہے نظر جب من
۳۸۳	یار و سلام کہو جا	۱۴	معلوم نہیں کن نے میں
۳۸۳	اس رحمان کا	۱۵	ترجیع بند
۳۸۴	تجھ لب کہوں گا	۱۶	مرے دل میں دوسرے کلفام ہے
۳۸۵	سرو قد تجھ پہ وار کر ڈالا	۱۷	درد وجہ الدین
۳۸۶	جب سوں دیکھا متوالا	۱۸	قصائد
۳۸۷	رخ ترا خواب ہوا	۱۹	لے زباں پر تو اول اول

غزل نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۹	کفنی پنھا کے مجھ کو لباسی کیا پایا	۲۸۷	۲۸	۳۹۷
۱۰	بیت ابرو زبس خیال کیا	۲۸۷	۲۹	۳۹۸
۱۱	جب سوں لٹ	۲۸۸	۳۰	۳۹۹
۱۲	شوخی ترکش دل رہا ہے الفیاض	۲۸۹	۳۱	۳۹۹
۱۳	اے بلبل اختیار بحث	۲۸۹	۳۲	۴۰۰
۱۴	شراب شوق بنائے قدح	۲۹۰	۳۳	۴۰۰
۱۵	جب سوں میرے پاس	۲۹۰	۳۴	۴۰۱
۱۶	جب لگ زنگیں	۲۹۱	۳۵	۴۰۱
۱۷	شوخی آتا افسوس	۲۹۱	۳۶	۴۰۲
۱۸	نہیں خطا مے نوش	۲۹۲	۳۷	۴۰۲
۱۹	مہر اوج میں حریف	۲۹۲	۳۸	۴۰۳
۲۰	خود بخود ہے رئیس	۲۹۲	۳۹	۴۰۳
۲۱	گلزار حسن زار خطا	۲۹۳	۴۰	۴۰۴
۲۲	جاتا ہے سبز خطا	۲۹۳	۴۱	۴۰۴
۲۳	جو یار نہیں بہارچہ خطا	۲۹۵	۴۲	۴۰۵
۲۴	سجن کی خدا حافظا	۲۹۵	۴۳	۴۰۵
۲۵	یہی میں یا حافظا	۲۹۶	۴۴	۴۰۶
۲۶	دیکھ یو جمع عند لیباں جمع	۲۹۶	۴۵	۴۰۷
۲۷	عشق کی آگ سوں جلی ہے شمع	۲۹۷	۴۶	۴۰۷

صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر	مطلع	صفحہ نمبر
۴۷	چشم تیری جو مست و غلطاں ہے	۴۰۸	۱۵	مجھے بعد..... لکھا کاغذ
۴۸	تری آنکھیاں.... نیم خوابی ہے	۴۰۸	۱۶	صحن دل میں اٹھا غبار غبار
۴۹	سجن تجھ..... ڈالی ہے	۴۰۹	۱۷	یو پنچہ ترے ہاتھ کا پیچ دار
۵۰	گئے رات..... بکمال	۴۰۹	۱۸	نگاہ مست..... ہمنوز
	ضمیمہ (ب)		۱۹	بغیر حق..... سول آس
۱	ناز میں ناز سول صحن میں آ	۴۱۰	۲۰	سب گیا..... نہ پاس
۲	ہوا حق میں مرے خو خوار چیرا	۴۱۰	۲۱	مجھ دل..... تار بس
۳	جاناں جفا..... سول بولنا	۴۱۰	۲۲	سجن کا..... آفتاب شعاع
۴	معتوق تیرے..... قربانی ہوا	۴۱۱	۲۳	گر پڑے..... کی شعاع
۵	حق نے..... جب واکیا	۴۱۱	۲۴	ہر چند..... غم عشق
۶	خدا نے..... بے نظیر کیا	۴۱۱	۲۵	خوش بجن..... لال کلال
۷	کاں مرا صاحب افتخار گیا	۴۱۱	۲۶	تیرے برہ..... ہوے اتال
۸	رنگ خوبی کا گل عذار گیا	۴۱۱	۲۷	مجلوں تجھ یا ردل ربا کی قسم
۹	لامکاں پر بنا احمد جو بنا بھٹلایا	۴۱۱	۲۸	مجلوں اس صاحب ادا کی قسم
۱۰	آج آیا بزم میں دو یار مست	۴۱۲	۲۹	ٹک مکھ..... کی قسم
۱۱	اس صنم کے..... الغیاث	۴۱۲	۳۰	طرہ مشک بار کی ہے قسم
۱۲	درد کوں..... الغیاث	۴۱۲	۳۱	پڑا ہے..... دکھاؤ سجن
۱۳	ہوا ہوں سبستی بالخیر ثالث	۴۱۲	۳۲	ہے یہ دل بر مرا سعید سجن
۱۴	اشک جو..... جھبر جھبر سفید	۴۱۲	۳۳	جگ میں ہے جلوہ بہار سجن

صفحہ	مطلع	غزل نمبر	صفحہ	مطلع	غزل نمبر
۴۱۷	ب پ دتا ہے	۴۸	۴۱۵	جیو کوں ہے سچن	۳۴
۴۱۷	نین رات بنگ بیٹھا ہے	۴۹	۴۱۵	عشق میں نکل جاناں	۳۵
۴۱۷	تیرے نین سمٹتا ہے	۵۰	۴۱۵	اس سدا سلام کہناں	۳۶
۴۱۷	دل و جاں فدا ہے	۷۱	۴۱۵	پڑیا ہے معالی سوں	۳۷
۴۱۷	سبز چھینٹے کوں رنگ نکلا ہے	۵۲	۴۱۵	دوست بد گو کوں	۳۸
۴۱۷	معلوم نہیں لیا ہے	۵۳	۴۱۵	بس ناز غماز کوں	۳۹
۴۱۷	اپس کے قیامت ہے	۵۴	۴۱۶	ہوا ہے مشتری کوں	۴۰
۴۱۸	گل عذاروں کا صنم سردار ہے	۵۵	۴۱۶	دلبر ادھر کیا کہوں	۴۱
۴۱۸	رنج اچھے بہا رہے	۵۶	۴۱۶	ہیکل گلے ہوں میں	۴۲
۴۱۸	جائے انعام ہے	۵۷	۴۱۶	میکوں کام نہیں	۴۳
۴۱۸	حسن کے شور کاتوں دیوان ہے	۵۸	۴۱۶	چشم مست شراب بولا ہوں	۴۴
۴۱۸	مل کے رہنا سچن عجب کچھ ہے	۵۹	۴۱۶	حسن کا ہو جیو	۴۵
			۴۱۶	صاف دل کوں اگر مدام رکھو	۴۶
			۴۱۷	رحم سوں مجھ طرف آٹکھ	۴۷
	فرہنگ				

دیباچہ

اٹھارھویں صدی عیسوی میں جس کثرت سے دیوان ولی کے قلمی نسخے ملک میں رائج ہوئے اتنی کثیر تعداد میں کسی اور اردو شاعر کے خصوصاً اُس زمانے میں نہیں ہوئے۔ ایک تو اُس وقت چھاپہ خانے کا رواج نہ تھا دوسرے یہ کہ ولی کا کلام مقبول بھی بہت ہوا تھا۔ اردو کے نئے ابھرتے ہوئے شعرا نمونے کے طور پر اور اردو شاعری کے قدرداں شوقیہ طور پر ریختہ کے اس مقبول اور مستند صاحب دیوان شاعر کا کلام پیش نظر رکھنا چاہتے تھے۔ صرف ہندوستان ہی میں نہیں یورپ کے کئی شہروں کی لائبریریوں میں اس کے دیوان کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد حیدرآباد کی لائبریریوں میں ہے۔

محمد اکرام چغتائی صاحب نے رسالہ اردو پاکستان (شمارہ جات جولائی و اکتوبر ۱۹۶۶ء) میں ولی کے دیوان کے قلمی نسخوں کی ایک فہرست شایع کی ہے جن میں سے ۶۵ پر تاریخ کتابت درج ہے۔ ۵۳ پر درج نہیں۔ پھر اس کے بعد ۳۳ بیاضوں کی بھی نشان دہی کی ہے جو ہندو پاک میں مختلف مقامات پر ہیں اور ان میں ولی

کی متفرق غزلیں درج ہیں۔ مزید تلاش کی جائے تو اور بھی متعدد نسخے منظر عام پر آسکیں گے۔ مثلاً ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے صرف ایک نسخے کا ذکر مذکورہ فہرست میں ہے حالاں کہ وہاں دو نسخے موجود ہیں۔ رضا لائبریری رام پور میں دو نسخے ہیں۔ یوپی آرکائیوز الہ آباد میں ایک، خدا بخش لائبریری پٹنہ میں چار، ولس ہذا۔ بعض لوگوں کے ذاتی کتب خانوں میں بھی ہوں گے۔ میرے پاس بھی دو بوسیدہ و کرم خوردہ نسخے موجود ہیں۔ غرض کہ ڈھونڈنے سے اور بھی مل سکتے ہیں اور اگر ان سب کی تفصیلی فہرست بنائی جائے تو یقیناً اپنی جگہ پر وہ خود ایک ضخیم کتاب ہو جائے گی۔

بہر حال اب تک جتنے نسخے دریافت ہو چکے ہیں ان میں سے درج ذیل بڑی اہمیت رکھتے ہیں :-

۱۔ نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ۔ نمبر شمار ۱۲۶، تعداد اوراق ۸۳، تعداد سطور ہر صفحہ مختلف ۱۷ تا ۱۹، خط شکست نام کاتب ندارد، تاریخ ۱۲۰ھ بمقام اورنگ آباد۔ یہ نسخہ قدیم ترین ہے۔ یہ نواب نصیر حسین خاں خیال کی ملکیت تھا۔ اُس وقت مولانا احسن مارہروی صاحب (مرتب کلیات ولی مطبوعہ انجمن ترقی اردو، ہند ۱۹۲۷ء) نے اس سے استفادہ کیا تھا۔ اس کے بعد غالباً پروفیسر محفوظ الحق صاحب مرحوم سے خدا بخش لائبریری پٹنہ نے ستمبر ۱۹۵۵ء میں اسے حاصل کر کے محفوظ کر لیا اس کا ترجمہ یہ ہے :

”بحمد اللہ المنہ در شہر اورنگ آباد کتاب دیوان ولی باتام

رسید بتاریخ بہت ششم ماہ ربیع الاول روز جمعہ ۱۱۲۰ھ“

130218

۲۲

دیوان غزلیات کے بعد ۵ قصیدے ہیں پھر مثنوی ۵

الہی دل اُپر دے عشق کا داغ

اس کے بعد ایک ترجیع بند اور چند مخمسات اور متفرق اشعار۔ ولی کا تخلص غزلوں میں شنگرفی روشنائی سے دیا گیا ہے جہاں سے دیوان شروع ہوتا ہے۔ سرورق پر کچھ پھول پتیاں بنی ہوئی تھیں جن کا صرف تھوڑا سا حصہ اب باقی رہ گیا ہے۔ مخطوطہ کا کاغذ چوں کہ کمزور ہو گیا تھا اس لیے اس پر پتلاروغنی کاغذ چڑھا دیا گیا ہے۔ غزلوں کی تعداد ردیف وار اس طرح ہے۔

الف = ۸، ب = ۳، ت = ۵، ث = ۵، ج = ۴،

ح = ۳، خ = ۲، د = ۷، ذ = ۲، ر = ۱۹، ز = ۶،

س = ۱، ش = ۱، ص = ۱، ض = ۳، ط = ۱، ظ = ۲،

ع = ۱، غ = ۱، ف = ۲، ق = ۱، ک = ۱، ل = ۱۰،

م = ۸، ن = ۷، و = ۱۲، ۸ = ۱۱، ی = ۱۳،

کل تعداد ۳۹۴ ہے

۲۔ نسخہ کتب خانہ سالار جنگ بہادر، حیدر آباد دکن، تعداد اور ا

۳، ۲۱ سطری، نام کاتب خیر الدین۔ کاتب نے ترقیمہ میں اگرچہ اپنے خط کو شکستہ لکھا ہے لیکن دراصل خط نستعلیق میں ہے۔ طلائی جدول ہے۔ ترقیمہ ہے۔

۱۔ ان پٹنہ کی ان اطلاعات کے لیے ڈاکٹر مطیع الرحمن صاحب اور ڈاکٹر سید حسن صاحب کی کرم فرمایوں کا ممنون ہوں۔ ہاشمی

”تمام شد، کارمن نظام شد، نسخہ دیوان وکی بخط شکستہ و

ناشایستہ۔ خیرالدین، بتاریخ ہنم شہر ذی الحجہ ۱۱۲۵ھ تحریر یافت“

غزلوں کی تعداد ۳۴۷ ہے۔ ردیف و ارتعداد حسب ذیل ہے،

الف = ۷۸، ب = ۵، ت = ۷، ج = ۴، ح = ۲، خ

= ۲، د = ۷، ذ = ۱، ر = ۱۹، ز = ۶، ش = ۱، ض =

۳، غ = ۱، ف = ۳، ل = ۱۴، م = ۶، ن = ۱۵،

و = ۸، ک = ۷، ح = ۱۱۶۔

۳۔ نسخہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور (اورینٹل سیکشن،

ذخیرہ شیرانی نمبر ۱۵۰۵)، اوراق ۱۰۱ خط شکستہ آمیز، غزلیات کے

علاوہ قصائد، مخمسات اور مثنویات بھی ہیں۔ ترقیمہ یہ ہے:

”دیوان اشعار وکی مسمی سید ولی محمد مرحوم بتاریخ چہار دہم

شہر محرم الحرام ۱۱۲۵ھ از جلوس میمنت مانوس محمد شاہ بادشاہ

غازی خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطانہ۔ روز چہار شنبہ وقت چاشت

در بلدہ خیر البلاد احمد آباد حمیت عن الفساد بخط فقیر حقیر اضعف

العباد، کلب محبوب سبحانی، نمود بے بود شاعر اللہ فانی سمت انجام

و صورت اتمام پذیرفت“

(نوٹ)

(ان کا تخلص ثنا تھا و مخزن شعرا۔ نورالدین فائق مطبوعہ ۱۹۳۳ء)

وکی کے شاگرد تھے۔ یہاں ’فانی‘ بطور صفت اور قافیہ کی

رعایت سے آیا ہے“)

اس نسخے کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پہلی بار وکی

کا پورا نام اور ان کو مرحوم لکھا گیا ہے۔

۴۔ نسخہ کتب خانہ جامع مسجد بمبئی۔ اوراق ۱.۵، ۱.۸ میں ۳۸ غزلیں ایک قصیدہ، آٹھ مخمس، سات رباعیاں (جن میں سے چار موجودہ نسخے میں بھی موجود ہیں۔ بقیہ تین زائد ہیں) اور چار مستزاد ہیں۔ اس نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے آخر میں حسن مفتی کا کہا ہوا ولی کی تاریخ وفات والا وہ قطعہ درج ہے جسے سب سے پہلے مولوی عبدالحق مرحوم نے رسالہ اردو شمارہ جنوری ۱۹۳۲ء (ص

۱۹۶ تا ۱۹۸) میں شایع کیا تھا وہ قطعہ یہ ہے :

مطلع دیوان عشق سیدار باب دل والی ملک سخن صاحب عرفاں ولی
سال وفاتش خرد از سر الہام گفت باد پناہ ولی ساقی کوثر علی

۱۱۱۸ + ۱۱۱۹ھ

۱۱۱۸ + ۱۱۱۹ھ

۵۔ نسخہ نوشتہ ۱۱۵۲ھ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد دکن اوراق ۱۲۴، ۱۳ سطریں فی صفحہ۔ خط شکستہ آمیز نستعلیق، عنوان

۱۵ دیوان ولی کے قلمی نسخے :

از محمد اکرام چغتائی۔ مطبوعہ رسالہ اردو، کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۶۶ء
۱۶۔ ۱۶ھ میں لکھنؤ میں ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔
دوران گفتگو انھوں نے کہا کہ میں نے اس قطعہ کے متعلق دریافت کروایا تو
معلوم ہوا کہ یہ قطعہ اُس خط میں نہیں لکھا ہے جس میں دیوان لکھا ہے۔ کسی
دوسرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس لیے امکان ہے کہ کسی دوسرے ولی
کے متعلق ہو۔ ہاشمی

سرخ روشنائی میں۔ ناقص الاول۔ کاتب کا تخلص مبتدی ہے۔ اس نے اس دیوان میں جگہ جگہ اپنا کلام بھی درج کیا ہے اور ولی کی بیس سے زائد غزلوں کی تضمین کی ہے۔ اس دیوان ولی میں غزلیات، مخمسات، رباعیات، ترجیع بند، فردیات وغیرہ درج ہیں اور بعد کو جو غزلیں یا ولی کا دیگر کلام ملا اسے حاشیے پر درج کر دیا ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ اس میں بعض جگہ ولی کا نام ”ولی محمد“ لکھا ہے اور کہیں ”محمد ولی“ اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اس وقت بھی ولی کے نام کے متعلق اختلاف پایا جاتا تھا۔

۶۔ نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن۔ نمبری ۱۱۵، اوراق ۱۳۴، ۱۱ تا ۱۵، سطریں فی صفحہ۔ خط شفیعیہ۔ کاتب محمد تقی ولد سید ابوالمعالی۔ اس میں ۳۸۸ غزلیں، ۶ قصیدے، ۳ مستزاد، ۹ مخمس، ۲۹ رباعیاں، ۲۹ فردیات اور دو ترجیع بند ہیں، کئی غزلیں حاشیے پر لکھی ہیں۔ (چند دوسرے شعرا کی غزلیں بھی حاشیے پر درج ہیں۔)

معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نسخہ نے کسی ایک نسخے سے ولی کا کلام نقل نہیں کیا ہے بلکہ جیسے جیسے غزلیں ملتی گئیں انھیں حاشیے پر بڑھاتا گیا ہے۔ ایک مستزاد کے ضمن میں لکھا ہے: ”ایں مستزاد نیست سہواً غلط نوشتہ شد“ پھر وہیں لکھا ہے: ”مستزاد نیست ریختہ ردالبحر است۔ ناقص ماندہ است از دیگر دیوان می نویسم“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ولی کے کئی متداول دیوان سامنے رکھ کر اپنا یہ نسخہ تیار کیا ہے۔ اس نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صحت کلام کی طرف بہت توجہ دی گئی ہے۔ بعض جگہ متروک الفاظ کے معنی بھی دے دیے گئے ہیں

ترقیمہ یہ ہے :-

تمام شد دیوان مغفرت نشان میاں ولی محمد مرحوم متوطن
دکن بتاریخ دویم شہر ذی قعدہ ۱۱۵۶ھ بروز پنج شنبہ بوقت صبح
تحریر یافت۔ مالک و کاتب اس دیوان عاجز المذنب محمد تقی ولد
سید ابوالمعالی است کسے کہ دعویٰ کند باطل است۔“

اہل دکن اس نسخے کو اس لیے بہت اہمیت دیتے ہیں کہ ابوالمعالی ولی
کے صادق دوستوں میں سے تھے۔ بقول بعض وہ دہلی بھی ولی کے ساتھ
آئے تھے اس لیے ان کے بیٹے محمد تقی نے ولی کو جو متوطن دکن لکھ دیا
ہے تو پھر ولی کو کسی اور جگہ کا باشندہ نہ ماننا چاہیے۔

دیوان ولی کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا سہرا سب سے پہلے
فرانسیسی مستشرق گارساں دتاسی کے سر بندھا۔ اُس نے آٹھ نسخوں سے
مقابلہ کرنے کے بعد ۱۸۳۳ء میں اسے پیرس سے دو جلدوں میں شائع کیا
اور اس پر فرانسیسی زبان میں ایک مقدمہ بھی لکھا۔

(اس مقدمے کا اردو ترجمہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب کا کیا
ہوا ”یادگار ولی“ مرتبہ سید محمد صاحب ۱۹۳۷ء میں چھپ چکا ہے) اس
مقدمے میں اس نے ولی کے حالات زندگی اور شاعری سے بحث کی ہے۔
پہلی جلد میں دتاسی کے مقدمے کے علاوہ ۱۴۴ صفحات میں دیوان کا متن
ہے۔ دوسری جلد میں ولی کے بعض اشعار پر حواشی ہیں اور اختلافات
نسخ بتائے ہیں۔

اس کے بعد ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں سورت کے مشہور شاعر میاں
سمجھو کے ایک شاگرد محمد منظور متخلص بہ منظور نے کچھ تصحیح کے ساتھ ولی کا

دیوان مطبع حیدری بمبئی سے شائع کیا۔ یہ اب نایاب ہے۔ اس کے چند سال بعد نول کشور نے دیوان ولی ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں شائع کیا۔ پھر ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲-۲۳ء میں اسے حیدر ابراہیم سایانی نے پونے سے شائع کیا۔ یہ تینوں ایڈیشن بقول اختر جوناگڑھی صاحب ناقص اور نامکمل تھے جن کی ترتیب میں قدیم مخطوطات سے استفادہ نہیں کیا گیا تھا نول کشور کی نیز سایانی ایڈیشن میں تو ولی کی زبان اور املا کو زمانہ حال کے مطابق کر دیا گیا تھا۔ یہ بہت بڑی غلطی تھی۔

بعد ازاں ولی کے دیوان کی طباعت و اشاعت کا کام انجمن ترقی اردو (ہند) نے سنبھالا اور اس نے مولانا محمد احسن مارہروی مرحوم کا مرتب کردہ کلیات ولی ایک بسوط مقدمہ و فرہنگ کے ساتھ ۱۹۲۷ء میں ٹائپ میں شائع کیا۔ احسن مارہروی صاحب نے اسے واقعی بڑی محنت سے ترتیب دیا تھا۔ چھ قلمی نسخوں تین مطبوعہ نسخوں سے مدد لینے کے علاوہ مختلف تذکروں اور رسالوں سے بھی استفادہ کیا تھا۔ مولوی عبدالحق صاحب مرحوم نے ولی کا جو کلام احسن مارہروی صاحب کو نہ مل سکا تھا اسے بطور ضمیمہ ع

۱۔ جو قلمی نسخے احسن مارہروی صاحب کے پیش نظر رہے ان کی فہرست یہ ہے:

(۱) ان کا ذاتی نسخہ نوشتہ ۱۱۵۴ھ (۲) حبیب الرحمان شروانی صاحب کے کتب خانے کا نسخہ نوشتہ بعہد محمد شاہ (۳) مولوی سبحان اللہ خاں رئیس گورکھپوری کا نسخہ نوشتہ ۱۱۸۵ھ (۴) مولوی غلام سجاد بدایونی صاحب کا نسخہ ناقص الطرین۔

(۵) نواب نصیر حسین خاں خیال عظیم آبادی کا نسخہ نوشتہ ۱۱۲۰ھ۔ یہ اب خدابخش لاہوری پٹنہ میں موجود ہے۔ ہاشمی

اس میں شامل کر دیا تھا۔ ساتھ ہی انجمن میں جو نسخے موجود تھے ان سے پورے متن کا مقابلہ مولوی محمد حسین صاحب محوی لکھنوی سے تیار کرا کے بطور ضمیمہ ۲ بھی اس میں شامل کر دیا تھا۔ یہ بڑے کام کی چیز تھی لہ

لیکن اس کلیات میں ایک تو طباعت کی بہت غلطیاں تھیں، دوسرے بعض دوسرے شعرا کے اشعار یا غزلیں بھی اس میں شامل ہو گئی تھیں۔ مقدمہ بہت طویل ہو گیا تھا۔ اس میں تکرار مضامین کے علاوہ بعض غیر ضروری باتوں پر بحث بھی شامل ہو گئی تھی، فرہنگ بھی ناقص تھی بہت سے الفاظ کا اطلاق زمانہ حال کے مطابق کر دیا گیا تھا اس لیے ضرورت ہوئی کہ جب وہ ایڈیشن ختم ہو جائے تو دوسرا ایڈیشن زیادہ توجہ کے ساتھ ترتیب دے کر شائع کیا جائے۔

غالباً ۱۹۴۳ء کی بات ہے جب مولوی عبدالحق صاحب نے یہ کام میرے سپرد کیا تھا اور انجمن میں جتنے نسخے تھے اور جو مزید آگئے تھے سب میرے حوالے کر دیے تھے۔ کہ ان کی مدد سے تصحیح اور ترتیب نو

۱۔ جن نسخوں سے مقابلہ کرایا گیا تھا وہ ترتیب وار یہ ہیں: (۱) قلمی نوشتہ ۲، ربیع الثانی ۱۱۴۱ھ نام کاتب ندارد (۲) قلمی نوشتہ ۵ ذی قعدہ ۱۱۴۱ھ جلوس محمد شاہی کاتب محمد جعفر (۳) قلمی نسخہ ۲۱ جمادی الاول ۱۲۲۹ھ (۴ و ۵) دو قلمی نسخے ایک خوش خط اور صاف دوسرا کرم خوردہ و بد خط، پہلا ناقص الطرفین دوسرا ناقص الآخر (۶) نسخہ مطبوعہ گارساں دتاسی، تاریخ طباعت ۱۸۳۳/۶۱۲۹ھ (۷) قلمی جدید یہ نسخہ حکیم شمس الدین قادری صاحب نے کسی قدیم نسخے سے نقل کرا کے مولوی عبدالحق صاحب کو دیا تھا۔ ۸۔ سات نسخے تو وہی تھے جو پہلے نوٹ ۱۷ میں تحریر ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کی جائے۔ مجھے اس وقت اس قسم کے کام کا کوئی اندازہ نہ تھا اور اسے آسان کام سمجھ کر قبول کر لیا تھا جب مقابلہ اور تصحیح کا کام کرنے بیٹھا تو خدا یاد آگیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور پانچ قلمی نسخے جن پر سال کتابت درج نہ تھا نیز دو مطبوعہ نسخے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے :

۸۔ نشان ۴۰۴ : ۵۔ دیوان ولی قلمی اور اوراق ۱۲۶۔ صرف غزلیات۔ تقطیع $۹ \times \frac{۱}{۲}$ ۵، پنج، ۵ اسطری۔ خط شکستہ، کاتب کا نام اور سن کتابت درج نہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اواخر بارہویں صدی ہجری کا نوشتہ ہے کیوں کہ دیوان کے اول صفحے پر حجام شاہ جہان آبادی کی دو فارسی رباعیاں اور آخر صفحے پر اسی کی دو اردو رباعیاں سی خط میں ہیں۔ ۹۔ نشان ۴۰۵ : ۵، دیوان ولی مطبوعہ۔ مرتبہ حیدر ابراہیم سایانی۔ طبع جید پریس دہلی، ۱۳۴۱ھ۔

۱۰۔ نشان ۴۰۶ : ۵، دیوان ولی قلمی مکمل۔ اوراق ۱۱۰۔ تقطیع $۹ \times \frac{۱}{۲}$ ۵، پنج، ۵ اسطری، خط نستعلیق صاف۔ ترقیمہ ندارد۔ ۱۱۔ نشان ۴۰۷ : ۵، دیوان ولی نامکمل۔ ناقص الاول۔ تقطیع $۹ \times \frac{۱}{۲}$ ۵، پنج، ۱۸، ۱۸ اسطری، خط نستعلیق صاف۔ ترقیمہ ندارد۔

۱۲۔ نشان ۴۱۱ : ۵، دیوان ولی قلمی۔ جا بجا کرم خوردہ، اوراق ۶۷۔ تقطیع $۹ \times \frac{۱}{۲}$ ۵، پنج، خط شکستہ، ترقیمہ ندارد۔

۱۳۔ نشان ۴۱۳ : ۵، کلیات ولی مطبوعہ انجمن ترقی اردو، مرتبہ مولانا

احسن مارہروی۔

۱۴۔ نشان ۴۱۴ : ۵، دیوان ولی قلمی۔ صرف غزلیات، اوراق ۱۰۵۔ تقطیع

$۸ \times \frac{۱}{۲}$ ۵، پنج، خط شکستہ۔ ترقیمہ ندارد۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک ایک لفظ کے پیچھے پریشان رہتا کہ کیا صحیح ہے اور کیوں صحیح ہے۔ کون غزل ولی کی ہو سکتی ہے کون نہیں؟ نسخوں میں غزلوں کی تعداد اور تقریباً ہر غزل کے اشعار میں اتنے اختلافات تھے کہ جان ضیق میں آگئی۔ مجبوراً مولوی صاحب کو اپنے وطن (سندیلہ ضلع ہردوئی، یوپی) سے لکھ کر پوچھا۔ کہ یہ دقتیں کیسے دور کی جائیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب سے مدد لو۔ وہ الہ آباد میں تھے، ان کو خط پر خط لکھنا شروع کیے۔ موصوف نے خطوں ہی کے ذریعے میری ہر مشکل حل کرنے میں بڑی مدد کی۔

غرض کسی نہ کسی طرح یہ کام ۱۹۴۴ء میں ختم ہوا۔ اُس وقت میں دلی کالج میں لیکچرر مقرر ہو کر آگیا تھا۔ ۱۹۴۵ء میں یہ دوسرا ایڈیشن انجمن سے شائع ہو گیا۔ البتہ چند خامیاں اُس میں بھی رہ گئی تھیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ان کے علاوہ ان کتب و رسائل سے بھی استفادہ کیا تھا:-
۱۔ دلی کا غیر مطبوعہ کلام از نصیر الدین ہاشمی۔ رسالہ ہندوستانی الہ آباد شمارہ

جنوری ۱۹۳۳ء

۲۔ یورپ میں دھنی مخطوطات، از نصیر الدین ہاشمی، مطبوعہ ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء
۳۔ کلیات ولی کا ایک نایاب نسخہ، از مختار الدین آرزو، رسالہ معاصر پٹنہ شمارہ مئی و جون ۱۹۳۲ء
۴۔ بیاض قدیم نشان ۴۱: ۵۔ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی۔

۵۔ دیوان ولی کا ایک قدیم نسخہ (کتابت تقریباً ۱۱۶۴ھ) از ڈاکٹر غلام مصطفیٰ رسالہ

معارف اگست ۱۹۴۵ء۔

۶۔ دیوان ولی کے نسخے بمبئی میں، از عالی جعفری۔ رسالہ نوائے ادب (بمبئی) جولائی ۱۹۵۲ء

چنانچہ قاضی احمد میاں اختر جو ناگڈھی صاحب نے اس طبع ثانی پر ایک طویل مضمون رسالہ اردو اکتوبر ۱۹۴۶ء میں شائع کرایا جس میں میری محنت کی داد دینے کے ساتھ اس کی کچھ فروگزاشتوں کی طرف بھی نشان دہی کی۔ اُدھر ۱۹۴۶ء کے فسادات میں اس ایڈیشن کی تقریباً تمام کاپیاں تلف ہو گئیں۔ مولوی صاحب کراچی چلے گئے اور انھوں نے وہاں سے مجھے لکھا کہ اس کا تیسرا ایڈیشن تیار کرو۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کی۔ ۱۹۴۵ء کے بعد وئی پر جو قابل قدر کام ملک میں ہوا تھا اسے پیش نظر رکھ کر ایک نیا یعنی تیسرا ایڈیشن تیار کیا جو انجمن ترقی اردو پاکستان نے کراچی سے ۱۹۴۵ء میں ٹائپ میں طبع کرایا۔ اب یہ ایڈیشن بھی نہیں ملتا۔ اس لیے ضرورت لاحق ہوئی کہ ایک نیا ایڈیشن اور تیار کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے ۱۹۸۲ء میں ایک نیا ایڈیشن تیار کر کے اسے فخر الدین علی احمد کمیٹی لکھنؤ کی مالی امداد سے شائع کروادیا اور اس میں ۱۹۵۴ء سے لے کر اب تک وئی کے متعلق جتنا نیا تحقیقی مواد مل سکا تھا اس سے استفادہ کیا جس کی فہرست درج ذیل ہے:-

- ۱۔ دیوان وئی کے قلمی نسخے، از محمد اکرام چغتائی۔ رسالہ اردو، انجمن ترقی اردو، پاکستان کراچی شمارہ جولائی و اکتوبر ۱۹۶۶ء
- ۲۔ وئی کا غیر مطبوعہ کلام، از محمد اکرام چغتائی۔ رسالہ اردو، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی شمارہ جنوری ۱۹۶۷ء
- ۳۔ وئی کا سال وفات۔ از ڈاکٹر جمیل جالبی، رسالہ تحریز دہلی۔ شمارہ نمبر ۱۸ ۱۹۷۶ء
- ۴۔ وئی دکنی۔ از ڈاکٹر جمیل جالبی (فصل ششم)، باب اول۔ تاریخ ادب اردو، جلد اول، مطبوعہ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی۔ ۱۹۷۷ء

تین قلمی نسخے بھی پیش نظر رہے (دو بوسیدہ قلمی ذاتی) ایک میں تاریخ کتابت ۱۱۸۰ھ درج ہے) اور ایک ن ۶ مذکورہ بالا کی زیر و گراف کا پی)۔ اور مطبوعہ نسخوں میں سایانی والا اور احسن مارہروی صاحب کا اور اپنے مرتب کردہ پہلے کے دونوں نسخے۔ اب اردو اکادمی لکھنؤ اسے شائع کر رہی ہے اس لیے اس ۱۹۸۲ء والے ایڈیشن پر نظر ثانی کی۔ کتابت کی غلطیاں درست کرنے کے علاوہ مخمسات، مستزاد وغیرہ کی تعداد خصوصاً کم کردی کیوں کہ وہ الحاقی معلوم ہوئے۔ دیگر معمولی ترمیمات بھی کر دیں۔

اب پہلے کے اور موجودہ ایڈیشن کا مقابلہ کرنے سے وئی کے کلام کی تعداد کا اندازہ ذیل کی فہرست سے ہو سکے گا۔ (مثلت، چار در چار اور بازگشت کے عنوانات سے پہلے ایڈیشنوں میں جو کلام شامل تھا انھیں بھی معتبر نہ ہونے کے باعث حذف کر دیا)۔

اصناف کلام طبع اول طبع دوم طبع سوم ۱۹۸۲ء ایڈیشن موجودہ ایڈیشن

غزلیں	۴۲۲	۴۵۶	۴۴۹	۴۰۳	۴۰۴
فردیات	۴۰	۹۰	۸۶	۸۲	۸۲
رباعیات	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
مخمسات	۱۲	۱۸	۱۸	۹	۹
مستزاد	۷	۹	۸	۴	۳
قصاید	۶	۶	۶	۶	۶
ترجیع بند	۲	۲	۲	۲	۲
مثنویات	۲	۲	۲	۲	۲
قطعات	۶	۶	۶	۱	۱

اس نئے ایڈیشن میں مقدمہ پر نظر ثانی کر کے کہیں ترمیم کہیں اضافہ کر دیا ہے۔ دیباچہ از سر نو لکھا ہے۔

ترتیب متن کے سلسلے میں یہ عرض ہے کہ وئی کے ان دواوین کو جو عہد محمد شاہی میں لکھے گئے ترجیح دی گئی ہے اس لیے کہ اس دور سے جتنا دور ہوتے جائیے وئی کے قلمی دیوانوں میں الحاقی کلام بڑھتا ہوا ملے گا۔

بہت سے نسخوں میں قافیوں میں حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے پہلی غزل وہ ملتی ہے جس کا مطلع ہے ۛ

ووصنم جب سوں بسا دیدہ حیران میں آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ

لیکن حمد کی رعایت سے بیشتر نسخوں میں پہلے وہ غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے ۛ

کیتا ہوں ترے ناؤں کو میں ورد زباں کا
کیتا ہوں ترے شکر کو عنوان سیاں کا

اس مرتبہ اسی غزل کو پہلے رکھا گیا ہے۔ اور اُس کے بعد قافیوں میں حروف تہجی کے اعتبار سے غزلیں درج کی گئی ہیں۔ احسن مارہروی مرحوم نے بھی یہی کیا تھا۔ بعض ضروری حوالے اور حواشی بھی احسن صاحب کے برقرار رکھے گئے ہیں اور بعض نظر ثانی میں بڑھا دیے گئے ہیں۔

اشرف شاگرد وئی کی بارہ غزلیں اس مرتبہ متن سے نکال کر ضمیر نمبر الف میں رکھ دی گئی ہیں۔ دیگر کئی غزلیں جو معروف نسخوں میں نہیں ملیں اُن کے مطلعے ضمیر ۛ میں لکھ دیے ہیں اور وہ غزلیں جو

صرف کسی ایک نسخے میں تھیں انھیں نظر انداز کر دیا ہے۔ دیگر اصناف
سخن کے سلسلے میں بھی یہی کیا ہے کہ صرف اُسی کلام کو شامل کیا جو
معروف نسخوں میں ملتا ہے یا جو الحاقی نہیں ثابت ہوا۔

انجمن سے شائع کردہ کلیات ولی کے دوسرے ایڈیشن (۱۹۴۶ء)
میں میں نے عبدالستار صدیقی مرحوم سے ایک مضمون ”ولی کی زبان“
پر حاصل کر کے شامل کر دیا تھا۔ تیسرے ایڈیشن میں وہ نہ شائع
ہو سکا تھا۔ اب اس مرتبہ اُس مفید مضمون کو پھر شامل کیا جا رہا ہے۔

انڈیا آفس لائبریری لندن کے دو نسخوں (نشان ۱۱۵، ۱۱۶) کے متعلق
مرتب فہرست بلوم ہارٹ صاحب نے دو فاش غلطیاں کر دی ہیں یہاں
اُن کا ذکر کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ پہلا نسخہ سید محمد تقی ولد سید ابوالمعالی
والا مکتوبہ ۱۱۵۶ھ ہے (اس کا ذکر نمبر ۶ پر آچکا ہے) دوسرا فورٹ ولیم
کالج کا ہے۔ ترقیمہ ندارد۔ پہلے کے متعلق بلوم ہارٹ نے لکھا کہ اس میں
دو قصیدے ایسے ہیں جن میں ولی نے اپنے گجراتی دوستوں اور عزیزوں
سے فراق کا حال لکھا ہے اور دوسرے نسخے کے متعلق لکھا ہے کہ اس میں
ولی کا ایک منظوم خط ہے جو ولی نے ”ذریا حسن“ کے نام لکھا تھا۔ میں نے لکھنؤ
یونیورسٹی کے توسط سے یہ دونوں نسخے منگا کر دیکھے تو معلوم ہوا کہ گجرات کے
فراق میں پہلا قصیدہ تو وہی ہے جو قطعہ کی صورت میں کلیات ولی میں
ملتا ہے دوسرا قصیدہ ”در مدح بیت الحرام“ کے عنوان سے ہے۔ چونکہ
اس میں غم و اندوہ کا بیان ہے، بلوم ہارٹ صاحب یہ سمجھے کہ یہ بھی
گجرات کے فراق میں ہوگا۔ حالاں کہ وہ جداگانہ قصیدہ ہے۔

دوسرے نسخے کے پڑھنے میں انھوں نے مزید کمال دکھایا ہے۔

فورٹ ولیم کالج والے نسخے (نشان ۱۱۶) میں جہاں متفرق اشعار یعنی فردیا
 دیے ہوئے ہیں۔ اتفاق سے ایک صفحہ ان اشعار سے شروع ہوتا ہے
 یاد میں تجھ قد کی اے دریائے حسن

آہ میری سبز ہے مانند سرو
 از بسکہ شکستہ دل ہوں غم سے
 لکھتا ہوں شکستہ خط سوں نامہ

دورِ یائے حسن، کو دورِ یا حسن، پڑھ گئے۔ اور دوسرے شعر میں
 چوں کہ خط کا مضمون تھا انھوں نے نتیجہ نکال لیا کہ کسی دورِ یا حسن کے نام
 یہ منظوم خط ہوگا۔

البتہ نسخہ نشان ۱۱۵ کے ص ۱۱۳ پر مخمسات کے ضمن میں حاشیہ پر
 وتی کا ایک فارسی مخمس بے نقط درج ہے۔ چوں کہ یہ مخمس کسی اور نسخے
 میں نہیں ملتا اس لیے وتی پر تحقیق کرنے والے حضرات کے لیے اسے
 درج ذیل کیا جاتا ہے۔

دل در طرہ او دارد آرام دل دارد دمدام آرام در دام
 دل را کاس وصل او دهد کام دل را داد در ہر دم صد آرام

کلام لعل مہموم دلا آرام

مرا روداد الم صد سور کردم دل مہموم را مسرور کردم
 طلال و در دل را دور کردم سواد ملک دل معمور کردم

سوار گرم رود دارد در دو کام

سرودل در رہ دل دار ہالک دل را داد او ہر لمحہ ہالک
 دل را کرد در راہ ہالک دلا در مسلک او کرد سالک

کہ او دل را دید ہموارہ الہام
 محال آمد وصال گو ہر او کہ سرو آمد ہلاک عرعر و
 مراد ما، معاد ما، دیر او دل و مال و سرم کہ دیر او
 مراد او اساس اصل اسلام
 دل ما و الہ لؤلؤ و لاله داد او دلم را کہ در سو ا
 اگر دارم محل در رود آتا و گر دارم سر او در کوه و صحرا
 دلم در دایم کامل دارد آرام
 دل آرد ہر سحر رد در سر کو دو لمحہ کہ وصال او دید رد
 سرورم رود دید در ہر سرمو و لا ہر دم مرو در طرہ او
 کہ دارد در سر ہر مو و و صدام

مقدمہ

وٹی کے نام اور وطن کے متعلق عرصہ دراز سے اہل دکن اور اہل گجرات کے درمیان بحث چل رہی ہے۔ پرانے تذکرہ نگاروں میں بھی کسی نے انھیں گجراتی لکھا ہے کسی نے اورنگ آبادی اور کسی نے صرف دکنی۔ اور ابھی تک یہ فیصلہ قطعی نہیں ہو سکا ہے کہ ان کا نام واقعی کیا تھا اور وہ اورنگ آباد سے تعلق رکھتے تھے یا احمد آباد سے؟

اہل گجرات کا کہنا یہ ہے کہ وٹی کا صحیح نام محمد ولی اللہ تھا اور وطن احمد آباد (گجرات)۔ والد کا نام شریف محمد (متوفی ۱۰۷۲ھ) تھا اور وہ احمد آباد کے مشہور بزرگ صوفی خاندان شاہ وجیہ الدین گجراتی (متوفی ۹۹۸ھ) کے بھائی شاہ نصر اللہ کے خاندان سے تھے۔ محققین گجرات کو ایک قدیم محضر پر وٹی کی مہر اور ایک قدیم تمسک نامہ (محررہ ۱۱۰۷ھ) بھی دریافت ہوا ہے جس پر وٹی اور ان کے بیٹوں کے دستخط ہیں، مہر کی عبارت یہ ہے۔

”خاک نعلین غوثی محمد ولی اللہ بن شریف محمد علویؒ“

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ متذکرہ بالاتمک نامہ اور مہر اسی وٹی

لے وٹی گجراتی از: ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی ص ۴۷ تا ۴۹

کی ہے جس کا یہ دیوان ہے تو پھر کوئی گنجائش ولی کے گجراتی الاصل ہونے کے متعلق باقی نہ رہ جائے گی۔

اہل دکن کی تحقیق کے متعلق ولی کا صحیح نام ولی محمد تھا اور ان کا وطن اصلی اورنگ آباد، دکن۔

صرف دکنی سے بات واضح نہیں ہوتی اس لیے کہ مغلیہ دور میں گجرات کو بھی دکن میں شامل سمجھا جاتا تھا۔

اس بات پر البتہ دونوں خطوں کے حضرات متفق ہیں کہ ولی نے احمد آباد میں تعلیم پائی۔

ولی نے احمد آباد میں حضرت شاہ وجیہ الدین کی خانقاہ کے مدرسے میں شیخ نور الدین سہروردی سے اکتساب علم کیا۔ شیخ موصوف اپنے وقت کے بڑے عالم فاضل بزرگ تھے (وفات ۱۱۵۵ھ) شاعری میں ولی نے اپنے کو شاہ گلشن کا شاگرد لکھا ہے۔

شاہ گلشن کا پورا نام شیخ سعد الدین دہلوی تھا۔ یہ شاہ گل سرہندی کے مرید تھے۔ پیر کے نام کی رعایت سے شاہ گلشن کے استاد مرزا بیدل نے ان کا تخلص گلشن نجویز کیا تھا۔

۱۵ اس پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے مضمون ”ولی گجراتی“ از اختر جوناگڑھی۔ رسالہ

مصنف ۱ علی گڑھ، شمارہ ۱۲ ص ۱۱۷

۱۶ اپنے رسالہ نور المعرف، کے اختتام پر ولی لکھتے ہیں: ”مصنف این عبارت

کہ بہمن ثنا پردازی بزرگاں بہ خطاب ولی سرفراز است و از شاگردی زبدۃ العارفین

حضرت شاہ گلشن ممتاز“

۱۷ تذکرہ بیدل از عبد الغنی۔ ایم، اے اورینٹل کالج میگزین شمارہ اگست ۱۹۵۲ء

بہ

شاہ گلشن کا آبائی وطن برہان پور (گجرات) تھا۔ بعد میں ترک سکونت کر کے دلی آ گئے تھے۔

قائم نے مخزن نکات میں لکھا ہے اور جس کی نقل بعد کے تمام تذکرہ نویسوں نے کی ہے کہ وئی نے ۱۱۱۲ھ میں دہلی کا سفر اپنے محبوب دوست سید ابوالمعالی کے ساتھ کیا تھا۔ اُس زمانے میں دلی کا صوبے دار محمد یار خان تھا۔ یقیناً اسی کا ذکر وئی نے اپنے اس شعر میں کیا ہے ۵
کیوں نہ ہووے عشق سوں آباد سب ہندوستان
حسن کی دہلی کا ہے صوبہ محمد یار حناں

یہاں دہلی میں شاہ گلشن سے ضرور ملاقات ہوئی ہوگی (ملاحظہ ہو نوٹ غزل نمبر ۱۹۸۔) یہ بھی ممکن ہے کہ وئی کی ملاقات شاہ صاحب مذکور سے اس سے پیشتر بھی ہوئی ہو کیوں کہ شاہ مذکور اپنے عزیزوں سے ملنے کے لیے اکثر گجرات جاتے تھے (ملاحظہ ہو تذکرہ سرو آزاد ص ۱۹۹) بعض تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ وئی نے سورت، برہان پور کا بھی سفر کیا تھا (چنستا شعراء) اور حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ (گلشن گفتار) اغلب ہے کہ وئی نے قصیدہ در مدح بیت الحرام، آستانہ مبارک سے متاثر ہو کر لکھا ہو۔ اس قصیدے کے یہ دو شعر خاص طور پر اس خیال کی تائید کرتے ہیں

خلقت حق میں تو عرفاں کی نظر کھول کے دیکھ

ذرے ذرے کے بھتر بھیاں ہے جدا اک عالم

۱۵ زمانہ صوبے داری ۱۱۰۸ھ تا ۱۱۱۲ھ دیکھو مرآۃ عالم گیری

ص ۳۸۴ و ۴۶۲

آگ دوزخ کی اچھے اُس یہ قیامت میں حرام

اے ولی صدق سوں دیکھا جو کئی بیت حرم

چوں کہ ولی کے کئی قریبی اعزاء کن میں سکونت اختیار کر چکے تھے
خود اُن کے اپنے نسبتی بھائی شیخ فرید عہد عالم گیری میں اورنگ آباد
میں مقیم تھے اس لیے ولی کا قیام عرصہ تک کن میں بالخصوص اورنگ آباد
میں ضرور رہا ہوگا۔ (ملاحظہ ہو ولی گجراتی ص ۷۰) یہ بات ولی کو احمد آبادی
قیاس کر کے لکھی جا رہی ہے اور اگر ولی کو اورنگ آبادی سمجھا جائے جیسا
کہ بعض لوگوں کا ابھی تک قیاس ہے تو ولی کے سفر و سیاحت یا مختلف
جگہوں پر عارضی اقامت کے سلسلے میں احمد آباد کو بھی ضرور لکھنا ہوگا
جس کے فراق میں ولی نے ایک پُر درد قطعہ یا قصیدہ لکھا ہے۔

پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ولی دوبارہ دہلی گئے۔ ایک تو ۱۱۱۲ھ میں
اور دوسری بار ۱۱۳۲ھ میں یعنی محمد شاہ کے زمانے میں۔ یہ غلطی اس شعر
سے اور بھی تائید حاصل کرتی تھی جو آزاد نے ولی کے نام سے 'آب حیات'
میں درج کر دیا تھا۔

دل ولی کالے لیا دلی نے چھین جا کہو کوئی محمد شاہ سوں
لیکن ولی کے دیوان میں نہ یہ شعر ہے نہ محمد شاہ کا کہیں ذکر۔ یہ شعر

در اصل مضمون کا ہے اور یوں ہے
اس گدا کا دل لیا دلی نے چھین جا کہو کوئی محمد شاہ سوں
در اصل ۲۷ جلوس محمد شاہی یعنی ۱۱۳۲ھ میں ولی کا مکمل دیوان

دلی پہنچا تھا (مخزن نکات)
ولی نے ۱۱۱۹ھ میں بمقام احمد آباد انتقال کیا اور وہیں نیلی گنبد

کے قریب مزار موسیٰ سہاگ اور شاہی باغ کے درمیان اپنے جدی
قبرستان میں مدفون ہوئے (تذکرہ مخزن شعرا ص ۲۶۸)۔
ظہیر صاحب کا بیان ہے کہ ان کی قبر پر چینی کے ٹکڑے جڑے ہیں
اس لیے ان کا مزار اب بھی چینی پیر کے نام سے مشہور ہے (وکی گجراتی
ص ۸۲) محمد شاہ کے زمانے میں احمد آباد کے مفتی محمد احسن صاحب نے
ایک قطعہ تاریخ لکھا تھا جو کتب خانہ جامع مسجد بمبئی کے ایک قلمی نسخہ
دیوان ولی (نشان ۱۱۳۵) کے آخر میں یوں درج ہے

مطلع دیوان عشق سیدار باب دل والی ملک سخن صاحب عرفاں ولی
سال وفاتش خرد از سر الہام گفت باد پناہ ولی ساقی کوثر علی
یہ قطعہ ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کو دریافت ہوا
تھا جس کی تصدیق بعد کو احمد آباد کے ایک بزرگ سید مظفر حسین صاحب
علوی المعروف بہ حسینی پیر صاحب کے ذاتی کتب خانے کی ایک بیاض
سے بھی ہو گئی۔ اس میں ولی کی تاریخ وفات ۴ شعبان وقت عصر لکھی ہے۔
ولی کے دیوان میں اُس کے اکثر احباب کا نام ملتا ہے خصوصاً سید
ابو المعالی کا جن سے غیر معمولی محبت تھی اور جو ولی کے ساتھ دلی کے سفر
میں بھی شریک تھے۔ گلشن گفتار میں ان سید ابو المعالی کو گجرات کا

۱۔ اس تاریخ کے متعلق بھی اب شک کا اظہار کیا جانے لگا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی
نے اپنی تصنیف ”تاریخ ادب اردو“ جلد اول کے ص ۵۳۵ تا ۵۳۹ پر اس
تاریخ پر تفصیلی بحث کی ہے اور اسے صحیح نہیں مانا ہے۔ ان کے خیال میں ولی نے
۱۱۳۲ھ اور ۱۱۳۸ھ کے درمیان وفات پائی۔ ہاشمی

مشائخ زادہ بتایا گیا ہے۔

تراقدیکھ اے سید معالی سخن فہماں کی ہوئی ہے فکر عالی
اسی طرح شمس الدین، سراج کامل و اکمل، محمد مراد اور محمد یار خاں
کا بھی ذکر ان کے اشعار میں آیا ہے۔

ہر طرف ہے جگ میں روشن نام شمس الدین کا
چین میں ہے شور جس کے ابروے پر چین کا

پردانہ ہو کے کیوں نہ گرے چاند چرخ سوں
فانوس دل میں شوق ترا ہے سراج آج
نام ترا دلتی نے اے اکمل شوق سوں ورد صبح و شام کیا

وئی اس ماہ کامل کی حقیقت جو نہیں سمجھا
وہ ہرگز نہیں بچھا عالم میں اکمل کے معانی کو

مقصود دل ہے اس کا خیال اے وئی مجھے جیوں مجھ زباں پہ نام محمد مراد ہے
کیوں نہ ہووے عشق سوں باد سب ہندوستان

حسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں

اختر صاحب جو ناگدھی کی تحقیق کے مطابق شاہ سراج الدین
سراج وئی کے ہم نسب خاندانی رشتہ دار اور ہم عمر دوستوں میں سے
تھے جس غزل میں ان کا ذکر آیا ہے وہ ان کی شادی کے موقع پر
کہی گئی تھی، سراج نے بھی ۱۱۱۹ھ میں وفات پائی۔ شمس الدین انہیں
شاہ سراج کے بیٹے تھے۔ کامل اور اکمل دونوں حقیقی بھائی تھے اور وئی

اے دیکھو رسالہ مصنف شمارہ ۱۲ ص ۱۳۲

کے رشتہ دار۔ محمد مراد گجرات کا ایک فوج دار تھا اور محمد یار خاں دہلی کا صوبہ دار تھا۔ وہ ۱۱۰۸ھ سے ۱۱۱۴ھ تک دلی کا صوبہ دار رہا اور دلی اسی کے زمانہ صوبیداری میں دہلی گئے تھے۔

ولی نے اپنے ہندو دوستوں کا ذکر بھی اپنی متعدد غزلوں میں کیا ہے امرت لال، گوبند لال، کھیم داس، بنود (صحیح لفظ ونود) وغیرہ کے نام کئی جگہ آئے ہیں

دیکھا ہے جو بنود کو اکرم کے باغ میں
پہنچی ہے بوسے عشق کی اس کے دماغ میں

شمع بزم و فنا ہے امرت لال سرو باغ ادا ہے امرت لال
ہے آج خوش قد اں میں کمال گوبند لال استاد چال سرو ہے چال گوبند لال
ہے بسکہ آب درنگ حیا کھیم داس میں آتا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں
ولی کے شاگردوں میں سے صرف اشرف، رضی اور ثنا کا پتہ اب تک چل سکا ہے۔ اشرف کا پورا نام سید محمد اشرف تھا اور گلشن گفتار میں انھیں احمد آباد کا باشندہ بتایا گیا ہے۔ (ان کے دیوان کا ایک نسخہ پروفیسر سید نجیب اشرف صاحب (مقیم بمبئی) کے کتب خانہ میں موجود تھا۔ ایک بھولانا تھ لاٹیری احمد آباد میں اور ایک انجمن ترقی اردو کی لاٹیری میں لے

نسخہ دیوان ولی محررہ سید محمد تقی ولد ابوالعالی میں بھی ان کی دو غزلیں درج ہیں اور اسی نسخہ میں ایک جگہ حاشیہ پر ان کو ولی کا شاگرد

لے اشرف مضمون از اختر جوناگڑھی، رسالہ اردو، جنوری ۱۹۴۷ء

بھی لکھا ہے۔ اشرف کی ان دو غزلوں کے مطلعے یہ ہیں:

اے شریوسف لقادرس اپس کا دکھا درس اپس کا دکھا اے شریوسف لقادر
 مجھ پر کرم کرنے کر شوخ توں جو رجو جفا برسر لطف آنہ آ طیش میں بہر خدا
 وئی اکثر اپنی غزلیں بھی اشرف کو عنایت کر دیا کرتے تھے۔ اس
 بات کی تصدیق خود اشرف کے اس شعر سے ہوتی ہے

وئی نے یو غزل اشرف کرم سوں مجکوں بخش ہے
 سو اپنے نام سوں اس کوں کیا جاری نکو پوچھو

اور یہی وجہ ہے کہ اشرف کی جو بارہ غزلیں پہلے اس کلیات وئی
 میں شامل تھیں اب انھیں ضمیمہ الف میں شامل کر دیا گیا ہے۔

رضی کا پورا نام وئی گجراتی کے مصنف نے حافظ رضی الدین بتایا ہے۔
 اس کی بھی دو غزلیں نسخہ دیوان وئی محررہ سید محمد تقی میں موجود ہیں جن
 کے مطلعے درج ذیل ہیں۔ اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ رضی کی غزلیں
 اشرف کی غزلوں کی ہم پایہ نہیں۔

لا کر تا ہے گان کی تعریف داغ کرتا ہے خال کی تعریف
 رحم کر رحم مجھ پر میری جان مت ہو غصہ کہا کسی کا مان

فائق نے تذکرہ مخزن شعرا میں وئی کے ایک شاگرد شیخ ثناء اللہ
 کا بھی ذکر کیا ہے جو احمد آباد کے شیخ زادوں میں سے تھا۔ شفیق نے
 چمنستان شعراء میں معتبر خاں عمر کو اور میر حسن اور قائم کے تذکروں
 میں فخری دکنی کو بھی وئی کا شاگرد بتایا گیا ہے لیکن ان لوگوں کے متعلق مزید
 معلومات ابھی تک دریافت نہیں ہو سکی ہیں۔ معاصرین میں سے وئی
 نے اپنے کلام میں ناصر علی سرہندی، فراقی اور آزاد کا ذکر کیا ہے۔

پڑے سن کر اچھل جیوں مصرعہ برق
اگر مصرعہ لکھوں ناصر علی کوں

(ولی)

عزیز دکھنی نے اس کا جواب یوں لکھا تھا ہے
بہ اعجاز سخن گر اڑ چلے توں نہ پہنچے گا وئی ہرگز علی کوں
(تذکرہ محبوب الزمن)

فراقی وئی کا ایک ہم عصر شاعر تھا۔ معلوم ہوتا ہے وئی کی ان سے
چشمک رہتی تھی۔ مثلاً

ترے اشعار ایسے نسیں فراقی کہ جس پر رشک آوے گا وئی کوں
ایک جگہ اس کے ایک شعر کی تعریف بھی یوں کی ہے۔

وئی مصرعہ فراقی کا پڑھوں تب جب کہ وہ ظالم
کمرسوں کھینچتا خنجر چڑھاتا آستیں آوے

فراقی کا پورا شعر یہ تھا ہے

فراقی کشتہ ہوں اس آن کا جس دم کہ وہ ظالم
کمرسوں کھینچتا خنجر چڑھاتا آستیں آوے

وئی نے اپنے ایک دکھنی معاصر فقیر اللہ آزاد کا ذکر یوں کیا ہے۔
آزاد سوں سنیا ہوں یو مصرع منا۔ جس سے وہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزاد کا پورا شعر یوں ہے۔

کوئی کسی ہی فن میں ہم ساتھ ہر نہ آیا پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

اے اسے وئی گجراتی کے مصنف نے گجراتی اور جمیل جالبی نے بیجا پوری لکھا ہے۔

(تاریخ ادب اردو جلد اول ص ۵۶)

قائم نے فراتی اور آزاد کا بھی دہلی جانا اسی زمانہ میں لکھا ہے جب
 ولی وہاں گئے تھے۔ اغلب ہے کہ یہاں ان شاعروں سے ملاقات ہوئی
 ہو۔ ولی نے ایک جگہ علی رضا کا نام اس طرح لکھا ہے۔

بعد شاہ نجف ولی اللہ پیر کامل علی رضا پایا
 ظہیر مدنی صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ شاہ علی رضا سرمدی
 نے گجرات میں سکونت اختیار کر لی تھی اور سلسلہ نقش بندہ میں ارادت
 رکھتے تھے۔ دکن کے بعض امرا آپ کے مرید تھے۔ ۱۱۴۲ھ میں وفات
 پائی ممکن ہے کہ ولی شاہ مذکور سے بھی بیعت رکھتے ہوں لیکن یہ بات
 ابھی تک پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی ہے۔

ولی کے معلومات علمی، ادبی اور مذہبی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔
 ان کے کلام میں آیات قرآنی اور احادیث کی طرف تلمیحیں بہت ہیں
 مذہبی علوم اور تصوف کی اصطلاحوں کا استعمال بھی ہمیشہ بر محل ہوا ہے
 اور فارسی اساتذہ کے طرز کلام سے کما حقہ واقفیت صاف ظاہر ہے
 یہ سب چیزیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اپنے زمانے کے دینی اور
 دنیوی علوم سے ان کو پوری آگاہی تھی۔ یہی نہیں بلکہ بعض اوقات ان
 کے کلام میں علمی اصطلاحوں کی کثرت دیکھ کر یہ وہم ہونے لگتا ہے کہ متعلم
 ہونے کے علاوہ ممکن ہے ولی کا تعلق کسی مدرسہ یا مکتب سے بحیثیت
 معلم کے بھی رہا ہو۔ ولی کے اس قسم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن میں
 یہ اصطلاحیں پیش کی گئی ہیں۔

۱۔ ولی گجراتی میں ،،

اے ولی ترک کر یہ حرف دراز کہ ہے خیر الکلام قل و دل

چہرہ گل رنگ و زلف موج زن خوبی منیں

آیت جنات تجری تحتہا الانہار ہے

الہی دل اُپر دے عشق کا داغ یقیں کے نین میں سٹ کھل 'مازاغ'

اے کعبہ روکھڑا تو ہوا جیوں ادا کے ساتھ بولے مکبر ان کہ قد قامت الصلوٰۃ

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا ہے مطالعہ 'مطلع الانوار' کا

کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر حرف حرف اس 'مخزن اسرار' کا

تراکھ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے

نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے

ولی نے فارسی نشر میں ایک رسالہ 'نور المعرفت' کے نام سے بھی

لکھا تھا۔ یہ رسالہ کوئی تصوف کا رسالہ نہیں ہے جیسا کہ بعض پچھلے تذکرہ

نویسوں نے عدم واقفیت کی بنا پر تحریر کیا تھا بلکہ یہ ایک مدرسہ ہدایت

بخش، نامی کی تعریف میں ہے جو ۱۱۱۱ھ میں مولانا نور الدین صدیقی کے

شاگرد اور مرید محمد اکرم الدین مخاطب بہ شیخ الاسلام خاں صدر صوبہ نے

اپنے استاد کے لیے احمد آباد میں تعمیر کرایا تھا۔ اس رسالے میں ولی نے

بدرسہ کی تعریف کے علاوہ مولانا نور الدین صدیقی اور ان کے صاحبزادے

کی مدح بھی لکھی ہے۔ اس رسالے کو ظہیر الدین مدنی صاحب نے اردو

ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ممبئی سے کئی سال ہوئے شائع کرایا تھا۔ اس

رسالے سے بھی ولی کی انشا پر دازی اور علوم متداولہ میں اس کی

دست رس کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ ہر چند کہ اس رسالے کا کوئی نسخہ

۱۲۷۰ھ سے پہلے کا دست یاب نہیں ہوا لیکن داخلی شہادت کی بنا پر

قیاس کہتا ہے کہ یہ وکی ہی کا تصنیف کردہ ہو گا۔

غرض کہ وکی کے کلام اور ان کے اس رسالے کی داخلی شہادتوں
نیز ان کے کلام کی پختگی سے کوئی بات ایسی ظاہر نہیں ہوتی جس سے متعارف
علوم و فنون سے ان کی کم واقفیت کا پتا چلتا ہو۔ بعض جگہ بعض الفاظ
کے ناموزوں ہونے کا دھوکا البتہ ہوتا ہے لیکن اس زمانے کے طرز کلام
اسلوب کتابت اور جوازاات شعری کو اگر ذہن میں رکھیے تو یہ غلط فہمی
بھی دور ہو جاتی ہے۔

وکی کی شاعری

شاعر کی حیثیت سے وکی کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ انھوں نے نہ صرف
اپنے دور کے تمام ادبی و فکری معیاروں کو اپنی شاعری میں سمویا بلکہ بیان
کی لذت اور زبان کی تعمیر کا اعجاز بھی دکھا دیا اور اسی میں وکی کی کرامت
کا راز مضمر ہے۔

تصوف اس زمانے کی فکری اور اخلاقی بلندی کا معیار تھا۔
وحدت الوجود کا عقیدہ، جذب، سلوک اور معرفت کے لیے واحد بنیاد
کی حیثیت رکھتا تھا، لیاقت، علمیت، بلند مذاقی اور بلند نظری سب میں
یہی صوفیانہ طریق رچا ہوا تھا وکی کے بعد بھی تیرھویں صدی ہجری تک
یعنی میر و سودا کے آخری عہد تک یہی نظریہ مذہب، اخلاق اور شعرو

اے اہل دکن اسے شاعر وکی کی تصنیف نہیں مانتے دیکھو دکنی ادب کی تاریخ

از ڈاکٹر زور۔ ص ۱۱۷

ادب میں ہندو اور مسلمان دونوں قوموں میں بڑی وسعت کے ساتھ رائج تھا۔ چنانچہ وئی نے بھی اس مسلک کو نہ صرف اپنی زندگی میں برتا بلکہ اپنی شاعری میں بھی اس خوبی سے اظہار کیا کہ ان سے پہلے کسی نے اردو میں اتنی کامیابی سے نہیں برتا تھا۔ چوں کہ وحدت الوجود کے نظریے کے مطابق صرف ذات باری ہی کا وجود حقیقی سمجھا جاتا ہے اور ماسوا اللہ کا وجود محض ذہنی اور اعتباری ہے اس لیے دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کی بے اعتباری وغیرہ کے مضامین وئی کے ہاں بھی بہت خوبی اور ایک جذبے کے ساتھ بندھے ملتے ہیں۔

تصوف میں قرب الہی کا واحد ذریعہ عشق ہے اس لیے اُس زمانے میں عشق کا چلن عام ملتا ہے۔ عشق ہی کے مسلک کی تعلیم دی جاتی تھی، تہذیب نفس اور تزکیہ قلب کا ذریعہ عشق ہی کو سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے پورا قدیم تمدن ہم کو اس رنگ میں رنگا اور تربیت یافتہ نظر آتا ہے۔ وئی وسیع دل و دماغ کے آدمی تھے اس لیے جہاں انھوں نے دنیا کے کاروبار پر بڑی گہری نظر ڈالی ہے وہاں حسن و عشق کے معاملات میں بھی بڑے سوز و گداز سے کام لیا ہے اور اپنے فن کو بڑی خوبی اور کامیابی سے نبھایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میر جیسا نازک دماغ نقاد بھی وئی کی مدح سرا کیے بغیر نہ رہ سکا۔

واقف نہیں ہم یوں ہی کچھ ریختہ گوئی کے

معتوق جو تھا اپنا باشندہ دکن کا تھا (میر)

تصوف بھی عجب طریق نظر ہے۔ ایک طرف تو اس میں تخیل

ادراک دل اور دماغ سب کو رومان انگیز نسلی ہوتی تھی۔ ہر حقیقت

میں حسن ہی نظر آتا تھا۔ دوسری طرف اس کے ساتھ ہی فن جمالیات یا مذاق و معیار کی بھی تربیت ہوتی تھی۔ بصارت اور بصیرت دونوں کو ثروت و تسنیم کی موجوں میں ڈوبے رہتے تھے۔ اس لیے ایک طرف تو مضامین میں دل گداز آ جاتی تھی، دوسری طرف فن شاعری پر بھی آب و رنگ چڑھ جاتا تھا ظاہر و باطن، لفظ و معنی میں جب ایک سلیقہ آ جاتا ہے تو وہی ادب کلاسیکل ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ولی کے ہاں کلاسیکل ادب کی پوری شان ملتی ہے۔ نچنگی اور قادر الکلامی ان کے ہاں اس قدر موجود ہے کہ ہم ان کے کسی شعر کو ٹکسال باہر نہیں کہہ سکتے۔

تصوف کے مسلک میں چوں کہ نظر اندر کی طرف رہتی ہے اس لیے ہمیشہ جزو میں کل، قطرے میں دریا اور دل کے آئینے میں دنیا کا تماشا دیکھا جاتا ہے اور اسی لیے ایسی شاعری ہمیشہ داخلی ہوا کرتی ہے۔ ولی کو اپنی دلی کیفیات کے مطالعہ اور ان کے اظہار کے علاوہ فہم ہی نہ تھی کہ وہ باہر کی دنیا کو دیکھیں۔ اگر کبھی ان کی نظر خارجی دنیا کو دیکھتی بھی ہے تو وہاں بھی انھیں حسن ہی نظر آتا ہے۔ خواہ وہ گوبند لال ہوں یا امرت لال یا ابوالمعالی یا گجرات و سورت کے نازنین۔ اور یہی وجہ ہے کہ غزل ان کا اپنا اصلی میدان ہے، احساسات اور واردات کی دنیا ان کی اپنی دنیا ہے۔ ویسے کہنے کو تو انھوں نے ہر صنف سخن میں شاعری کی ہے۔

موضوع اور طریقہ اظہار کے باب میں ولی کو کوئی خاص اجتہاد نہیں کرنا پڑا۔ اساتذہ فارسی کا کلام ان کے پیش نظر تھا۔ سخن آفرینی

کے تمام معیار، فکر و نظر کا پورا مذاق اور طرز ادا کے تمام اسلوب انھیں
 بہ آسانی مستعار مل گئے۔ بعض جگہ خسرو، سعدی، حافظ و نظیری وغیرہ
 مشہور اساتذہ کی غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں بلکہ کہیں کہیں ایک آدھ
 شعر کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔

دلی کو ان کو برتنے میں کامیابی البتہ اس لیے ہوئی کہ خود صوفی

لے مثلاً

تو چناں گرفتہ ای جاں بہ میان جان شیریں
 نہ توں ترا دو جاں را زہم امتیاز کردن (نظیری)

ایسا بسا ہے آکر تیرا خیال جیو میں
 مشکل ہے جیوسوں تجکوں اب امتیاز کرناں (دلی)

تحقیق حال مازنگہ می توں نمود
 حرفے ز حال خویش بہ سیما نوشتہ ایم (نظیری)

پتیم نے قدم رنجہ کیا میری طرف آج
 یہ نقش قدم صفحہ سیما پہ لکھا ہوں (دلی)

از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب
 درد مند عشق را دار و بجز دیدار نیست (خسرو)

مجھ درد پر دوا نہ کرو تم حکیم کا بن وصل نہیں علاج برہ کے سقیم کا
 جان زتن بُردی و در جانی ہنوز (خسرو) درد ہا دادی و در مانی ہنوز
 تو ہے رشک ماہ کنعان ہنوز تجھ کوں ہے خواباں میں سلطانی ہنوز
 (دلی)

صافی اور صاحب دل تھے۔ اکتسابِ ہنر میں اس جذبِ اندروں کی بدولت انھیں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

جو دوسروں کے ہاں قال تھا ان کے ہاں حال تھا۔ البتہ انھوں نے اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ تشبیہ و استعارہ و تلمیحات میں اور زبان میں ہندی عنصر کو نہیں بھولے ہیں یہ

کبھی کبھی تو معشوق کی رعایت سے افعال بھی مونث برت جاتے ہیں۔ صنائعِ بدائع کا استعمال اس زمانے کے مذاق کے مطابق بہت ہے لیکن یہ صنائع و بدائع کے لیے شاعری نہیں کرتے اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کا استعمال آمد کے سلسلے میں معلوم ہو۔ صاحبِ کشف ہیں اس لیے بعض غزلوں میں مضمون مسلبل بھی مل جاتا ہے۔ طبیعت میں ترنم ہو اور زبان میں لوح تو چھوٹی بحر کی غزلیں سادہ ہونے کے باوجود بڑا لطف اور مزہ دے جاتی ہیں۔

لہ مثلاً گنگارواں کیا ہوں اپس کے نین سستی
آ اے صنم شتاب ہے روز نہان آج
زلف تیری ہے موج جمنہ کی
پاسِ تل اُس کے جیوں سناسی ہے
اے صنم تجھ جیس اُپر یہ حنا ل
ہندوے ہر دوار باسی ہے
ولی تجھ زلف کی گر سحر سازی کا بیاں بولے
چلے پاتال سوں بائک سوچ و تاب سوں ٹھکر
وغیرہ وغیرہ

ولی کے یہاں آپ کو ان تمام خوبیوں کے خوش نما نمونے نظر آئیں گے
مثال کے طور پر آپ ان غزلوں کا مطالعہ خصوصیت سے فرمائیں جن
کے مطلعے درج ذیل ہیں تو یہ سب باتیں واضح ہو جائیں گی۔

عشق میں لازم ہے اول ذات کو فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یاد یزدانی کرے
عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا
بغیر از دیدہ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا
شغل بہتر ہے عشق بازی کا کیا حقیقی و کیا مجازی کا
مت غصہ کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
ٹک مہر کے پانی سوں توں آگ بجھاتی جا
کیا مجھ عشق نے ظالم کوں آب آہستہ آہستہ
کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ
مفلسی سب بہار کھوتی ہے مرد کا اعتبار کھوتی ہے
جسے عشق کا تیر کاری لگے اُسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے
ولی کا اثر

ولی کی شخصیت اور ان کے کلام کی اہمیت اس طرح اور بڑھ جاتی
ہے کہ انھوں نے اردو شعر و شاعری پر بہت زیادہ اثرات چھوڑے
ہیں اتنے زیادہ کہ ان کی حیثیت تاریخی ہو گئی ہے۔ مغلوں کے بڑھتے
ہوئے اثرات عالمگیر کے قیام اور رنگ آباد اور خصوصاً ۱۰۹۸ء میں
فتح گو لکنڈہ کے باعث شمالی ہند کی زبان بہت کچھ دکن و گجرات میں

راج ہو گئی تھی وئی سے پیشتر کی دکنی یا گجراتی شاعری اور غزلیات میں نہ وہ زبان عام طور پر ملتی ہے جسے شمالی ہند اور جنوبی ہند دونوں جگہ کے شعراء وادبا مستند مان لیتے اور نہ تصوف اور تغزل کا وہ کامیاب امتزاج جو اس زمانے کا خاص مسلک تھا۔ چنانچہ وئی کا کلام گویا زبان اور خیالات کے اظہار کا وہ آخری نقطہ ارتقاء تھا جسے تاریخ عرصہ سے طے کر رہی تھی۔

یہ صحیح ہے کہ دکن میں غزل گوئی بہت پہلے سے موجود تھی، وجہی غواہی، نصرتی، شوقی، ہاشمی اور سلطان قلی قطب شاہ وغیرہ کی غزلیں بہت دستیاب ہوئی ہیں لیکن ان کی زبان دکنی زیادہ ہے اردو کم۔ اس لیے ان میں وہ لطافت نہ آسکی جو وئی کے ہاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اور جس کی وجہ سے وئی ہر دو جگہ مقبول ہو گئے۔ وئی کے کلام میں ایسے اشعار کی تعداد زیادہ ہے جو آج کل کی مروجہ زبان میں ہیں یا جن میں سے ایک دو لفظوں کی تبدیلی سے موجودہ زبان بن سکتی ہے۔ خالص بھٹیٹ دکنی یا گجراتی زبان کا استعمال ابتدائی چند غزلوں کے علاوہ کہیں زیادہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وئی سے پہلے دکن میں نظموں پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ وئی کے عہد میں محض غزلوں کے دیوان تیار کیے گئے۔ اس لحاظ سے بھی وئی کا اثر دکن کی شاعری پر مسلم ہے۔

شمالی ہند میں تو وئی مشعلِ ہدایت ہی بن کر آئے۔ ان سے پہلے بھی دکنی شعراء کی غزلیں یہاں آیا کرتی تھیں لیکن زبان کی ناانوفی کے باعث کبھی مقبول نہ ہو سکیں۔ وئی جب پہلے پہل ۱۱۱۲ھ میں

ابوالمعالی اور دو ایک اور ساتھیوں کے ساتھ دہلی تشریف لائے۔
 یہاں وہی فارسی گوئی کا چرچا تھا۔ بیدل، خان آرزو، سعد اللہ
 گلشن، فراق، ندیم، وداد، فطرت وغیرہ فارسی ہی میں غزلیں
 کہتے تھے اور شعرو سخن کی محفلیں گرم کرتے تھے۔ ارباب نشاط شاہانہ
 مجلسوں میں اور قوال، درویشوں کی سماع کی محفلوں میں حافظ،
 سعدی، خسرو اور دیگر شعراے فارسی خصوصاً شعراے متاخرین
 کے کلام سے کام لیا کرتے تھے۔ لیکن اردو زبان بن چکی تھی۔ اس میں
 صلاحیت اظہار کا کامیاب مظاہرہ البتہ ابھی تک کسی سے نہ ہو سکا
 تھا۔ جعفر زٹلی، اٹل بلگرامی، یا خواجہ عطاء بانکہ وغیرہ محض ظرافت کی
 خاطر فارسی اور ہندی کا بے تکاپو نڈلگالیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی یہ
 پیوند کاری سنجیدگی سے بھی کی جاتی تھی لیکن بڑے پھوٹ پرین سے۔ کبھی
 اس میں افعال اور کبھی حروف ربط فارسی کے لائے جاتے تھے کبھی
 ایک مصرع فارسی کا ہوتا ایک ہندی کا، کبھی آدھا مصرع فارسی میں
 آدھا ہندی میں غرض کہ عجب شہر گریگی کا عالم تھا اس لیے اس کا چلن
 عام نہ ہو سکا۔ میر تو اس قسم کے ریختہ گوئی کو قبیح کہتے تھے یہ
 ولی نے جب اپنی غزلیں اس زبان میں سنائیں جو عوام اور خواص

اے میر کی عبارت یہ ہے ”بداں کہ ریختہ بر چندیں قسم است....
 اول آں کہ یک مصرعش فارسی و یک ہندی.... دوم آں کہ نصف
 مصرعش ہندی و نصف فارسی.... سوم آں کہ حرف و فعل پارسی
 بہ کار می برند و این قبیح است (نکات الشعراء ص ۱۷۹)

سب میں آسانی سے سمجھی اور بولی جاتی تھی اور پھر اُس میں قادر الکلامی اور نچنگی کی وہی شان دکھائی جو فارسی شعراء کے ہاں ملتی تھی اور جس کے خواص گرویدہ تھے یعنی وہی تصوف کی لطیف موشگافی، وہی عشق کی دل گدازی اور پھر اس کے ساتھ ساتھ صنائع و بدائع کا بھی اعلیٰ فن کارانہ استعمال جو مستند شعرائے فارسی کے ہاں پایا جاتا تھا تو اس نے شمالی ہند کے شعر و ادب اور موسیقی کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ ارباب نشاط اور قوالوں کو محفلیں گرم کرنے کا ایک بہت اچھا ساز ہاتھ آیا۔ دلی کی گلیوں میں مشکل ہندی گیتوں اور راگوں کے بجائے اردو کے عام فہم نغمے گونجنے لگے۔ عوام کے مذاق ترقی میں ایک نئے فیشن نے جنم لیا۔ خواص میں یہ اثر پیدا ہوا کہ اردو میں غزل گوئی فوراً شروع ہو گئی اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ اب اس زبان میں بھی اعلیٰ شاعری پیش ہو سکتی ہے دیوان بھی تیار کیے جاسکتے ہیں، وہ موزوں طبیعتیں جو فارسی میں زیادہ صلاحیت نہ رکھنے کے باعث گرفتہ دل رہتی تھیں آزادی اور مسرت کے ساتھ اس زبان میں نغمہ سنجی کرنے لگیں۔ دیوان بننے لگے اور اردو شعر و شاعری کا رواج عام ہو گیا۔ بلکہ دریا کا یہ بند اس زور شور سے ٹوٹا کہ بہت سے

اے یہاں حاتم نے اپنے دیوان زادہ میں وتی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ لائق ذکر ہے۔

”خوشہ چیں خرم سخن و رانِ عالم بہ صورت محتاج، بہ معنی حاتم کہ از ۱۱۲۹ھ تا ۱۱۶۹ھ کہ چہل سال باشد عمر دریں فن صرف کردہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بوڑھے مشاق فارسی گو شعرا بھی اردو شاعری کی اس بڑھتی ہوئی قدر و منزلت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انھوں نے بھی بطور 'تفنن' اس مست نوخیز کو منہ لگانا شروع کر دیا۔

گویا شمالی ہند میں عموماً اور دلی میں خصوصاً اردو غزل گوئی کا رواج و تلی ہی کی بدولت شروع ہوا۔ اس سے پیشتر شمالی ہند میں اردو نظم تو شاذ نظر آجاتی ہے لیکن غزل گوئی کہیں نہیں ملتی۔ یہ وائی ہی کی کرامت تھی کہ غزل گویوں کا ایک طبقہ پہلے پہل دلی میں پیدا ہوا۔ حاتم، آبرو، مضمون، شاکر، احسن، یکرنگ وغیرہ اس طبقے کے خاص شاعروں میں سے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے ایک غلطی یہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) و در شعر فارسی پیر و مرزا صاحب دور ریختہ ولی را استاد می داند۔ اول کسی کہ در فن دیوان ترتیب نموده او بود۔ اسی طرح قائم کا بھی بیان ہے۔ وہ لکھتا ہے:

”بالجملہ بہمین تفول زبان ایساں سخن ایں بابا چناں قبول یافت کہ ہر بیت دیوانش روشن تراز مطلع آفتاب گردیدہ و ریختہ راقسمے بہ فصاحت و بلاغت می گفت کہ اکثر استادان آن وقت زراہ ہوش ریختہ موزوں می نمودند۔“

لے وکی کی غزلوں پر غزلیں متعدد شاعروں نے لکھیں۔ بہتوں نے دیوان بھی تیار کیے ہوں گے لیکن تذکروں سے صرف ایسے چند شعرا کا نام ہم تک پہنچ سکا ہے۔ اسی طرح کے ایک عالم اور شاعر فائز دہلوی تھے جن کا کلیات انجمن سے چھپ چکا ہے۔ اسی طرح کے ایک شاعر منعم تھے جن کا دیوان ۱۹۴۴ء میں نے دہلی میں دیکھا تھا اس کا قضیہ معارف ۱۹۵۰ء (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کہ اپنی شاعری کی بنیاد ایہام پر رکھی۔ ان کا خیال تھا کہ عام طور پر صنائع و بدائع اور خاص کہ ایہام گوئی کا التزام ہی مستند اور پختہ شاعری کی دلیل ہے۔ اُس زمانے میں ہندی کے دو ہوں کی بدولت ایہام گوئی کا چلن اس قدر عام ہو گیا تھا کہ ہندوستانی فارسی گو شعراء کے کلام میں بھی یہ صنعت کثرت سے استعمال ہونے لگی تھی۔ اسی لیے وٹی کی قادر الکلامی کار از بہت کچھ ان کی اسی قسم کی صلاحیت میں مضمر سمجھا گیا۔ یہ صحیح ہے کہ وٹی کے یہاں دوسرے صنائع کے ساتھ یہ صنعت بھی کہیں کہیں استعمال میں لائی گئی ہے۔ مثلاً

مذہب عشق میں تری صورت دیکھنا ہم کو فرض عین ہوا
زہرہ جبیناں خلق کے آدیں بزنک مشتری

گر ناز سوں بازار میں نکلے و و ماہ مہرباں
خودی سے اولاً خالی ہواے دل اگر اس شمع روشن کی لگن ہے
ہے نقش کناری کا ترے جامے کے اوپر دامن کو ترے ہاتھ لگا کون سکے گا
لیکن ان لوگوں کا وٹی کی عظمت اور قادر الکلامی کار از اسی میں
مضمر سمجھ لینا یقیناً غلطی تھی۔ اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے
کے رواج سے متاثر ہو کر اُس کی رو میں بہہ گئے اور اسی لیے
انہوں نے وٹی کے کلام کی شہرت کا باعث بھی اس قسم کے صنائع

۱۷ (بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کے پرچوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اب تو یہ دیوان
بھی تلف ہو گیا ہوگا۔ اسی طرح ایک بتلا کا دیوان ہے جو قلمی ہے اور لکھنؤ
یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ ہاشمی

اور بدائع کے استعمال کو سمجھا۔

ہاں، تو میں کہہ رہا تھا کہ وٹی کی تقلید میں دہلی اور شمالی ہند کے اکثر شاعروں نے اپنے دیوان تیار کرنے شروع کیے۔ اس کی غزلوں پر غزلیں بھی کہیں اس کی متعدد زمینیں بھی اختیار کیں۔ وٹی عموماً اپنی زمینیں بہت اچھی انتخاب کرتے ہیں۔ وٹی کے مقلد شعرا کی چند کوششیں ملاحظہ ہوں۔ طوالت کے خوف سے یہاں ہر شاعر کی غزل کے مطلع ہی درج کیے جاتے ہیں۔ پوری غزلیں دیوانوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

وٹی: روح بخشی ہے کام تجھ لب کا	دم عیسیٰ ہے نام تجھ لب کا
آبرو: مست دل ہے مدام تجھ لب کا	جام صہبہا ہے نام تجھ لب کا
وٹی: شغل بہتر ہے عشق بازی کا	کیا حقیقی و کیا مجازی کا
آبرو: جو کہ محرم ہے عشق بازی کا	دل سے عاشق ہے جاں گدازی کا
وٹی: مکھ تر آفتاب محشر ہے	شور اس کا جہاں میں گھر گھر ہے
حاتم: یار کا مجھ کو اس سبب ڈر ہے	شوخی ظالم ہے اور ستم گر ہے
وٹی: ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے	

غمزہ خوں خوار ظالم بر سر بیداد ہے

حاتم: کالموں میں یہ سخن مدت سے مجھ کو یاد ہے

جگ میں بے محبوب جینا زندگی برباد ہے

وٹی: کیا ہو سکے جہاں میں ترا ہمسرا آفتاب
تجھ حسن کی اکن کا ہے یکا خگر آفتاب

میر: منہ دھونے اس کے آتا تو ہے اکثر آفتاب

کھاوے گا آفتاب کوئی خود سرا آفتاب

دلی: جسے عشق کا تیرکاری لگے اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے
 فائز: تری گالی مجھ دل کو پیاری لگے دعا میری تجھ من میں بھاری لگے
 دلی: خوب رو خوب کام کرتے ہیں یک نگہ میں غلام کرتے ہیں
 فائز: جب سچیلے خرام کرتے ہیں ہر طرف قتل عام کرتے ہیں
 دلی میں ان شعری وادبی اثرات کے علاوہ دلی کی اپنی ایک
 خاص روش بھی تھی۔ اور یہ وہی روش تھی جس کا اس عہد کا تمدن
 آئینہ دار تھا۔ تصوف نے ممکن ہے سوسائٹی میں امر د کا ایک طبقہ
 پیدا کر دیا ہو۔ لیکن شعر و ادب میں اس نے پاک بینی کو قائم رکھا
 دلی کے کلام میں ہندی کی گھلاوٹ اور رس بھی ہے اور فارسی کی
 شیرینی اور بختگی کے ساتھ ساتھ قادر الکلامی بھی لیکن صوفیانہ پاک نظری
 کی بھی خاص روش تھی۔ عشق و عاشقی کے یہی منزہ طریقے تھے جس
 کے باعث میر، قائم، آبرو وغیرہ دلی کے طرز کو سراہتے رہے۔ یہ
 سنت عرصے تک قائم رہی یعنی جب تک دلی برباد نہیں ہوئی۔ دلی
 کا یہ تمدن برقرار رہا۔ خان آرزو، مظہر، میر، سودا، درد، قائم اور
 اثر وغیرہ کے زمانے یعنی پوری بارہویں صدی ہجری تک دلی کی اس
 روش کی تقلید برقرار رہی لیکن جب دہلی تباہ ہو گئی اور شعرو شاعری
 کا مرکز لکھنؤ میں منتقل ہو گیا۔ تو یہیں سے وہ دور ختم ہو جاتا ہے جسے
 دلی کی روایت یا روش کہہ سکتے ہیں۔ انشاء و جرات کا زمانہ

اے اس سلسلے میں 'دلی بارہویں صدی ہجری میں' از نواب درگاہ
 قلی سالار جنگ ملاحظہ فرمائیے۔

وہ پہلا دور تھا جس نے اس طہارت کو توڑا اور اپنے جذبات کی رو
میں بے وضو ہو گئے۔

لیکن وئی کا اثر محض تاریخی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس کے کلام میں
ایسے گل بھی ہیں جو باوجود زبان کی غرابت کے ہمیشہ شگفتہ و شاداب
رہیں گے۔ مثلاً

جسے عشق کا تیرکاری لگے اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

خوب رو خوب کام کرتے ہیں یک نگہ میں غلام کرتے ہیں
کھولتے ہیں جب اپنی زلفاں کوں صبح عاشق کو شام کرتے ہیں

مفلسی سب بہار کھوتی ہے مرد کا اعتبار کھوتی ہے
کیوں کے ملنا صنم کا ترک کروں دل بری اختیار کھوتی ہے

دل کو گر مرتبہ ہو درپن کا مفت ہے دیکھنا سری جن کا

گر ہوا ہے طالب آزادی بند مت ہو سچے وز تار کا

مسند گل منزلِ شبنم ہوئی دیکھ رتبہ دیدہ بیدار کا

ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں جنت سے بہار کیوں کے جاو

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گلِ روسوں
خطاب آہستہ آہستہ ، جواب آہستہ آہستہ

عشق کے راہ کے مسافر کوں ہر قدم تجھ گلی میں منزل ہے

راہ مضمون تازہ بند نہیں تا قیامت کھلا ہے بابِ سخن

لذت معنی نہیں کچھ لذتِ صورتِ سوں کم
حرفِ بامعنی ہے جیسے بوسہِ خواباں لذیذ

ولی کی زبان

(از ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم)

زبان ہمیشہ بدلتی رہتی ہے لفظوں کی جو صورتیں، جو ترکیبیں آج سے سو پچاس برس اُدھر عام تھیں، آج ان میں سے بہت سی ایسی ہیں کہ اس زمانے کے لوگ اُن سے واقف تک نہیں۔ اسی طرح جو آج رائج ہیں، نہیں کہا جاسکتا، اُن میں سے کون کون سی آگے چل کے سرسُر ترک ہو جائیں گی، کن کن کی شکل بدل جائے گی، کیا کیا محاورے اور لفظ نئے پیدا ہو جائیں گے۔ زبان کی یہ بدلتے رہنے کی صلاحیت اس کی زندگی کی علامت ہے۔ جو زبان اس صلاحیت کو کھو بیٹھی ہو، اس کا مردہ ہو جانا ایسا ہی یقینی ہے جیسے سورج ڈوب جانے پر رات کا آجانا۔ زبان جوں جوں بدلتی جاتی ہے، اُس کی صحت اور فصاحت کے معیار میں ترمیم ہوتی جاتی ہے۔ اس لیے واجب ہے کہ جو نظم یا نثر ہمارے سامنے ہو اُسے ہم اُسی زمانے کی زبان اور صحت و فصاحت کے معیار سے جانچیں پرکھیں جس زمانے میں وہ نظم یا نثر وجود میں آئی ہو۔ جو نقاد اس چودھویں صدی کی زبان کو بنا قرار دے کے بارھویں یا تیرھویں صدی کے شاعروں کی زبان کو غلط یا غیر فصیح کہہ بیٹھتے ہیں وہ ایسی بنیادی غلطی کرتے ہیں کہ ان کی تحقیق کی دیوار تریا

تک ٹیڑھی ہی چلی جاتی ہے، افسوس ہے کہ اس کلیات کی پہلی اشاعت میں ایک حد تک اسی انداز سے وکی کی زبان کو کہیں غلط کہیں غیر فصیح بتایا ہے، کہیں وکی کے ”غلط الفاظ کے استعمال“ کی تاویل، عذر خواہی کے طور پر کی ہے، اور پھر اسی سلسلے میں ”غلط الفاظ“ کی فہرستیں دی گئی ہیں! اس بحث کے دوران میں کچھ دکنی لفظ بھی گنائے گئے ہیں، مگر ان میں سے بہت سے وہ ہیں کہ وکی سے سو برس بعد دلی کے مستند شاعروں کے میں بھی جا رہے ہیں۔

وٹی کی زبان کو لوگ عموماً ”دکنی“ کہتے ہیں۔ اس لیے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ دکنی (یا دکھنی) زبان کب وجود میں آئی، اُس نے کیا مدارج طے کیے اور کیا صورتیں اختیار کیں اور وٹی کی زبان کو اس سے کہاں تک واسطہ ہے۔ ساتویں صدی ہجری کے آخر تک دکھن پر کوئی اثر دلی کی سلطنت یا شمالی ہند کے تمدن کا نہ تھا۔ ۶۹۴ھ میں علاء الدین خلجی نے دیوگیر پر حملہ کیا اور اس کے سپہ سالار، ملک کافور نے ۷۰۹ھ میں مشرقی اور جنوب مشرقی دکن پر حملے شروع کیے اور دو تین برس میں اُدھر کے کئی رجواڑوں کو دلی کا باج گزار بنایا۔ ان مہموں کا سلسلہ جاری رہا، اور دیوگیر دکن میں دلی کی سلطنت کا ایک مرکز بن گیا، یہاں تک کہ ۷۲۵ھ میں سلطنت

۱۔ ”کلیاتِ دلی“ انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، ۱۹۲۷ء مقدمہ ص ۹۸ - نیز
ص ۱۰۱، ۱۰۲ ”غیر فصیح الفاظ تین قسم کے ملتے ہیں ۔
۲۔ مگر ساتھ ہی ساتھ ”عالمگیری اردو“ کو ”صحیح اور قابل قدر“ بھی مانا ہے۔
(ص ۹۶ - ۹۸) اس طرح زبان کی بحث الجھ کر رہ گئی ہے۔

محمد تغلق کا دور آیا اور پائے تخت ہی دلی سے اٹھا کر دیوگیر پہنچا دیا گیا۔
 دلی شہر کے بسے والوں کو حکم ہوا کہ سب کے سب دیوگیر جا بسیں۔ دیوگیر
 کا نام دولت آباد رکھا گیا اور ایک بڑا بارونق شہر وہاں آباد ہو گیا۔ دلی سے
 لاکھوں آدمی وہاں پہنچ کر بس گیا اور علاوہ معمولی لوگوں کے وزیروں اور
 سپہ سالاروں، عالموں اور شاعروں، کاری گروں اور مہنروں کا
 دولت آباد میں جگمگا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اُس زمانے میں دولت آباد
 ایک چھوٹی دلی بن گیا ہو گا اور وہاں کی زبان وہی ہو گئی ہو گی جو اُس
 وقت میں دلی اور اس کے اطراف میں بولی جاتی تھی۔ یہ بات تو دکن
 کے کسی اور خطے کو حاصل نہیں ہوئی، پر اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ
 اس نئی زبان کا اثر دکن کے اور حصوں تک کچھ نہ کچھ پہنچا ہو گا۔ محمد تغلق
 کے بعد حسن بہمنی نے دکن میں سلطنت جمائی تو گلبرگے کو پائے تخت بنایا۔
 بہمنیوں کو تلنگانے، بیجانگر اور کرناٹک میں بڑی فتوحات ہوئیں اور ۱۴۲۵ء
 میں گول کنڈا بھی فتح ہو گیا۔ ان سب جگہوں میں دلی کی زبان نے کچھ نہ کچھ
 رواج پایا مگر وہ صورت نہیں ہو سکتی تھی جو دولت آباد اور اس کے پڑوس
 میں تھی۔ ۸۱۵ھ میں سید محمد گیسو دراز گلبرگے پہنچتے ہیں اور تھوڑے
 ہی زمانے میں صوفیوں کا اثر سارے دکن میں پھیل جاتا ہے۔ اس طرح
 دلی کی زبان نے دکن میں بہت رواج پایا مگر دراوڑی زبانوں کے علاوہ
 میں جو دولت آباد سے دور تھے، اس پر دیسی زبان نے کچھ نہ کچھ اثر
 دراوڑی زبانوں کا ضرور قبول کیا۔ چنانچہ آج بھی مدراس کے علاقے

لے یہ زبان خود دلی میں کہیں اور سے آئی تھی، مگر اس سے یہاں سے بحث نہیں

میں جوار دو بولی جاتی ہے اس میں تامل کا موسیقی لہجہ موجود ہے جوار کہیں کی اردو میں نہیں پایا جاتا۔ کچھ فرق زبان یا لہجے میں ہو جانا اس لیے بھی ضرور تھا کہ یہ لوگ اپنے اصلی مرکز سے دور جا پڑے تھے۔ دہلی کی آب و ہوا اور دراوڑی ملک کی آب و ہوا میں بھی بڑا تفاوت تھا۔ یہ خلافت اس کے دکن کا شمال مغربی حصہ، جس میں دولت آباد واقع ہے، مڑیٹھ داڑی ملک تھا، اور صدیوں پہلے سے جو زبان بولی جاتی تھی وہ بھی مثل ہندوستانی کے ایک آریائی زبان تھی جسے شمالی ہند کی بولیوں سے گہرا تعلق تھا پھر، دکن کے اور مقاموں کے مقابلے میں دولت آباد دلی سے زیادہ قریب بھی تھا اور شمالی ہند سے اس کے تعلقات آئے دن تازہ ہوتے رہتے تھے، یہاں کی آب و ہوا بھی اتنی مختلف نہ تھی جتنی دراوڑی علاقوں کی۔ علاوہ مڑیٹھ زبان کے گجراتی زبان کا بھی جو ایک دوسری آریائی زبان تھی، کسی قدر اثر پڑا۔

ان حالات کو ذرا غور کی نگاہ سے دیکھیے تو یہ بات صاف دکھائی دینے لگتی ہے کہ دسویں صدی ہجری کے آخر تک دکن میں ہندوستانی زبان کی دو صورتیں ہو گئی تھیں، ایک وہ جو دولت آباد کے علاقے سے باہر دکن کے دراوڑی علاقوں میں رائج تھی اور جسے دلی کی زبان کے ساتھ تعلقات کو تازہ کرنے کے موقع بہت کم ملے اور جس میں ایک طرف گول کنڈے کے قطب شاہیوں اور دوسری طرف صوفیوں نے

اے پھر بھی ”دکنی“ زبان نے، خاص کر حیدر آبادی دکنی نے بہت کم دراوڑی اثر قبول کیا اور اس کے اسباب تھے۔

ایک خاص دکنی ادب پیدا کر دیا تھا۔ دوسری صورت زبان کی وہ صورت تھی جو دولت آباد اور اس کے نواح میں رائج تھی۔ گیارہویں صدی کے آغاز میں مغلوں نے دکن کا رخ کیا اور اس کا اثر تیزی سے بڑھتا گیا۔ انھوں نے بھی اپنا مرکز دولت آباد ہی کو بنایا اور اورنگ زیب نے دولت آباد سے چند میل ہٹ کر اورنگ آباد بسایا۔ شاہ جہاں، اور اورنگ زیب کے زمانے میں لوگ دلی سے جوق جوق اورنگ آباد آئے اور اپنے ساتھ دلی کی اردوے معلا لائے، جس نے دولت آبادی علاقے کی زبان کو تازگی بخشی اور دلی کی نئی زبان کو اورنگ آبادیوں نے شوق سے اختیار کیا، جس پر وہ آج تک فخر کرتے ہیں۔ یہی وہ زبان ہے جسے ہم دلی کے کلام میں پاتے ہیں اور سوا چند بہت خفیف اختلافات کے، یہ وہی زبان ہے جو دلی کے زمانے میں دلی میں بولی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا دیوان دلی پہنچا تو دلی والوں نے اُسے سر آنکھوں پر رکھا، شاعروں نے اس کی غزلوں پر غزلیں کہیں، اور زبان دانوں نے اس کے کلام کو سند پکڑا۔ اگر اس کے دیوان میں کہیں دو چار لفظ دلی کی

۱۵ دونوں شہروں میں ۱۴ میل کا فصل ہے، مگر یہ اُس وقت کہ جب اس کا رقبہ بہت گھٹ گیا ہے۔ فرانسیسی سیاح تے ورئیر صرف ۴ کو س یا ۵ میل کا فصل بتاتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ اورنگ زیب کے زمانے میں یہ دونوں شہراتنے پھیلے ہوئے تھے کہ دونوں کے بیچ صرف ۸ میل کا فصل تھا۔

۱۶ یہ ایک اور وجہ اورنگ آباد کی زبان اور باقی دکن کی زبان میں فرق ہو جانے کی ہوئی۔ اس کی تجدید ہو گئی اور اُس نے پرانی صورت کو محفوظ رکھا۔

اُس وقت کی زبان سے مختلف پائے ہوں گے، تو اُن کو چاہے شاعر کا اختراع جانا ہو، چاہے اس کی زبان کا پُرانا پن یا دکنیت، پر اُسے عیب نہیں مانا۔ آج بھی، کہ دلی کا تعلق چھوٹے ڈیرہ دوسو برس ہو چکے اور نگ آباد کی زبان کو دلی کی زبان سے بہت مناسبت باقی ہے اور دکن کے اور حصوں کی زبان سے وہ الگ دکھائی دیتی ہے، اس لیے زیادہ صحیح ہوگا کہ ہم دلی کی زبان کو ”اورنگ آبادی“ کہیں۔ دکن کے باقی حصے میں اب سے سو ڈیرہ سو برس پہلے تک جو زبان رائج تھی، اور جو اب بھی بولی جاتی ہے، اسے ”دکنی“ یا ”دکھنی“ کہنا نا درست نہ ہوگا۔

تیرہویں صدی کے اوائل کا ایک اور نگ آبادی مصنف اسی فرق کو اپنی کتاب ”چراغ ابدی“ کے دیباچے میں جو ۱۲۲۱ھ میں اس نے تصنیف کی تھی، ان لفظوں میں ظاہر کرتا ہے:

”اگرچہ بعض عزیزوں نے زبان دکھنی ہندی آمیزش میں تفسیر جزا آخر کی لکھی ہے لیکن بہ سبب الفاظ دکھنی لطف زبان ہندی کا پورا نہیں پاتا اور دل یاروں کا واسطے مطالعہ اس کے رغبت کم لاتا اس واسطے خاطر قاصر میں اس فقیر کی آیا کہ تفسیر جزا آخر کی زبان ہندی میں کہ بالفعل اورنگ آباد کے لوگوں کا محاورہ ہے لکھے کہ عوام اُس سے باوجود قلت بضاعت کے فائدہ تمام اٹھا دیں۔“

۱۷۔ اس زمانے میں توحید آباد کی اردو اور لکھنؤ، دلی کی اردو میں کم فرق رہ گیا ہے مگر اُس سے یہاں بحث نہیں۔

۱۸۔ دیکھو مولوی عبدالحق صاحب کا مقالہ ”پہانی اردو میں قرآن شریف کے ترجمے“ (رسالہ ”اردو“ اورنگ آباد، ۱۹۳۷ء۔ ج ۱، ص ۳۲)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے خود اورنگ آباد کے لوگ اپنی زبان کو دکنی سے کتنا دور اور دلی کی زبان سے کتنا قریب جانتے تھے، اور اورنگ آباد کے عوام بھی دکنی زبان کی کتابوں سے پورا فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ دونوں بولیوں میں اس طرح امتیاز کر لینے کے بعد، یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ ”اورنگ آبادی“ پر ایک حد تک ”دکنی“ کا اور اُس کا اس پر اثر پڑا ہے۔

اب دلی کی زبان کو دیکھنا چاہیے۔ پہلے ان اجزاء سے بحث کر لی جائے جو دلی کی زبان اور دلی کے شاعروں میر، سودا، درد اور ان کے ہم عصروں کی زبان میں مشترک ہیں۔

۱۔ لفظ :- بوجھنا (پہچاننا سمجھنا)، بولنا (کہنا کی جگہ)، پون (ہوا) پی، پیو، سجن، موہن (محبوب کے لیے)، پیونا (پینا) تجھ، مجھ، (تیرا، میرا)، جیو، (جی)، لگ (تلک)، نین، نین (آنکھ)، سستی، سیتی (سے) کنے (پاس) نیٹ، نیٹھ (بالکل، سراسر) یہ اور اس طرح کے بہت سے لفظ شاعروں کے کلام کے علاوہ دلی، پنجاب، صوبہ متحدہ اور بہار میں اب تک بولے جاتے ہیں۔ کسی لفظ میں حرف علت کا گھٹ کر ایک حرکت ہی رہ جانا یا حرکت کا کھنچ کر حرف علت ہو جانا، جیسے اُپر (اوپر) دکھو (دیکھو) لاگھا، (لگا)، لوہو (لہو)، اودھر، ایدھر، جیدھر۔ تشدید، کا جاتا رہنا یا اکہرے حروف پر تشدید کا آجانا، جیسے ”اتنا“ سے ”اتنا“ اور ”پات“ سے ”پتا“ ہو جانا۔ یہ سب صورتیں دلی کے شاعروں کے کلام میں بھی موجود ہیں۔ نون غنہ پرانے زمانے میں بہت تھا، یہاں تک بعض لوگ فارسی لفظوں ”کوچہ“، ”بیچ“، ”پاچہ“ کو ”کوچہ“، ”پینچ“، ”پانچہ“ لکھا کرتے تھے۔ توں (تو) کوں (کو)، سین (سے) نیں (نے) سداں (سدا)، دیکھناں (دیکھنا)

و غیر بہت عام تھے۔ ملفوظات خاص کردلی اور پچھاں کے اور مقامات میں اکثر جاتی رہتی ہے اور اس کی جگہ اکثر ایک مخلوطی یا ہمزہ لے لیتا ہے، جیسے ”بہت“ کی جگہ ”بوت“، ”کہتا“ کے لیے ”کتا“، ”کہوں“ (کہوں) اسی طرح ”کنیں“ یا ”کس“ اور ”وَسْن“ اور ”نیں“ عام طور پر سنا جاتا ہے۔ لکھاؤٹ میں آکر ایک صورت کی ترجمانی نہیں ہوتی یا نہیں ہو سکتی، تو وہ صورت زبان سے مٹ نہیں جاتی۔ ملفوظات کہیں حذف ہو جاتی ہے جیسے ”گھبراہٹ“ سے ”گھبراٹ“ کہیں مخلوط ہو جاتی ہے، جیسے ”وہاں“ سے ”وہاں“، ”یہاں“ سے ”یہاں“ کہیں مخلوط ہوا اپنی جگہ بدل لیتی ہے، جیسے ”گڑھنا“ (گھڑنا) بعض لفظوں میں ان دونوں کا قلب اور ابدال ایک ساتھ ہوا ہے، جیسے ”پہچان“ اور ”پیچھان“، ”پہونچا“ اور ”پونچھا“۔ لفظ کے بیچ یا آخر میں سے مخلوط ہوا اکثر جاتی رہتی ہے اور بھوک (بھوکھ) ترپ (ترپچہ) دھوکا (دھوکھا) سامنا (سامنھا) مانجنا (مانجھنا) بھکاری (بھکاری) اب سے تھوڑے دن پہلے تک دونوں طرح سے لکھے جاتے رہے ہیں۔

۲۔ جنس یا تانیث تذکیر کا اختلاف ہر دور میں رہا ہے اور یہ اختلاف مکان اور زمان دونوں پر مبنی ہے۔ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ زمان و مکان کا تفاوت نہیں پھر بھی اختلاف موجود ہے، ایک ہی شاعر ایک ہی لفظ کو کبھی مونث کبھی مذکر کہہ جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اردو نے مختلف اور متعدد زبانوں سے لفظ لیے ہیں۔ جب کوئی نیا لفظ آیا۔ اگر اس میں اردو کی رو سے کوئی علامت تانیث و تذکیر کی نہ تھی تو ایک مدت تک اس کی جنس متعین نہ ہو سکی اور اسی لیے اکثر لفظوں کا آج تک

قطعی فیصلہ نہ ہو سکا۔ جنس ہی کے متعین ہونے پر جمع کی صورت کا انحصار ہوا کرتا ہے۔ اس لیے اردو میں جنس اور عدد دونوں ایک سیال حالت میں ہیں اور یقین ہوتا ہے کہ شمالی ہند کے لوگوں نے وئی کے زمانے میں، اور اس کے بعد بھی اس کے کلام میں کوئی اجنبیت محسوس نہیں کی۔ خود وئی نے بھی ایک ہی لفظ کو کہیں مونث کہیں مذکر باندھا ہے۔

۳۔ نحوی ترکیب کو دیکھیے تو اس میں بھی وئی کے ہاں بیشتر وہی ترکیبیں ملتی ہیں جو شمالی ہند کی پرانی زبان میں ہیں، جیسے ”نے“ کا استعمال کبھی کرنا کبھی نہ کرنا اور کبھی اس کا استعمال آج کل کے استعمال سے مختلف ہونا یا اضافی ترکیب میں ”کا“، ”کی“، ”کے“ کا مقدر رکھنا۔

۴۔ لوگ اکثر املا کو بھی زبان سمجھ بیٹھتے ہیں، حال آنکہ املا تو لفظوں کی تصویر کھینچنے کی ایک کوشش ہے جو ہمیشہ کامیاب نہیں رہتی۔ املا کے قاعدے کیسے ہی ہمہ گیر اور مکمل بنائے جائیں زبان کی پوری اور سچی ترجمانی ان سے مشکل ہی سے ہو سکتی ہے۔ ایک ”کوئی“ کا لفظ ہم کئی طرح پر ادا کرتے ہیں (۱) فعل (۲) فعل (۳) فع ”کو“، ”کے“، ”کا“، ”کوئی“، ”سے“ وغیرہ کو کبھی فع کے وزن پر، کبھی صرف ایک حرکت کے برابر کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی کچھ حال ”کہیں“ اور ”نہیں“ کا ہے کہ کبھی فعل کے وزن پر، کبھی تہ کو گرا کے فع کے وزن پر بولتے ہیں، پرانے شاعروں میں کوئی ایسا نہیں جس نے ان مختلف صورتوں میں ان لفظوں کو نہ برتا ہو املا کی یکسانی کے لفظ کی شکل ایک معین کر لی جاتی، تلفظ مختلف طرح سے ہوتا۔ آخری دور کے شاعروں نے یہ الٹی گنگا بہائی کہ زبان

کو رسم کتابت کے تابع کر کے زبان پر قیدیں لگائیں۔ اس میں لوگوں نے بعضی ایسی غلطیاں کی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ صرف ایک مثال کافی ہوگی، ایک لفظ تھا ”کیوں کر“۔ ”کر“ کا بدل ہے ”کے“ اس لیے ”کیوں کر“ کا بدل ہوا ”کیوں کے“ بالکل اسی طرح جیسے ”آکر، جا کر، کر کر“ کی جگہ ”آکے، جا کے، کر کے“ بھی بولتے ہیں۔ پرانے زمانے میں ”کیوں کے“ لکھتے تھے۔

ایک دوسرا لفظ تھا ”کیوں کہ“ (جس کا پہلا ٹکڑا ہندی، دوسرا فارسی ہے) اس کا بدل ہے ”کس لیے کہ“ یا ”اس لیے کہ“ بھلا فارسی ”کہ“ کو ہندی ”کے“ سے، جو ”کر“ کا قائم مقام ہے، کیا واسطہ؟ مگر اصرار ہے کہ ”کیوں کے“ غلط ہے۔ ”کیوں کہ“ لکھو۔ اگر کوئی کہے کہ یہ لفظ اب بولا نہیں جاتا، تو یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔ دلی والے آج بھی بولتے ہیں اور اس کی صحیح کتابت ”کیونکے“ یا (کیوں کے) ہے۔

جو یہ کہے کہ ریختہ، کیوں کے ہو رشک فارسی
گفتہ غالب ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کیوں
نہ جانوں کیوں کے مٹے داغ طعن بد عہدی
تجھے کہ آئینہ بھی ورطہ ملامت ہے

۵۔ ایک بڑا اعتراض دلی اور پرانے شاعروں پر کیا جاتا ہے کہ عربی، فارسی لفظوں کو، جن کے پہلے حرف کو جزم ہے انھیں حرکت دے دی ہے، جیسے ”شہر“ اور ”ہربان“ ء کے زبر سے، ”طبع“ اور ”شمع“ کو بت اور تم کے زبر سے باندھا ہے اور ”ثلث“ کو ت کی حرکت سے۔ ان اعتراض کرنے والوں کو یہ بھی تو نہیں معلوم کہ کس عربی لفظ کے

حرکات عربی میں کیا ہیں۔ ”شمع“ کا تم مفتوح اور ساکن دونوں طرح صحیح ہے اور ”ثلث“ کا ل ساکن بھی درست ہے اور مضموم بھی۔ یہ لفظ کلام اللہ میں کئی جگہ آیا ہے اور ہر جگہ ل کے پیش سے ہے ”خط ثلث“ کو عربی میں ”الخط الثلثی“ (ل کے پیش سے) کہتے ہیں۔ اب ہے وہ لفظ جو صحیح عربی یا فارسی میں بچلے حروف کے جزم ہی سے ہیں سو ان کو بھی اکثر حرکت کے ساتھ بولتے ہیں ”ذکر“ اور ”فکر“ اور ”تخت“ اور ”مہر“ اور ”شہر“ بچلے حروف کی حرکت سے اردو کے فصیحوں کی زبانوں پر ہیں اور سید انشاء نے تو صاف صاف کہا ہے کہ اردو میں یہ لفظ یوں ہی صحیح ہیں۔ وکی پر اس طرح اعتراض کرنا نادانی ہے۔ اُس کے تو برسوں کے بعد لوگوں نے حکم لگایا کہ شعر میں وہی صورت ان لفظوں کی جگہ پائے جو فارسی یا عربی میں ہے، مگر مزایہ کہ خود ایرانیوں نے عربی لفظوں میں بہت تصرف کر لیے تھے۔ پھر جب فارسی عربی لفظ ہندستانی میں آئے تو اس نے انھیں اپنے جنس پر کھینچا۔ سوادو چار قاریوں کے کون ہے جو آج اور آج کو حلق کی گہرائی سے نکالتا ہوگا اور ز، ذ، ض یا س، ث، ص میں فرق نہ کرے یا کہ سکنا ہوگا اور تو اور ہندستان کے ممتاز شاعر جب اردو میں شعر کہتے تو ان لفظوں کو اسی صورت سے اپنے کلام میں لاتے جس صورت سے وہ ہندی عوام کی زبانوں پر تھے۔ ناصر علی سرہندی کا ساربر آوردہ فارسی شاعر جب اردو کہتا ہے، ”حیران“ (تی کی تخفیف سے)، ”بیچارہ“ کو ”بچارہ“ ”مصر“ (ص کے زبر سے) ”شرح ملا“ کو ”شرح ملاں“ اور ”درس“ (ر کے زبر سے) باندھتا: ”فکر“ اور ”فکر“ کو ”اثر“ اور ”سفر“ کا قافیہ

کرتا ہے۔ اسی کا ایک مصرع ہے:

بت فرنگی بہ قتل ہمنار کھے جو پڑھیں حبیب دمام^۱

اب کیوں کہ کہیے کہ ”ہمنار“ اور ”ہمنار“ دکن کی مخصوص بولی تھی اور ہندی لفظ کو فارسی ترکیب میں نہ لاتے تھے۔

۶۔ اسی طرح کا ایک اور دوسو سہ ہے کہ مجہول اور معروف و یائی کا یا ز کو ض کا اور س کو ص کا قافیہ کرنا دکنی زبان کی خصوصیت یادکن کے شاعروں کی سادگی ہے۔ معروف اور مجہول کا قافیہ فارسی کے اساتذہ کے کلام میں بھی کثرت سے ہے اور اردو کے مستند شعرا نے بھی بے تکلف اس طرح کہا ہے۔ ہم مخرج بلکہ قریب المخرج حروف کے قافیہ کرنے کا حال یہ ہے کہ فردوسی نے ”وحی“ کو ”ہنی“ کا، سعدی نے ”صبائی“ کو ”ماہی“ کا، ”عدل“ کو ”فضل“ کا، اور ”کسب“ کو ”اسب“ کا، کاتبی نے ”اصل“ کو ”نسل“ کا، اور ظہوری نے ”خراط“ کو عامیوں کے تلفظ کے مطابق ”خراد“ قرار دے کے ”نہاد“ کے ساتھ قافیہ کیا ہے۔ پھر اگر دلی نے ”تسبیح“ کو عین اہل اردو کے مطابق ”تسبی“ کہا تو کیا گناہ کیا۔ اور ز اور ض کا قافیہ کیا تو کیا بدعت ہوئی؟

یہ تو ان لفظوں اور ترکیبوں کا بیان ہوا جن کو دکنی زبان سے مخصوص جاننا درست نہیں، اس لیے کہ یہ سب صورتیں شمالی ہند کے شاعروں کے یہاں بھی ملتی ہیں۔ مگر شمالی ہند کے شاعروں میں سے، جن کا کلام ایک اچھی مقدار میں ملتا ہے وہ سب دلی کے بعد کے لوگ ہیں دلی کے

ہم عسروں یا اُن سے پہلے کے شاعروں یا مصنفوں کا کلام بہت ہی کم اور ناکافی ہے، جس سے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کون کون سے لفظ اس وقت کی زبان میں رائج تھے اور کون کون سی ترکیبیں استعمال ہوتی تھیں، اس لیے یہ طے کرنا بھی آسان نہیں کہ جو لفظ ہم صرف دکنی یا اورنگ آبادی مصنفوں کے ہاں پاتے ہیں وہ اس وقت کی شمالی زبان میں بھی تھے اور بعد کو شمال میں تو محو ہو گئے مگر جنوب میں باقی رہے یا شمال میں کبھی تھے ہی نہیں اور حقیقت میں دکن کی پیداوار ہیں۔ آئندہ اگر مزید معلومات ہم پہنچے تو فیصلہ ہو سکے گا کہ ان کو شمالی زبان کے اجزا ماننا چاہیے یا جنوبی زبان کے۔ اس صورت حال کو سامنے رکھ کر یہاں ان اجزاء سے مختصر طور پر بحث کی جاتی ہے۔

۱۔ لفظوں میں تغیر (حرف کے بدل جانے سے) :-

(۱) ء اور ء کے حذف، قلب اور ابدال سے اور بخت ہو چکی ہے دن کی خصوصیت یہاں بھی وہی ہے کہ تغیر میں تعمیم زیادہ ہو گئی ہے ”سوکھا“ کو ”سکا“، ”بام“ کو ”بھار“ بولتے ہیں۔ ”انکھاں“ کو ”انکائاں“ ”انکھیاں“ کو ”ہنکیاں“ بولتے ہیں۔ (گو کہ کتابت اس طرح نہیں کی جاتی،

(ب) ط، ڈ، ژ میں سے اگر دو حرف یا ایک ہی حرف دوبارہ کسی لفظ میں آئے تو پہلا ٹ کے بجائے ت، ڈ کے بجائے د ہو جائے گا۔
 ”توٹ گیا“ یا ”ٹوٹ گیا“ (ٹوٹ گیا) ”دند“ (ڈنڈا) ”وتکترا“ (ٹکڑا) ”داننا“ (ڈانٹنا)
 ”دیڑھ“ (ڈیڑھ) ”دیوری“ (ڈیوری) ”تھاٹ“ (ٹھاٹ) ”تھپ“ (ٹھپ)

(ج) حرف حصر یعنی ”ہی“ کی وہ حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے تھی (تمھی) مگر ایسی صورتوں میں چ، چہ لگاتے ہیں، ”وہ“ (وہ ہی) ”تج“ (تم ہی) یہ چ یا

مؤنوف ہو جاتی ہے یا مکسور اور کتابت میں اس کا مکسور ہونا سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس کو طھ (مخلوط) قرار دینا درست نہیں یعنی چھ نہیں ہے۔ یہ لاحقہ غالباً گجراتی زبان سے دکن کی بولی میں آیا سنسکرت میں چ بطور لاحقہ کے آتی ہے مگر وہ حصر کے بجائے ترقی کا حرف ہے یعنی ”بھی“ کے معنی دیتی ہے اور دکن میں بھی ”بھی“ (ملفوظ ”بی“) بالکل اسی طرح استعمال ہوتا ہے جیسے سنسکرت میں چ لاحقہ یعنی دو اسموں کے بیچ میں چ آتی ہے۔ دکن میں کہیں گے ”ماں بی بچہ“ (یعنی ماں اور بچہ یا ماں بھی بچہ بھی) عجب نہیں کہ گجراتی اور دکنی میں یہ چ سنسکرت سے آئی ہو مگر معنی بدل کر بجائے حصر کے ترقی کے ہو گئے۔

۲۔ اردو والوں کا دستور ہے کہ لفظ کے بیچ یا آخر میں یا ہو تو ہی کوالف سے مخلوط کر دیتے ہیں جیسے ہندی ”پ یاہ، پ یا س، دھ یا ن“ سے ”پیار، پیاس، دھیان“۔ فارسی ”پ یا ز“ اور ”م یا ن“ سے ”پیاز“ اور ”میان“ عربی خ یا ل سے ”خیال“۔ دکن میں یہ تصرف بہت عام ہو گیا اور ”دریا“ اور ”دنیا“ بھی در یا اور دنیا ہو گئے۔ اسم سے گزر کر فعل کے صیغوں تک پر اس کا عمل ہوا۔ چلیا، لکھیا، کھلیا، ملیا وغیرہ۔

۳۔ آن لگا کر جمع بنتی ہے (اسم چاہے مذکر ہو چاہے مؤنث) اور یہ پنجاب، پانی پت، سہارن پور وغیرہ میں عام ہے اور دکن میں بہت ہی عام۔ بات، باتاں۔ تروار، ترواراں۔ ہات (ہاتھ) ہاتاں۔ پانو، پانواں۔ پیچ، پیچاں۔ آنکھ، آنکھاں۔ جورو، جورواں۔ وغیرہ

(۱) واحد مؤنث الف پر ختم ہوتا ہو، تو ایک ہی (ملفوظ) بڑھا کر ان لگائیں گے ادا، ادایاں۔ دایاں۔ دوا یاں۔ یہی کبھی مخلوط نہیں بولی جاتی۔

(ب) اگر واحد مونث یا مذکر ہی (معروف) پر ختم ہوتا ہو تو اس لگنے سے وہ ہی مخلوط ہو جائے گی۔ انکھیاں، پشانی (پیشانی)، پشانیاں، تسبی۔ تسبیاں، چھری۔ چھریاں، چھتری۔ چھتریاں، برہچی۔ برچھیاں، موتی۔ موتیاں، درزی۔ درزیاں، مالی۔ مالیاں، گھوڑی۔ گھوڑیاں، اگر واحد عری (یاعنی) یا ہی پر ختم ہو، تو جمع میں ع، ع، ع، ع حذف ہو کر ہی ملفوظ ہو جاتی ہے بھائی۔ بھایاں، رباعی۔ ربایاں (کتابت، رباعیاں) سپاہی (تلفظ سپاہی) سپاہیاں (تلفظ۔ سپاہیاں)

(ج) الف پر ختم ہونے والے مذکر لفظوں کی جمع قائم حالت میں توالف کوٹے (جہول) کر کے بنتی ہے، جیسے ”بکرا“ اور ”گھوڑا“ سے ”بکرے“ اور ”گھوڑے“۔ محرف حالت میں ”بکریاں“ کو اور ”گھوڑیاں“ سے وغیرہ۔ اس طرح محرف حالت میں مونث مذکر میں گو یا فرق ہی نہیں رہتا اور سیاق عبارت سے تانیث و تذکیر میں امتیاز کرنا پڑتا ہے۔

(۴) نحوی خصوصیتوں کی تفصیل یہاں نہیں بیان کی جاتی چند غزلیں غور سے پڑھنے پر وہ خصوصیتیں آپ ہی نمایاں ہو جاتی ہیں۔

آخر میں یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ ولی نرا شاعر نہ تھا۔ اس کے دیوان میں جا بجا ایسے مقامات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے اہل علم میں سے تھا، عربی نظم و نشر کے شہکار ہی اس کے مطالعے میں نہ رہتے تھے، علوم پر بھی اس کی نظر تھی۔ کلام کے صواب و خطا کو وہ خوب جانتا تھا یہ بھی سمجھتا تھا کہ لفظوں کے ذرا سے ہیر پھیر سے شعر میں کیوں کر جان پڑ جاتی ہے، یہ بات حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ شاعر صحیح اور فصیح کو نہ پہچانے اور شعر کے فن کو نہ جانے دے دے کلام سے ہم شعر اور زبان دونوں کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ اگر ہم اس زمانے کی زبان سے واقف ہونے کی سعی و کوشش کریں۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

رویت الف

(۱)

کیتا ہوں ترے نانوں کو میں ورد زباں کا
کیتا ہوں ترے شکر کو عنوانِ بیاں کا
جس گردِ اُپر پانوں رکھیں تیرے رسولاں
اُس گردِ کوں میں کھل کر وہ دیدہ جاں کا
مجھ صدقِ طرفِ عدل سوں اے اہلِ حیا دیکھ
تجھ علم کے چہرے پہ نہیں رنگِ گماں کا
ہر ذرہ عالم میں ہے خورشیدِ حقیقی
یوں بوجھ کے بلبل ہوں ہر اک غنچہ دہاں کا
کیا سہم ہے آفاتِ قیامتِ سستی اُس کوں
کھایا ہے جو کئی تیر تجھ ابرو کی کماں کا
جاری ہوئے آنچھو مرے یو سبزہ خطِ دیکھ
اے خضرِ قدم! سیر کر اس آبِ رواں کا
کہتا ہے وکی دل سستی یوں مصرعِ زنجیں
ہے یاد تری مجھ کوں سببِ راحتِ جاں کا

دو صنم جب سوں بسا دیدہ حیران میں آ
 آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ
 ناز دیتا نہیں گر رخصت گل گشت چمن
 اے چمن زار حیا دل کے گلستان میں آ
 عیش ہے عیش کہ اس مرہ کا خیال روشن
 شمع روشن کیا مجھ دل کے شبستان میں آ
 یاد آتا ہے مجھے جب دو گل باغ وفا
 اشک کرتے ہیں مکاں گوشہ دامن میں آ
 موج بے تابی دل اشک میں ہوئی جلوہ نما
 جب سب زلف صنم طبع پریشان میں آ
 نالہ و آہ کی تفصیل نہ پوچھو مجھ سوں
 دفتر درد بسا عشق کے دیوان میں آ
 پنہ عشق نے بے تاب کیا جب سوں مجھے
 چاک دل تب سوں بسا چاک گریبان میں آ
 دیکھ اے اہل نظر سبزہ خط میں لب لعل
 حسن تھا پردہ تجرید میں سب سوں آزاد
 شیخ بیاں بات تری پیش نہ جاوے ہرگز
 درد منداں کو بجز درد نہیں صید مراد
 حاکم وقت ہے تجھ گھر میں رقیب بد خو
 چشمہ آب بقا جگ میں کیا ہے حاصل
 جگ کے خواباں کا نمک ٹوٹ کے نمک پروردہ
 بس کہ مجھ حال سوں ہمسر ہے پریشانی میں
 غم سوں تیرے ہے رحم کا محل حال ولی
 ظلم کو چھوڑ سجن شیوہ احسان میں آ

اے گل عذا غنچہ دہن تک چمن میں آ
 گل سر پہ رکھ کے شمع فتنہ انجمن میں آ
 جیوں طفل اشک بھاگ نکو مجھ نظر سستی
 اے نور چشم نور منط مجھ نین میں آ

کب لگ اپس کے غنچہ مکھ کو رکھے گابند اے نو بہار باغ محبت سخن میں آ
 تا گل کے رو سے رنگ اڑے اوس کی اے آفتاب حسن ٹمک یک تو چین میں آ
 تجھ عشق سوں کیا ہے ولی دل کوں بیت غم
 سرعت سستی اے معنی بے گانہ من میں آ

(۴)

دونازنیں ادا میں اعجاز ہے سراپا خوبی میں گل رھاں سوں ممتاز ہے سراپا
 اے شوخ تجھ نین میں دیکھا نگاہ کر کر عاشق کے مارنے کا انداز ہے سراپا
 جگ کے ادا شناساں ہے جن کی فکر عالی تجھ قد کوں دیکھ بولے یوناز ہے سراپا
 کیوں ہو سکیں جگت کے دلبر ترے برابر تو حسن ہو رادا میں اعجاز ہے سراپا
 گا ہے اے عیسوی دم یک بات لطف سوں جاں بخش مجھ کو تیرا آواز ہے سراپا

مجھ پر ولی ہمیشہ دل دار مہرباں ہے

ہر چند حسب ظاہر طنائے ہے سراپا

(۵)

کتاب الحسن کا یہ مکھ صفاتیرا صفادستا ترے ابرو کے دو مصرع سوں کا ابتداستا
 ترا مکھ حسن کا دریا و موجاں چین پیشانی اُپر ابرو کی کشتی کے یوں تل جیوں ناخداستا
 ترے لب ہیں بہ رنگ حوض کوثر مخزن خوبی یہ خال عنبریں تس پر بلال آسا کھڑاستا
 اشارات آنکھیاں سوں گرچہ ہوں بیمار میں لیکن ترے لب اے مسیح وقت قانون شفاستا
 ہوا جو گوہر دل غرق بحر حسن ہے نایاب زبس دریائے حسن دلبراں بے انتہاستا
 بیاں اس کی نزاکت ہو لطافت کا لکھوں تاکے سراپا محشر خوبی منیں ناز و اداستا

یو خط کا حاشیہ گرچہ ولی ہے مختصر لیکن

مطوّل کے معانی کا تامی مد عا د ستا

(۶)

تو آج ہے سینہ شاد دستا مطلب ہے کہ بامراد دستا
تجھ مکھ کے صفحے پہ نقطہ خال سرمایہ ہر یداد دستا
ہر نسخہ لذت جہاں کا انکھیاں میں تری سواد دستا
ابر و کے نزک یہ خال موزوں خوش مصرعہ مستزاد دستا
تیری یہ جبین با صباحت مجھ جلوہ بامداد دستا
تجھ نین کی کیا کروں میں تعریف یہ عین ٹلٹ کا صاد دستا

عالم میں ولی سخن یو تیرا
مجھ فائدہ فواد دستا

(۷)

یو تل تجھ مکھ کے کعبہ میں مجھے اسود حجر دستا زرخداں میں ترے مجھ چاہ زمزم کا اثر دستا
پریشاں سامری کا دل تری زلف طلسمی میں زمر و رنگ یو تل مجھ کوں سحر باختر دستا
مراد دل چاند ہو تیری نگہ اعجاز کی انگلی کہ جس کی یک اشارت میں مجھے شق القمر دستا
نین دیول میں پتلی یو ہے یا کعبہ میں اسود ہے ہرن کا ہے یو نافہ یا کنول بھیتر بھنور دستا

ولی شیرینی زبانی کی نہیں ہے چاشنی سب کو
حلاوت فہم کو میرا سخن شہد و شکر دستا

(۸)

طاق ابر و ترا حرم دستا محرم اس کا عرب عجم دستا
خط ترا سر نوشت عاشق میں حرف تفتدیر کا رقم دستا
خط ترا آئینہ سکندر ہے ہر دو عالم منیں عدم دستا
لوح محفوظ ہے ترا رخسار زلف اس پر مگر قلم دستا

۸۴

تجھ زخماں کے چاہ کنعاں میں یوسف مصر دم بہ دم دستا
 خط ترا ہے ضرورت شکر حسن کاکل اُس کے آپر علم دستا
 جان من غصہ و غضب تا کے
 ولی مشاق پر کرم دستا

(۹)

مت آتش غفلت سوں مرے دل کوں جلا جا
 مشاق دَرس کا ہوں ٹک یک درس دکھا جا
 بے رحم نہ ہو، غصہ نہ کر، بات مری سُن
 ڈرتا نہیں، یک بات کی سو بات سُننا جا
 جلتا ہوں میں مدت ستمی اے حسن کے دریا
 ٹک مکھ کوں دکھا، آگ مرے دل کی بجھا جا
 خواہش ہے مجھے ورد کے پڑھنے کی ہمیشہ
 یک بار کسوطرز سوں ٹک اسم بتا جا
 جب اس کی طرف جاتا ہوں کر قصد تماشا
 کہتا ہے مجھے خوف رقیباں سوں کہ جا جا
 میں بوسہ کیا لب سوں پر کارو کے طلب جیوں
 غصے ستمی بولیا کہ چلا جا بے چلا جا
 مدت سوں ولی جھانج میں ہے بات سوں دل کے
 تو بھی اے جگر آہ کی نوبت کوں بجا جا

(۱۰)

تن پیس سرمہ کر کے بسا تجھ نین میں جا ہو بوئے گل بسا ہوں ترے پیرہن میں جا

۸۵

سرتار میں زُلف کی تری سیر جا کر وں باد صبا کا ساتھ لیا ہوں چمن میں جا
 آتش نے تجھ جمال کے جلوے کوں دیکھ کر کیتی ہے زندگی کوں اپس کی کفن میں جا
 جگ میں جو اعتبار نہ پایا ترے نزدیک ہو کر خجل سُرُج نے لیا ہے گلشن میں جا
 ماند خوں عقیق، دلی گل کے بہہ چلے
 شہرت مرے انجھو کی پڑے جبین میں جا

(۱۱)

مت غصے کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
 ٹک مہر کے پانی سوں تو آگ بجھاتی جا
 تجھ چال کی قیمت سوں دل نہیں ہے مرا واقف
 اے مان بھری چنچل ٹک بھاؤ بتاتی جا
 اس رات اندھاری میں مت بھول پڑوں تجھ سوں
 ٹک پاؤں کے جھا نھیر کی جھنکار سناتی جا
 تجھ داں کے کبوتر کوں باندھا ہے تری لٹ نے
 یہ کام دھرم کا ہے ٹک اس کو چھڑاتی جا
 تجھ مکھ کی پر سنش میں گئی عمر مری ساری
 اے بت کی بچن ہاری ٹک اس کو بچاتی جا
 تجھ عشق میں جل جل کر سب تن کوں کیا کا جل
 یہ روشنی افزا ہے آنکھیاں کو لگاتی جا
 تجھ نہ میں دل جل جل جوگی کی لیا صورت
 یک بار اسے موہن چھاتی سوں لگاتی جا
 تجھ گھر کی طرف سُندر آتا ہے دلی داہم
 مشتاق درس کا ہے ٹک درس دکھاتی جا

دل رُبا آیا نظر میں آج میری خوش ادا خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دو جاد لڑا
 بے وفا گر تجھ کوں بولوں ہے بجائے نازیں نازیں عالم نہیں ہوتے ہیں اکثر بے وفا
 کم نل ہے نوجواں میرا بہ رنگ ماہ نو ماہ نو ہوتا ہے اکثر اے عزیزاں کم نما
 مدعائے عاشقاں ہر آن ہے دیدار یار یار کے دیدار بن دو جا عبث ہے مدعا
 کیمیا عاشق کے حق میں ہے نگاہ گل رُخاں
 گل رُخاں سوں جگ میں پایا ہوں ولی کیمیا

غضب سوں چہرہ رنگیں بہارِ ناز و ادا بہارِ حسن میں ہے لالہ زارِ ناز و ادا
 لکھا ہے صفحہ ایجاد پر مصوّر صنع قلم سوں موئے کمر کے نگارِ ناز و ادا
 چمن طراز نزاکت کیا ہے صنعت سوں سہی قداں کا مکاں جو بہارِ ناز و ادا
 سنا ہوں خضر سوں دل کے یہ حرف تازہ و تر بہارِ جلوہ خطا ہے بہارِ ناز و ادا
 ولی پڑیا ہے نظر جب سوں دو کماں ابرو
 ہزار دل سوں ہوا ہوں شکارِ ناز و ادا

دل کوں لگتی ہے دل رُبا کی ادا دل کوں لگتی ہے دل رُبا کی ادا
 گرچہ سب خوب رو ہیں خوب ولے قتل کرتی ہے میرزا کی ادا
 حرف بے جا بجائے گر بولوں دشمن ہوش ہے پیا کی ادا
 نقش دیوار کیوں نہ ہوئے عاشق حیرت افزا ہے بے وفا کی ادا
 گل ہوئے غرق آب شبنم میں دیکھ اس صاحبِ حیا کی ادا
 اشک رنگیں میں غرق ہے نس دن جن نے دیکھا ہے تجھ دنا کی ادا

اے دلی درد سر کی دارو ہے
مجھ کوں اُس صندلی قبا کی ادا

(۱۵)

ہوش کھوتی ہے نازنین کی ادا سحر ہے سرو گل جہیں کی ادا
گر ہے مطلوب تجھ کوں نقش مراد دیکھ اس کی بھواں کی چیں کی ادا
ہوش میرا نہیں رہا مجھ میں جب سوں دیکھا ہے نازنین کی ادا
موج دریا کو دیکھنے مت جا دیکھ اس زلف عنبریں کی ادا
اے دلی دل کوں آب کرتی ہے
نگہ چشم شر مکیں کی ادا

(۱۶)

ترے فراق میں دل کوں کیا ہوں بند جدا کیا ہوں خال اُپر جی کو جیوں سپند جدا
تجھے شمع کے برابر سو کہ سکوں کیوں میں کہ نخل موم جدا سرو سر بلند جدا
ترے یورخ کو ہورا بروں کوں دیکھ لے ظالم جلا ہے سور جدا ہو رگھیا ہے چند جدا
ترے لبوں کی حلاوت کو رکھ نظر بھستہ شکر گھلی ہے جدی ہو رگھلا ہے قند جدا
ترے جو قد سوں رکھانے شکر نے دل میں گہ تو کھینچ پوست کیا اس کوں بند بند جدا
ترے فراق میں کیا کہوں دوجے رقیباں سوا ہوا ہے مجھ سوں مراد دل اے دل پسند جدا
نہ بوجھ دل میں دوجے طالبان برابر مجھ کہ اہل عیش جدا ہو ریو درد مند جدا
ترے یو کھ کی جھلک ہو زلف موج کوں دیکھ تپاں ہے سرج تو بے تاب ہے سپند جدا
دلی برہ میں ترے حال کی حقیقت دیکھ
خجل ہے ناصح و رسوا ہے اہل پسند جدا

(۱۷)

ہے فیض سوں جہاں کے دل با فراغ میرا
 مرہم سوں نہیں ہوا ہے محتاج داغ میرا
 اسباب سوں دنیا کے بے غرض ہوں سدا میں
 بن تیل ہو رہتی ہے روشن چسراغ میرا
 و دماہ جلوہ گر ہو دل کوں کیا منور
 ہے آج آسماں سوں اوپر دماغ میرا
 مجھ دل کے آچمن میں کر یک نظر تماشا
 داغوں کے ہے گلاں سوں روشن یو باغ میرا
 از بسکہ زندگی میں یوں محو ہوں ولی میں
 مشکل ہوا اجل کوں کہ ناسراغ میرا

(۱۸)

ہوا ہے سیر کا مشتاق بے تابی سوں من میرا
 مرے دل کی بجلی کیوں ہے پوشیدہ مجلس میں
 چمن میں آج آیا ہے مگر گل پیر من میرا
 ضعیفی سوں ہوا ہے پردہ فانوس تن میرا
 نہیں ہے شوق مجھ کوں باغ کی گل گشت کا ہرگز
 ہوا ہے جلوہ گرداغاں سوں سینے کا چمن میرا
 مٹا ہوں تجھ جدائی کے دکھوں اے نورین دل
 برنگ مردک آنکھیاں کا پردہ ہے کفن میرا
 لگے پھیلکی نظر میں اے ولی دوکانِ حلوائی
 اگر ہو جلوہ گر بازار میں شیریں بچن میرا

(۱۹)

دیکھا ہے جن نے تیرے رخسار کا تماشا
 نہیں دیکھتا سرج کی جھلکار کا تماشا
 اے رشک باغ جنت جب سوں جدا ہوا توں
 دوزخ ہے مجھ کوں تب سوں گلزار کا تماشا

بے قصد مجھ زباں پر آتا ہے لفظ تمکین دیکھا ہے جب سوں تیری رفتار کا تماشا
 رشتے کو بندگی کے ڈالا آپس گلے میں دیکھا جو تجھ صنم کے زناں کا تماشا
 نرگس نمں رسی نہیں پل مارنے کی طاقت آدیکھ آپس انکھیاں کے بیمار کا تماشا
 اس مکھ کا رنگ لڑ کر قوس قزح کوں پہنچا دیکھا جو تجھ بھواں کی تر دار کا تماشا
 تب سوں ولی کا مطلب جا بچ میں پڑیا ہے
 دیکھا ہے جب سوں تیری دستار کا تماشا

(۲۰)

موسیٰ اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا اس کوں پہاڑ ہوئے پھر طور کا تماشا
 اے رشک باغ جنت تجھ پر نظر کیے سوں رضواں کو ہوئے دوزخ پھر حور کا تماشا
 روز سیاہ اس کے موسوں جلوہ گر ہے تجھ زلف میں جو دیکھا دیجو رک کا تماشا
 کثرت کے پھول بن میں جاتے نہیں ہیں عارف بس ہے موحداں کو منصور کا تماشا
 ہے جس سوں یادگاری وہ جلوہ گر ہے دایم تو چیں میں دیکھ جا کر فغفور کا تماشا
 وہ سر بلند عالم از بس ہے مجھ نظر میں جیوں آسماں عیاں ہے مجھ دور کا تماشا
 تجھ عشق میں ولی کے آنجھوا منڈ چلے ہیں
 اے بحر حسن آدیکھ اس پور کا تماشا

(۲۱)

بے تاب آفتاب ہے تجھ مکھ کی تاب کا پیاسا ہے اس جہاں میں ترے لب کے آب کا
 تجھ مکھ کی آب زلف کی موجاں کو دیکھنے سب تن نین ہوا ہے سو جل پر حباب کا
 تجھ حسن انتخاب کا لکھتے تھے جب حساب موہوم یک نقطہ ہے سرج اس حساب کا
 ہے مدرسے میں چرخ کے خورشید فیض بخش جب سوں لیا ہے درس تری مکھ کتاب کا
 مجلس ہے گرم چرخ کی تجھ آفتاب سوں خالی ہے جام سردا پر ماہتاب کا

۹۰

تجھ شوق سوں مدام لبالب ہے جامِ نین شیشے میں دل کے جوش ہے نت اُس شراب کا
 مجھ شعر کی روانی سنیا جب سوں اے ولی
 غم ناک ہے تہاں سنی دامنِ سحاب کا

(۲۲)

روح بخشی ہے کام تجھ لب کا دم عیسیٰ ہے نام تجھ لب کا
 حسن کے خضر نے کیا لبریز آب حیاں سوں جام تجھ لب کا
 منطق و حکمت و معانی پر مشتمل ہے کلام تجھ لب کا
 جنتِ حسن میں کیا حق نے حوض کوثر مقام تجھ لب کا
 رگ یا قوت کے قلم سوں لکھیں خط پر ستاں پیام تجھ لب کا
 سبزہ و برگ و لالہ رکھتے ہیں شوق، دل میں دوام تجھ لب کا
 غرقِ شکر ہوئے ہیں کام و زباں جب لیا ہوں میں نام تجھ لب کا
 مثل یا قوت خط میں ہے شاگرد ساغر مے مدام تجھ لب کا

ہے ولی کی زباں کو لذت بخش

ذکر ہر صبح و شام تجھ لب کا

(۲۳)

مجھ گھٹ میں اے نگہ گھٹ ہے شوق تجھ گھونگھٹ کا
 دیکھے سوں لٹ گیا دل تیری زلف کا لٹکا
 کر یاد تجھ کیٹ کوں پڑتے ہیں اشک ٹپ ٹپ
 مکھ بات بولتا ہوں شکوہ تری کیٹ کا
 تجھ نین کے دیکھن کا دل ٹھاٹ کر چلا تھا
 غمزے کے دیکھ ٹھٹ کوں ناچار ہو کے ٹھٹکا

تجھ خط کے بن توجہ کھلنا ہے اُس کا مشکل
 حلقے میں تجھ زلف کے جو جیو جا کے اٹکا
 ہرگز وہی کسی کن شاکی ترانہ ہوتا
 گر تجھ میں اے سٹیلے ہوتا نہ طور ہٹ کا
 (۲۴)

نہیں شوق اُس کے دل میں کدھیں لالہ زار کا
 مشتاق ہے جو پیو کے رُخ آب دار کا
 لگتا ہے مجھ کوں پنہ خورشید رعشہ دار
 دیکھا ہے جب سوں دست نگاریں نگار کا
 ہر ذرہ اُس کی چشم میں لبریز نور ہے
 دیکھا ہے جن نے حسن تجلی بہار کا
 طاقت نہیں کسی کوں کہ یک حرف سُن کے
 احوال گر کہوں میں دل بے قرار کا
 آوے وہی ہماری طرف تیغ ناز لے
 اُس شوخ کوں خیال اگر ہے شکار کا

(۲۵)

جگ منیں دو جا نہیں ہے خوب رو تجھ سا کا
 جب سوں تیری زلف کوں دیکھا ہے ابد صبح
 چاند کوں ہے آسماں پر رشک تجھ رخسار کا
 ترک کر سب کوں ہے مشتاق تجھ زناں کا
 دل کو میرے تب میں حاصل ہوا ہے پیچ و تار
 جب سوں دیکھا ہے تیری لٹ پی دستار کا
 تجھ گلی کی خاک رہ جب سوں ہوا ہوں اے پیا
 تب سوں تیرا نقش پاتکیہ ہے مجھ بیمار کا
 بلبلاں گر یک نظر دیکھیں ترے کھ کاچن
 پھر نہ دیکھیں زندگی میں کھ کدھیں گلزار کا

بحرِ پایاں نے مجھ آنکھوں سنی پایا ہے فیض ابریاں عبد ہے مجھ چشم گوہر بار کا
 ٹھک ایس کا مکھ دکھائے راحت جانِ جگر
 ہے ولی مدت سنی مشاق تجھ دیدار کا

(۲۶)

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا ہے مطالعہ مطلع انوار کا
 بلبل و پروانہ کرنا دل کے تئیں کام ہے تجھ چہرہ گلِ نار کا
 صبح تیرا درس پایا تھا صنم شوقِ دل محتاج ہے تکرار کا
 ماہ کے سینے اُپر اے شمعِ رو داغ ہے تجھ حسن کی جھلکار کا
 دل کوں دیتا ہے ہمارے پیچ و تاب پیچ تیرے طرہ طرار کا
 جو سنیا تیرے دہن سوں یکسپن بھید پایا نسخہ اسرار کا
 چاہتا ہے اس جہاں میں گریہست جاتا شادیکھ اُس رخسار کا
 آرسی کے ہاتھ سوں ڈرتا ہے خط چور کوں ہے خوفِ چوکیدار کا
 سرکشی آتشِ مزاجی ہے سبب ناصحوں کو گر مسی بازار کا
 اے ولی کیوں سن سکے ناصح کی بات
 جو دوانا ہے پر یارِ خسار کا

(۲۷)

یاد کرنا ہر گھڑی اس یار کا ہے وظیفہ مجھ دلِ بیمار کا
 آرزوئے چشمہ کوثر نہیں تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا

لہن - چہرہ

لہ "نسخہ اسرار" سے مراد غالباً نظامی کی مثنوی "مخزن اسرار" ہے۔

عاقبت کیا ہوئے گا، معلوم نہیں دل ہوا ہے بتلا دل دار کا
 کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر حرف حرف اس مخزن اسرار کا
 گر ہوا ہے طالب آزادی بند مت ہو سچہ و زنا رکا
 مسند گل منزل شبہم ہوئی دیکھ رتبہ دیدہ بیدار کا
 اے وکی ہونا سری جن پر نثار
 مدعا ہے چشم گو ہر بار کا

(۲۸)

گر میری طرف ہوئے گزراں شوخ پیر کا سب راہ کروں فرش اپن نور نظر کا
 مقصود کا تیار کروں حلوہ بے دود تجھ لب ستی گریہات لگے تنگ شکر کا
 اے نور نظر جب سوں تو آیا ہے نظریں پلکاں کو کیا شانہ ترے موئے کمر کا
 شرمندہ ہو تجھ مکھ کے دیکھے بعد سکندر بالفرض بنا دے اگر آئینہ قمر کا
 جوں لالہ بجز آتش خاموش لب یار
 مریم نہیں عالم میں وکی داغ جگر کا

(۲۹)

زخمی ہے جلاؤ فلک تجھ غمہ خوں ریز کا ہے شور دریا میں سدا تجھ زلف عنبر بیز کا
 تجھ صاحب نیزنگ کی دیکھے اگر تصویر کوں دل جا پڑے حیرت منیں نقاش رنگ آمیز کا
 اے عیسوی دم جگ منیں پایا دو عمر جاوداں جو جگ منیں بسمل ہوا تیری نگاہ تیز کا
 تب سوں ہوا ہے دل مرا کان نک اے بانک جب سوں سنیا ہوں شور میں تجھ حسن شور انگیز کا
 یوں شعر تیرا اے وکی مشہور ہے آفاق میں
 مشہور ہے جیوں کر سخن اس بلبیل تبریز کا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا
 بغیر از دیدہ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا
 ہوا ہے مجھ پہ شمع بزم یک رنگی سوں یوروشن
 کہ ہر ذرے اُپر تاباں ہے دائم آفتاب اس کا
 کرے عشاق کوں جیوں صورت دیوار حیرت سوں
 اگر پردے سوں وا ہو دے جمال بے حجاب اس کا
 سجن نے یک نظر دیکھا نگاہ مست سوں جس کوں
 خراباتِ دو عالم میں سدا ہے دو خراب اس کا
 مرادل پاک ہے از بس، وکی زنگ کدورت سوں
 ہوا جیوں جو ہر آئینہ مخفی پیچ و تاب اس کا

سناوے محکوں گر کئی مہربانی سوں سلام اس کا
 اگرچہ حسب ظاہر میں ہے فرقت درمیاں لیکن
 محبت کے مرے دعوے پہ تا ہووے زند مجھ کو
 برنگ لالہ نکلے جام لے کر اس زمیں سے جہم
 کفر کوں توڑ دل سوں دل میں رکھ کر نیت خالص
 ہوئی دیوانگی مجنوں کی یوں میرے جنوں آگے
 کرے آزادگی اپنی گرفتاری اُپر قرباں

کہاؤں آخر دم لگ بہ جاں منت غلام اس کا
 تصور دل میں میرے جلوہ گر ہے صبح و شام اس کا
 لکھیا ہوں صفحہ سینہ پہ خونِ دل سوں نام اس کا
 اگر بخشے تکلم سوں مئے جاں بخش جام اس کا
 ہوا ہے رام بن حسرت سوں جا لکھن سورام اس کا
 کہ جیوں ہے حسن لیلیٰ بے تکلف پائے نام اس کا
 جو دیکھے یک قدم پھر، سرو گلشن میں خرام اس کا

لے ن محکم۔

ہاں تیشے کی کر سمجھ زباں دو بجے فصیحاں کی اگر فریاد دل جا کر سنے شیریں کلام اس کا
ولی دیکھا جو اس آنکھیاں کے ساقی کن دو جامے
ہوا ہے بے خبر عالم سوں ہو ر خواہاں جام اُس کا

(۳۲)

چاروں طرف کھلیا ہے گلزار رنگ و رنگ اس سیر جاں فراسوں سینہ کھلیا ہوس کا
تجھ مکھ کے دیکھنے سوں اے آفتاب طلعت مشاق دل سوں میرے شعلہ اٹھا اُس کا
سب دلبراں پہ حق نے تجھ کو دیا فضیلت ہر مدرسے کے بعیت چرچا ہے تجھ درس کا
یہاں ہم کے دریا میں گرداں ہے کشتی عقل اس موج شعلہ زن میں کیا آسرا ہے خس کا
پھر پھر ولی ترے کن آتا ہے جیوں کے سائل
تیری مٹھی زباں کا پایا ہے جب سوں چسکا

(۳۳)

گزرے تجھ طرف ہر بوا لہوس کا ہوا دھوا مٹھائی پر لکس کا
اپس گھر میں رقبیاں کونہ دے بار چمن میں کام کیا ہے خار و خس کا
نگہ سوں تیری ڈرتے ہیں نظر باز سدا ہے خوف دزدوں کو عس کا
بجز رنگیں ادا دوجے سوں مت مل اگر مشاق ہے تو رنگ و رس کا
ولی کوں ٹک دکھا صورت اپس کی
کھڑا ہے منتظر تیرے درس کا

(۳۴)

تری زلفاں کا ہر تار سیہ ہے کال عاشق کا ہوا ہے اُس کے جلوے سوں پریشاں حال عاشق کا
نہیں درکار تابو لے بیاں اپنی زباں سیتی عیاں ہے اشک کے طومار سوں احوال عاشق کا
جاے ملک بیتابی سوں یک لمحہ کدھی باہر زمیں میں بے قراری کی گڑیا ہے نال عاشق کا

ترا دل اے پری پیکر اگر شہرت کا طالب نہیں
 تو اپنا مکھ دکھا کر دور کر جنجال عاشق کا
 اگر جاوے پیا کے مکھ طرف بخت آزمائی کوں
 کرے پیو کا تغافل اٹھ کے استقبال عاشق کا
 پیا کے ابروئے کج نے کیا ہے دل کوں سرگرداں
 کر د معلوم اس چوگان و گوسوں حال عاشق کا
 جہاں جاتا ہوں وہاں تا ہے سائے کے من پیچھے
 ترے برہانے اے ظالم لیا دُنیاں عاشق کا
 نہ ہووے چرخ کی گردش سوں کے حال میں گردش
 بجائے قطب کے مانند استقلال عاشق کا
 کدھی دام محبت سوں خلاصی اس کو ممکن نہیں
 ترے آنکھیاں کے ڈورے سوں بنا چلے عاشق کا
 نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت
 بہ رنگ ابرو دریا بار ہے رومال عاشق کا

وئی، یو مصرع رنگیں ہوا ہے ورد جان و دل
 فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

(۳۵)

مجھ درد پہ دوا نہ کرو تم حکیم کا
 بن وصل نہیں علاج برہ کے سقیم کا
 دیکھا ہوں قد و زلف و دہن پیو کا جب سی
 کیتا ہوں ورد تب سوں الف لام میم کا
 جنت میں کب دیے ہیں وہ رضواں کو مرتبہ
 جو مرتبہ ہے تیری گلی کے مقتیم کا
 پیو کے نزدیک آنکھ کو مرے کچھ وقار نہیں
 عالم میں گر چہ مستدر ہے دُرِ یتیم کا
 کرتا ہے اس کی زلف کی تعریف اے وئی
 جو ہے مرید سلسلہ مستقیم کا

(۳۶)

دل کو گر مرتبہ ہو درپن کا
 مفت ہے دیکھنا سری جن کا
 جامہ زیاں کو کیوں تجوں کہ مجھے
 گھیر رکھتا ہے دور دامن کا
 اے زباں کہ مدد کہ آج صنم
 منتظر ہے بیان روشن کا
 حکمت عشق بو علی سوں نہ پوچھ
 نہیں وہ قانون شناس اس فن کا

آئینہ تجھ سے ہو کے ہم زانو غیرت افزا ہوا ہے گلشن کا
 امن میں تجھ نگہ سوں ہیں بے درد خوف نہیں مفلسوں کوں رہزن کا
 دل صد پارہ تجھ پلک سوں ہے بند خرقہ دوزی ہے کام سوزن کا
 تجھ نگہ سوں بہ شکلِ شانِ غسل دل ہوا گھر ہزار روزن کا
 ٹک وکی کی طرف نگاہ کرو
 صبح سوں منتظر ہے درشن کا

(۳۷)

ہر طرف ہے جگ میں روشن نام شمس الدین کا
 چین میں ہے شور جس کے ابروے پُر چین کا
 لکھ پے لے رنگِ خجالت، چھوڑ کر معین گیا
 لعل نے سن کر سخن تیرے لب رنگین کا
 ہے ترے ہر موسوں روشن جلوہ گر رنگ وقار
 کیا عجب گر تجھ سے لیوے درس نت تمکین کا
 دیکھ تجھ پلکاں کوں بویا عاشق جاں بازیوں
 مرغ دل کے صید کوں چنگل ہے پوشاہین کا
 صورت تسکین نہیں دستی مگر اس حال میں
 اے دلی جب پیو پوچھے حال مجھ مسکین کا

(۳۸)

بدخشاں میں پڑیا ہے شور تیرے لعل رنگین کا
 ہوا ہے چین میں شہرہ تری اس زلف پر چین کا

عجب نہیں ہے اگر ساقی فلک کا اے کماں ابرو
 تری مجلس میں لیا دے جام روشن ماہ سیمیں کا
 لکھیا اے ظالم خوں خوار و صیاد دل عاشق
 تری مرگاہوں نے میرے دل پر مضمون شاہیں کا
 اٹھے شیریں سر تعظیم کوں اس کی ادب سیتی
 اگر کسی کوہ کن بولے سخن تجھ عز و تمکین کا
 ولی اس طبع کا گلشن گل معنی سوں ہو روشن
 جو کوئی دل کوں کرے مسکن مرے اشعار رنگیں کا

(۳۹)

ہوا ہے دل مرا مشتاقی تجھ چشم شرابی کا
 کیا مدہوش مجھ دل کوں نیند یمن ساقی نے
 خطِ شب بے نگ رکھتا ہے عداوت حسن خواب کا
 نہ جاؤں صحن گلشن میں کہ خوش آتا نہیں مجھ کو
 نہ بوجھو اب ہوا ہے کم سخن و دلبہ رنگیں
 پری رخ کوں اٹھانا نیند سوں برجا ہے اے عاشق
 نہ جانوں کس پری رو سوں ہوا ہے خاکے ہم زانو
 کہ آئینے نے پایا ہے لقب حیرت مابی کا
 ولی سوں بے حسابی بات کرنا بے حسابی ہے
 نہیں ودا آشنا اے یار ہرگز بے حسابی کا

اے یہ شعر اس طرح بھی دیکھا گیا۔

پری رخ کوں اٹھانا نیند سوں برجا نہیں عاشق عجب کچھ لطف رکھتا ہے زمانہ نیم خوابی کا

(۴۰)

نہیں گئی تاسنے احوال میری دل نگاری کا
کہوں کس کن گریباں چاک کر دکھ بے قراری کا
عجب نہیں اٹھ کے بے تابی سوں ہمارے کناں پر
سنے گر ماحسرا دریا ہمارے اشک جاری کا
ترے غم میں نہیں سے جو نکلتا ہے انجھو باہر
دو جاگو ہر کہاں ہے جگ میں اس کی آبداری کا
تری دو انتظار کا ہے جسے حد ہو نہایت نہیں
شکایت کس کئے جا کر کروں اس انتظار کا
ہوئی ہے آرسی جو گن ترے مکھ کے تصویر میں
بھبھوتی مون پہ لیا دم مارتی ہے خاک ساری کا
کھڑا ہے راستی کے دم میں یک پگ پر سوجیوں جوگی
ترے قدسوں لگا ہے دھیان سرو جو باری کا
ولی انکھیاں کی کر داوات پتلی کی سیاہی سوں
لکھیا تیری صفت کوں لے قلم معنی نگاری کا

(۴۱)

طالب نہیں مہر و مشتری کا دیوانہ ہوا جو تجھ پری کا
یو غمزہ شوخ ساحری میں استاد ہے سحر سامری کا

لہ لاکر

۴۵ دم سادھے جوگی عموماً ایک ہی ٹانگ پر کھڑے ہوتے ہیں۔

۱۰۰

تجھ تل سوں لے آفتاب طلعت
 کفار فرنگ کوں دیا ہے
 تیرا خط خضر رنگ لے شوخ
 توں سر سوں قدم تلک جھلک میں
 خورشید سنی ہوا ہے ہم سر
 لے غنچہ نہ کر تو فخر، یو دل
 پایا ہے جو کوئی دولت فقر
 پھیلکی لگے اس کوں شان دولت
 چاکھیا جو مزہ قلندری کا
 کہتا ہے ولی پکار یوبات
 بندہ ہوں پیا کی دلبری کا

(۴۲)

شغل بہتر ہے عشق بازی کا
 ہر زباں پر ہے مثل شانہ مدام
 ذکر تجھ زلف کی درازی کا
 ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا
 آج تیری بھواں نے مسجد میں
 گر نہیں راز عشق سوں آگاہ
 فخر بے جا ہے فخر رازی کا
 لے ولی سر و قد کو دیکھوں گا
 وقت آیا ہے سرفرازی کا

(۴۳)

یکایک مجھ دسایک شہ جواں آسوار تازی کا
 کہ جن نے حق سوں پایا ہے خطاب عاشق نوازی کا

نزک میرے کرم کر کہ فصاحت ہو بلاغت سوں
 کہا وود سرو قد مجھ کوں سخن یو سرفرازی کا
 محبت یار بے پروا کی سینے میں ہے رات ہو ر دن
 یہی مطلب ہے رات ہو ر دن نمازی ہو ر نیازی کا
 مجھے بولیا کہ اگر عشق حقیقی سوں توں واقف نہیں
 تو بہتریوں ہے جادامن پکڑ عشق مجازی کا
 سنیا ہوں جب سوں یونکہ وکی شیریں سخن سیتی
 لگیا ہے تب سوں شیوہ جی کوں میرے عشق بازی کا

(۴۴)

پڑیا ہے لعل میں پر تو سجن تجھ لب کی ہلالی کا
 بیاں ہے مہ سوں روشن تر تری صاحب کمالی کا
 تراقد مصرع برجستہ ہے دیوان عالی کا
 تری یو بیت ابرو شعر دستا ہے ہلالی کا
 گئی ہے خواب محمل کی ترے پاؤں کی سرخی سوں
 کہ جس کے عکس سوں رنگیں ہوا ہے نقش قالی کا
 تری لب کی حلاوت نے کیا مجھ طبع کو شیریں
 ہوا ہے نقل مجلس ذکر مجھ شیریں مقالی کا
 ہوا مجھ دل کی جنت میں سو ہریک آہ جیوں طوبی
 لٹک چلنا جو دیکھا، بس کہ میں سید معالی کا

لہ (ان) نرمی

نزاکت تجھ کمر کی دل نشیں ہے، اس سبب ساجن
 ہوا ہے شہرہ عالم میں مری نازک خیالی کا
 رنگیلے شعر کا کہنا کیا تھا ترک مدت سوں
 ترا یوقد ہوا ہے پھر کے باعث فکر عالی کا
 تری وہ طبع ہے ہموار اے رشک مہ کنعاں
 کہ جس میں مؤبرا برئیں اثر بے اعتدالی کا
 ولی تجھ شعروں سنتے ہوئے ہیں مست اہل دل
 اثر ہے شعر میں تیرے شراب پر تگالی کا

(۴۵)

کیا ہوں جب سوں دعویٰ شاہ خواں کی غلامی کا
 علم برپا ہوا ہے تب سوں میری نیک نامی کا
 اسے دشوار ہے جگ میں نکلنا غم کے پھاندے سوں
 جو کئی دیکھا ہے تیرے بر منیں جامہ دودامی کا
 اٹھاریاں اگرچہ خواجہ بستاں سرا لیکن
 دیا تجھ خط کوں اے یا قوت لب سر خط غلامی کا
 پری رویاں کے کوچہ میں خبر داری سوں جالے دل
 کہ اطراف حرم میں ڈر ہمیشہ ہے حرامی کا
 ہوا جو ہر شناس تیغ معنی اے ہلال ابرو
 کہ جن نے درس پایا ہے تجھ ابرو کی حسامی کا

اے پھندے ۲ بدن میں بدن پر۔ فارسی: دربر کردن۔ ”پہننا“

بے فریاد کے مانند کوہ بے ستوں میں جا
 اگر قصہ سنے خسرو تری شیریں کلامی کا
 اگر تجھ حسن کامل کی سنیں تعریف مہ رویاں
 تمام آکر کریں اقرار اپنی نامتسامی کا
 اگر تجھ حسن عالم گیر کو دیکھیں سخن فہماں
 نہ لاویں پھر زباں اوپر بیاں خوبان نامی کا
 لگے جیوں نخل ماتم سر و گلشن اُس کی انکھیاں میں
 تماشا جن نے دیکھا ہے سجن تجھ خوش خرامی کا
 حقیقت سوں تری مدت سستی واقف ہیں اے زاہد
 عبث ہم پختہ مغز اں سوں نہ کراٹھار خامی کا
 ولی لکھتا ہے تیری مست انکھیاں دیکھ لے ساقی
 بیاض گردن مینا اُپر دیوان جامی کا

(۴۶)

عبث غافل ہوا ہے گافلہ کرپو کے پانے کا
 صفا کر آرسی دل کی سکندر ہو زمانے کا
 چراغ دل اگر گل ہے تو کر جیوں گل اسے روشن
 کہ یہ تحفہ ہے سالک کوں نزک حق کے لجانے کا
 نہ پاوے دین کی لذت جسے دنیا کی خواہش ہے
 قفل ہے لذت دنیا حقیقت کے خزانے کا
 نہیں یو آہ ہو زاری جو سینے ہو رانکھاں میں ہے
 سمجھ بیشک کہ افسوں ہے یہ اُس پیو کے لبھانے کا

موے کو جو بخشے آب حیاں بے گماں ہے جیوں
 نین میں تیونچ پانی ہے سوتے دل کے جگمانے کا
 برہ کی آگ میں دھنسنے کی نہیں ہے کچھ فکر دل کوں
 کہ جیوں غم نہیں ہے ابراہیم کو آتش میں جانے کا
 وتی تجھ کو رکھیں گے شیر مرداں اپنی مجلس میں
 رہے گر سگ ہو کہ دائم نبی کے آستانے کا

(۴۷)

کیا یک بات میں واقف مجھے راز نہانی کا
 کتاب بھیجی ہے شمع بزم دل کوں اے کتاب
 عزیزاں بعد مرنے کے نہ بوجھو تم کہ تنہا ہوں
 چھپا کر پردہ فانوس میں رخ شمع ہے گریاں
 پرت کی بزم میں تار رخ روئی مجھ کوں ہو حاصل
 بجا ہے گر کرے پرواز رنگ چہرہ عاشق
 ترے لکھ کی صفائے حیرت افزائیوں سکے لکھ
 رہے دوڑو کم جیوں دیدہ تصویر حیراں ہو
 شراب جلوہ ساقی سوں مت کر منع اے زاہد
 لکھوں غنچے اپر حریف اس دہن کی نکتہ دانی کا
 پر پروانہ اوپر لکھ سخن مجھ جاں فشانی کا
 لکھا ہوں پردہ دل پر خیال اس یار جانی کا
 سنیا ہے جب سے آوازہ تری روشن بیانی کا
 نین سوں اپنے دے ساغر شراب ارغوانی کا
 ہوا ہے شوق موہن کوں لباس زعفرانی کا
 قلم ہے جو ہر آئینہ ناصاف مانی کا
 لکھوں گر خامہ موسوں بیاں مجھ ناتوانی کا
 یہی ہے مقتضا عالم میں ہنگام جوانی کا
 ولی جن نے نہ باندھیا دل کوں اپنے نو نہالاں سوں
 نہ پایا پھل جہاں میں ان نے ہرگز زندگانی کا

لے (نسخہ) موے کو جو بخشا آب حیاں میں اثر ہے جیوں

لیا ہے جب سوں موہن نے طریقہ خود نمائی کا
چڑھیا ہے آرسی پر تب سوں رنگ حیرت فزائی کا
اپس کی زلف کا فرکیش کی جھلکا رٹک دکھلا

کہ زاہد بے خبر دم مارتا ہے پار سائی کا
سُرج کوں گرا جازت ہو تو آوے سیس سوں چل کر
کہ اس کوں شوق ہے تجھ آستاں پر جہہ سائی کا
مرے دل کی حقیقت یوں ہوئی ہے شہرہ عالم
کہ جیوں مذکور ہوئے جگ میں تیری دل ربائی کا
کرے تا تجھ شکر لب سے طلب اک بوئے شیریں
مرے دل نے لیا ہے اس سبب شیوہ گدائی کا
جو کئی تیری سیہ چشماں کوں سمجھا بے مروت کہ
بھروسا کیوں کے ہوئے اس کوں تیری آشنائی کا
سبحن کی انجمن میں ہوئے تب ہر یک طبع روشن
ولی چرچا اچھے مجلس میں جب طبع آزمائی کا

جس وقت لے سری جن تو بے جواب ہوئے گا
مت جاچن میں لائن بیل پست ستم کر
مت آئینے کوں دکھلا اپنا جمال روشن
نکلا ہے و دستم کر تیغ ادا کو لے کر
ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جوں آفتاب ہوئے گا
گر می سوں تجھ نگر کی گل گل گلاب ہوئے گا
تجھ مکھ کی آب دیکھے آئینہ آب ہوئے گا
سینے کا عاشقاں کے اب فتح باب ہوئے گا
محشر میں تجھ سوں میرا آخر حساب ہوئے گا
رکھتا ہے کیوں جفا کوں مجھ پر رواے ظالم

مچکوں ہوا ہے معلوم اے مست جام خوبی تیری آنکھیاں کے دیکھے عالم خراب ہوئے گا
 یاتف نے یوں دیلے مجھ کو وئی بشارت
 اُس کی گلی میں جا تو مقصد شتاب ہوئے گا

(۵۰)

اس قد سوں جس چمن میں دو نو نہال ہوگا کیا سرو کیا صنوبر ہر یک نہال ہوگا
 آوے گا گر سخن میں دو مایہ لطافت شرمندہ اس کے آگے آب زلال ہوگا
 عالم میں جو ہوا ہے طالب تری بھواں کا اس کے نگین دل پر نقش ہلال ہوگا
 ہے اُس کے حق میں ہر شب مانند روز محشر جس کوں فراق جاناں سینے کا سال ہوگا
 معنی کے ہے چمن کا جو بلبل معانی تجھ گل بدن کے دیکھے رنگیں خیال ہوگا
 جیوں شمع گل پریں گے شرمندگی سوں گل و جس انجمن میں حاضر گو بند لال ہوگا

البتہ وصف تیرا لاوے گا ہر سخن میں
 جو شعر میں وئی سا صاحب کمال ہوگا

(۵۱)

تجھ غمزہ خوں ریز سوں لڑکوں کے گا تجھ ناز ستم گر سوں جھگڑکوں کے گا
 تجھ حسن کے بازار میں دیوانہ دل کوں بن زلف کی زنجیر جھگڑکوں کے گا
 پھرتی ہیں یہ مست ہوشمشر نظر لے بن نینداں آنکھیاں کو پڑکوں کے گا
 ہیں خضر کے چشمے سوں ترے لب یو لباب بن سبزہ خطا اُس کوں پڑکوں کے گا
 تجھ زلف کا بتار لکھا آج وکی نے
 اس سحر کے طومار کوں پڑکوں کے گا

(۵۲)

تجھ نین کے شسوار سوں لڑکوں کے گا بن نینداں آنکھیاں کوں پڑکوں کے گا
 لہ تجھ نین کے ساموں سوں اکڑن لہتی۔

خوش آب جاتی ستیں یو لب ہیں لبالب
تجھ زلف کے تاراں نہیں ہے سحر کا بستا
بدست دو پستاں ترے سینے پہ ہیں قائم
دریاے برہ غم میں مجھے دل ہے سو یونس
بڑے بغیر اس لب کوں نہ پڑ کون سکے گا
اس سحر کے طومار کوں پڑ کون سکے گا
اُن باج بھگی اس صدر پہ پڑ کون سکے گا
اس بحر میں دل باج سو پڑ کون سکے گا

مانند ولی تجھ سوں جو پایا شرف وصل
اس باج اپس دل سوں پھر کون سکے گا

(۵۳)

زرد رو ہے جو کیا ہے فکر تسخیر طلا
کیوں کرے آلودہ زرجگ منیں صید مراد
گر غرض ہے تجھ کوں صافی باز رکھ دنیا سوں کا تھ
نہیں ہے حاصل غیر گردش اس کوں جگ میں رات
دیکھ کر تجھ مکھ کے پرتو کوں لے رشک آفتاب
جب سنا تجھ حسن سوں دعویٰ کیے ہیں اختران
شمع تیری بزم میں جس وقت ہوئے جلوہ گر
بواہوس رکھتے ہیں دایم فکر رنگِ عاشقاں
زندگی زریں لباساں کی گئی بازی منیں
آہ سوں عاشق کی عارف بوجھتے ہیں حال دل
یوں زمین عشق میں ہے، دایم عاشق نام یار
شکل تجھ بت کی جو مجھ دل میں نقش ہوئے ہے
مت ہواے وحشی صفت زہارِ پیر طلا
ہے علم او پر معطل صورت شیر طلا
ہے جز سیاہی انہیں ہے لے نادان تاثیر طلا
جیوں سرج لاگے ہیں جس کے دل منیں تیر طلا
موج سوں پانی نے ڈالا یک میں زنجیر طلا
گرم ہونکلا سرج لے ہاتھ شمشیر طلا
ماہ نولاوے اپس کوں کر کے گل گیر طلا
جوں مہوس کے سدا دل میں ہے تدبیر طلا
دیکھ جگ کے گنجے میں صورت میر طلا
جیوں کہ سمجھے صوت سوں صراف تقریر طلا
نام شہ جیوں ہوتا ہے نس دن گلو گیر طلا
ہے سمندر کی نمط آتش میں تصویر طلا

اے ولی یو شعر ہے لبریز معنی سر بسر
ہے بجا اطراف اس کے گر ہو تحریر طلا

(۵۴)

پی کے ہوتے نہ کرتوں مہ کی ثنا معتبر نہیں ہے حسن دور نما
 باعثِ نشہ دو بالا ہے حسن صورت کے ساتھ حسن ادا
 لے گل باغ حسن مکھ سوں ترے جلوہ پیرا ہے رنگ و بوے حیا
 ماہ نو تجھ بھواں پہ کر کے نظر سوے مغرب چلیا ہے رو بہ قفا
 سرخ رویاں منیں سر آمد ہے تجھ قدم کے اثر سوں رنگ خا
 نہیں ہے گل پی کے مکھ سا عالم قائل اس بات کی ہے باد صبا

اے ولی مجھ سخن کوں و و بوجھے
 جس کو حق نے دیا ہے فکر رسا

(۵۵)

تیرے شکر لب کوں اب مثل عسل بولنا بلکہ عسل ہے یو اصل اُس کوں نقل بولنا
 تجھ قد و قامت آگے سرو ہوا سرنگوں تجھ سے رواں سرو آگے سرو کوں شل بولنا
 مکھ کے صدق میں تیرے دُر ہے مبارک بچن دُر سمندر اسے سٹ کے عفتل بولنا
 بات کی مجلس منیں میر سخن تو نچھ ہے جگ میں مسیحا تجھے جیجھ سنبھل بولنا
 مور ضعیف ہے ولی خاک قدم ٹھارے
 بلکہ ضعیفی منیں اُس تے نبل بولنا

(۵۶)

تجھ حسن عالم تاب کا جو عاشق شیدا ہوا
 ہر خوب رو کے حسن کے جلوے سوں بے پروا ہوا
 دیکھا ہے تیری زلف کے حلقے کو جن نے یک نظر
 تجھ خال کے نقطے من و بے سرو بے پا ہوا

جس وقت سوں تجھ قد کے تیں لائے ہیں شاعر فکر کر
 اس وقت سوں عالم منیں نرخی سخن بالا ہوا
 ہیں صلح کل کے گوہراں میرے سخن سوں جلوہ گر
 از بس کہ وسعت مشربی سوں دل مرادریا ہوا
 پایا ہے جگ میں اے ولی وہ لیلیٰ مقصود کوں
 جو عشق کے بازار میں مجنوں نمون رسوا ہوا

(۵۷)

تجھ برہ کی آتش منیں دل جل کے انگارا ہوا
 اس کے اُپر چلنے کوں جیو جیوں عنبر سارا ہوا
 تجھ لکھ کے مصحف کے بھتر آیت جو دیکھی تہر کی
 ہیبت سوں جیوں زیر و زبر دل ٹوٹ سیپارا ہوا
 فریاد کے تیشے سوں مجھ ادھکا ہوا ہے غم ترا
 ہر آہ دل کوں چیرنے سینے بھتر آرا ہوا
 گلشن منیں اس خلق کے و دکھ ہے تیرا رشک گل
 شبنم عرق کا جب اڑا ا فلاک کا تارا ہوا
 مجھ نین کے یعقوب کی نظارہ بازی پسیر تھی
 یوسف کے دیکھے سوں جواں بھر آج نظارا ہوا
 مارا ہے جس کوں اے صنم و درات دن تجھ پاس ہے
 دامن کوں بلکا گرد ہو تجھ راہ کا مارا ہوا
 غافل نہ رہ اے سنگ دل ہرگز ولی کے حال سوں
 جس آہ کی آتش کوں سن خارا کا دل پارا ہوا

(۵۸)

تجھ مکھ کا یوتل دیکھ کر لالے کا دل کالا ہوا
تجھ دور خط سوں طوق جیوں مہتاب پر ہالا
مستی منیں محشر تلک کو نین کوں بسر ہے دو
جو تجھ نین کے جام سوں مدھ پی کے متوالا ہوا
گل زار کے مبحث منیں تھی راستی کی گفتگو
نمشاد پر تجھ سرو کا اکثر سخن بالا ہوا
کا جل نین کا دیکھ کر بولے ہیں یوں جادو گر
عشاق کی تسخیر کوں یو سحر بنگا لا ہوا
غمزاں کی فوجاں باندھ کر آئے ہیں راوت نین کے
ہر مو پلک کا ہاتھ میں اُن کے سو جوں بھالا
جلتا ہے دوزخ رات دن تیرے جلے کے رشک
مشتاق تیرے درس کا جنت سوں نروالا ہوا

سٹ نین کی شمشیر کی ادھڑ وٹی کے دل اُپر
تیرے شکار ستاں میں یو پنجیر ہے پالا ہوا

(۵۹)

جب صنم کوں خیال باغ ہوا طالب نشہ شراب ہوا
فوج عشاق دیکھ ہر جانب ناز میں صاحب دماغ ہوا
رشک سوں تجھ لبوں کی سرخی پر حبسگر لالہ داغ داغ ہوا
دل عشاق کیوں نہ ہوے روشن جب خیال صنم چراغ ہوا
اے وٹی گل بدن کوں باغ میں دیکھ

دل صد چاک باغ باغ ہوا

(۶۰)

جلوہ گرج سوں دو جمال ہوا نور خورشید پا کمال ہوا
فیض تشبیہ قد دلبر سوں سرو گلشن منیں نہال ہوا
نشہ سبزی خطِ خوباں والی عالم خیال ہوا
یاد کر تجھ بھواں کی بیت بلند ماہِ نو صاحب کمال ہوا

دیکھ کر تجھ نگاہ کی شوخی ہوش عاشق رم غزال ہوا
 حسن اس دل ربا کادمت سوں عکس آئینہ خیال ہوا
 وصف میں تجھ بھواں کے ہر مصرع ثانی مصرع ہلال ہوا
 جس نے دیکھا ہے تجھ نگہ کی تیغ پھر کے جینا اسے محال ہوا
 عزل مجنوں کے بعد مجھ کوں وتی
 صوبہ عاشقی بحال ہوا

(۶۱)

جب تجھ عرق کے وصف میں جاری قلم ہوا عالم میں اس کا ناؤں جو اہر رقم ہوا
 نقطے پر تیرے خال کے باندھا ہے جن نے دل و دائرہ میں عشق کے ثابت قدم ہوا
 تجھ فطرت بلند کی خوبی کوں لکھ قلم مشہور جگ کے بیچ عطار و رقم ہوا
 طاقت نہیں کہ حشر میں ہووے ووداد خواہ جس بے گنہ یہ تیری نگہ سوں ستم ہوا
 بے منت شراب ہوں سرشار انبساط تجھ نین کا خیال مجھے جام جم ہوا
 جن نے بیاں لکھا ہے مرے رنگ زرد کا اس کوں خطاب غیب سوں زریں رقم ہوا
 شہرت ہوئی ہے جب سے ترے شعر کی دلی
 مشتاق تجھ سخن کا عرب تا عجم ہوا

(۶۲)

تصویر تیری دیکھ کر سارا جگت حیراں ہوا تجھ زلف کے کوچے میں دل جا کے سرگرداں ہوا
 ابرو کی کشتی مت چھپا اس وقت اے دریائے حسن تجھ نین کی گردش سنی عالم میں طوفاں ہوا
 نہیں خال تیرے لکھ اپریہ دل ہے اس کا اے صنم تیری زلف کوں دیکھ کر جو دشمن ایماں ہوا
 سنبل پڑیا ہے دام میں تجھ زلف کے اے گل بدن تجھ خطا کی خوبی دیکھ کر فرماں میں نافرماں ہوا
 وہ عاشقی کے کش میں ثابت ہے دائم اے دلی تجھ سے کہاں ابرو اوپر جو جو سوں قرباں ہوا

۱۱۲

(۶۳)

عشق سوں تیرے صنم جیو پہ طوفاں ہوا
اے گل باغ ادا، سرو ترے قدانگے
درد سوں آیا مری شام پہ روز سہ
کنج میں تجھ عشق کے جن نے کیا ہے مقام
مسکن اشکِ نین سا حل داماں ہوا
دل پہ ہر آزاد کے صورت سوہاں ہوا
صبح کا مجھ حال سوں چاک گریباں ہوا
اس کوں ٹوٹا بوریا تخت سلیمان ہوا
عشق سوں تیرے صنم صورت انساں ہوا
تب سوں ہر اک زخم دل باب گلستاں ہوا
مدِ نگہ چوب دار ہر مژدہ درباں ہوا
جب سوں یو ہندوے خال دشمن ایماں ہوا
جگ کے دل اے برہمن کانپتے ہیں مثل بید

تب سوں ولی کی زباں تیز ہے تجھ وصف میں
تجھ مژدہ شوخ کا جب سوں زباں داں ہوا

(۶۴)

دو مرا مقصود جان و تن ہوا
مثل میناے شراب بزمِ حسن
جس کا مجھ کوں رات دن سُمرن ہوا
حوضِ دل تجھ عکس سوں روشن ہوا
حسن کے گوہر کا توں معدن ہوا
دل مرا صافی میں جیوں درپن ہوا
بس کہ یادِ حسن حیرت بخش ہے

جو ولی ہے مرجع ہر جزو کل
دو مرا مقصود جان و تن ہوا

(۶۵)

ہرا نچھو تجھ غم میں اے رنگیں ادا گل گوں ہوا
غیرت گل زارِ جنت دامن پُر خوں ہوا

ہے پسند طبع عالی مصرع سر و بلند

جب سوں گلشن میں ترا قد دیکھ کر موزوں ہوا
رات دن آنکھواں میں اپنے شاستر کرتا ہے تر
اے برہمن دیکھ تجھ کوں بید خواں مجنوں ہوا
گر نہیں ہے خنجر بے داد خواں کا شہید
دامن صد چاک گل کس واسطے پُر خوں ہوا
ہر غزل میں وصف لکھتا ہے ترے بے اختیار
تجھ نگاہ با ادا سوں جب ولی مومنوں ہوا

(۶۶)

تجھ لبِ مٹھے کوں دیکھ پھکا انگلیں ہوا، چیں جبیں کو دیکھ خجل نقش چیں ہوا
مجھ دل کے دائرے میں سویدانہ بوجھ توں تجھ خال کا خیال مجھے دل نشیں ہوا
مسجد آفتاب ہوا ہے شرف سوں آج وہ نقش پاک زینت رے زمیں ہوا
تو جہاں رہتا ہے وہاں تجھے دیکھتا ہوں تجھ یاد میں زبس کہ یو دل دور میں ہوا
تجھ زلف کا خیال کہ وہ رشک مشک ہے عنبر سوں موج بحر میں جا ہم نشیں ہوا
پی کی گلی نگاہ کر وہ ہے عجب مکاں اس اشرف المکاں میں یو دل جائیں ہوا
ہے آج مجکوں جگ میں وتی دست گاہ جم
اس کا خیال دل منیں نقش نگیں ہوا

(۶۷)

تخت جس بے خانماں کا دشت دیرانی ہوا سر اُپر اس کے بگولاتاج سلطانی ہوا
کیوں نہ صافی اس کوں حاصل ہو جو شل آرکا اپنے جوہر کی حیا سوں سر بسر پانی ہوا
زندگی ہے جس کوں دائم عالم باقی منیں جلوہ گر کب اُس اُنکے یو عالم فانی ہوا

بے کسی کے حال میں یکاں میں تنہا نہیں غم ترا سینے میں میرے ہمدم جانی ہوا
 اے ولی غیرت سوں سورج کیوں جلے نہیں رات دن
 جگ منیں دو ماہ رشک ماہ کنعانی ہوا

(۶۸)

پھر میری خبر لینے و وصیاد نہ آیا شاید کہ مرا حال اسے یاد نہ آیا
 مدت سستی مشتاق ہیں عشاق جفا کے بے داد کہ و دظالم بے داد نہ آیا
 جاری کیا ہوں مجھے رواں اشک رواں سوا افسوس کہ و غیرت شمشاد نہ آیا
 جس غم منیں موزوں کیا ہوں آہ کا مصرع و مصرع دل چسپ پری زاد نہ آیا
 پہنچی ہے ہر اک گوش میں فریاد ولی کی
 لیکن و و صم سننے کوں فریاد نہ آیا

(۶۹)

افسوس اے عزیزاں و صم بر نہ آیا مجھ درد کی خبر سن و بے خبر نہ آیا
 بیمار پر برہ کے نہیں گئی کہ مہرباں ہو مجھ دکھ کے پوچھنے کو جز درد سر نہ آیا
 مدت تلک جنگل میں دیوانہ ہو پھر ایں آخر کوں و پری رومیری نظر نہ آیا
 آزاد سوں سنیابوں یہ مصرع مناسب ”جس سوں و دیار ملتا ایسا مہر نہ آیا“
 کیوں عاشقاں کی صف میں پاویں و و خرد جن کی انکھیاں کے اوپر خون جگر نہ آیا
 میں غم سوں گل سراپا جیوں مو ہوا ہوں لیکن مجھ ناتواں کی جانب و مو کمر نہ آیا
 عشاق مستفق ہو کہتے ہیں جان و دل سوں ہرگز زمیں کے اوپر تجھ سا بشر نہ آیا
 کچھ نقد جاں کا کھونا تخصیص نہیں ولی کی
 نہیں گئی کہ تجھ گلی میں دل کوں بسر نہ آیا

(۷۰)

بے داد ہے بے داد کہ دویار نہ آیا فریاد ہے فریاد کہ غم خوار نہ آیا
صد حیف ہے صد حیف کہ و ناز و اداسوں یک بار مرے بر منیس دل دار نہ آیا
اغماض کیا چلتا رہا مجھ کوں نہ پوچھا کیا اُس کوں مرے حال پہ کچھ پیار نہ آیا
میں جو کوں رکھیا عشق کے بازار میں لیکن ہیہات مرے جیو کا خریدار نہ آیا
کیا ہے سبب اس وقت ولی جو کوں لینے
لے ہات خنجر قاتل خوں خوار نہ آیا

(۷۱)

صد حیف کہ دویار مرے پاس نہ آیا میرا سخن راست اسے راس نہ آیا
بیگانی لگی بات یگانے کی عجب ہے آخر کوں اُسے غیروں و سو اس نہ آیا
بلبل کی نمط نالہ و زاری میں ہوں نہیں افسوس و دگل دستہ خوش باس نہ آیا
اس یار وفادار سوں مجھ آس تھی لیکن ہرگز و دبھانے کوں مری پیاس نہ آیا
میں انہ نمط تن کوں گلایا ہوں پس کے دو باغ محبت کا انتاس نہ آیا
جس باج مرے سینے پہ ہر آن ہے یک سال اُس ماہ بناتن پہ مرے ماس نہ آیا
یو بات ولی دل کی سیاہی سوں لکھا ہوں
وہ نور نین حیف مرے پاس نہ آیا

(۷۲)

ترے بن مجھ کوں اے ساجن یو گھر اور بار کرناں کیا
اگر تو نا اچھے مجھ کن تو یو سنار کرناں کیا

لے ن ا، ۷ فریاد ہے، فریاد۔

لے ن ا، ۷، ۷، ۷ بے داد ہے بے داد۔

مُنڈی گردن منے بھا کر اپس کے آپ منصف ہو

نگارا یونچہ بک بک کراتا بزار کرناں کیا

اگے جب سوں نہ آنے کی تھی غسامن میں تمنا کے

تو مجھ سے دکھ بھری سوں پھر جھوٹا اقرار کرناں کیا

پتیارا نہیں ترے کہنے کا چپ حیران کرنا ہے

جو من میں نہیں چھ ملنے کا تو پھر تکرار کرناں کیا

ترے آنے کی باٹ اوپر بچھائے ہوں میں آنکھیاں کو

توں بیگی آ، کہ تجھ بن مجھوں یہ گھر دوار کرناں کیا

تمہیں ملنے سوں گر اپنے سہاگن نا کر دگے مجھ

تو جوڑا گجری کا اور کر یلا دھار کرناں کیا

جو کئی جالے پرت کی آگ میں تن من کو یوں اپنے

ولی سنگم بنا، ایسے کوں پھر آدھار کرناں کیا

(سہ)

پرت کی کنٹھا جو پہنے اسے گھر بار کرناں کیا

ہوئی جو گن جو کئی پی کی اسے سنار کرناں کیا

جو پیوے نیریناں کا اسے کیا کام پانی سوں

جو جھوٹ دکھ کا کرتی ہے اسے آدھار کرناں کیا

سکھی تمنا کوں ارزانی یہ کسوت ہو زری نہ سب

دو ہے جو جیوں سوں بزار اسے سنگھار کرناں کیا

۱۱۷ یہ غزل بہت قدیم نسخوں میں نہیں ہے۔

خجالت کی گرد آنکھوں کے پانی سوں گلابے میں
 بنانے غم کے گھر مجھوں دو جا معمار کرناں کیا
 نہیں کئی دھرم دھاری جو کہے یتیم سوں سمجھا کر
 کہ دکھیا کوں بکھو ہی سوں اتا بیزار کرناں کیا
 محل دل کا تری خاطر بنایا ہوں میں دل جاں سوں
 جدائی سوں اسے یک بارگی مسمار کرناں کیا
 سہیلیاں جب تلک مجھ سوں نہ بولیں گے ولی آکر
 مجھے تب لگ کسی سوں بات ہو رگفتار کرناں کیا

(۷۴)

اہل گلشن پہ ترے قد نے جب امداد کیا ، اولاً سرو عنامی سستی آزاد کیا
 اس کی تعظیم ہوئی اہل چین پر لازم بلبیل باغ نے جب مصحف گل یاد کیا
 روز ایجاد تری چشم سوں اے نور نظر حسن کی فردیہ دیوان ازل صا د کیا
 جن نے عشاق کے چہرے کوں دیار نگینا ز معنی ناز کوں تجھ قد سستی ایجاد کیا
 سب سوں ممتاز ہوا سلسلہ معنی میں دل دیوانہ کوں جب عشق نے ارشاد کیا
 سینہ بلبیل قمری کوں کیا مخزن درد جب کہ اس سر دے سیر گل و شمشاد کیا
 آج تجھ یاد نے اے دلبر شیریں حرکات آہ کوں دل کے اُپر تیشہ فرہاد کیا
 اے ولی جب سوں کیا عشق میں تحصیل جنوں
 روح مجنوں نے اپس کا مجھے استاد کیا

(۷۵)

مستی نے تجھ نین کی مجھے بے خبر کیا دل کوں مرے بھواں نے تری جیوں بھنور کیا
 تیری نگہ کے تیر کی ہیبت کوں دل میں رکھ سورج نے تن اپسا کا سرا سر سپر کیا

تجھ مہر کا ہوا ہے دل و جاں سوں مشری
 جب سوں ترے جمال پہ مہ نے نظر کیا
 تب سوں ہوا ہے محمل لیلیٰ کی شکل دل
 جب سوں ترے خیال نے دل میں گزر کیا
 جیوں سرو بے خزاں ہے جہاں میں و دبیر
 تیرے قد بلند پہ جن نے نظر کیا
 ہر شب تری زلف سوں مطول کی بحث تھی
 تیرے دہن کوں دیکھ سخن مختصر کیا
 حق تجھ عذار دیکھ کے سُر چاہے رنگ گل
 پیدا ترے لباًں ستی شہد و شکر کیا
 دیکھا ہے یک نگہ میں حقیقت کے ملک کوں
 جب بے خودی کی راہ میں دل نے سفر کیا
 تیرا یو شعر جگ میں موثر ہے اے دلی
 تو دل میں ہر ایک کے جا کر اثر کیا

(۷۶)

دل میں جب عشق نے تاثیر کیا
 فرد باطل خط تدبیر کیا
 بند کرنے دل و حشت زدہ کوں
 دام زدہ زلف گرہ گیر کیا
 موج رفتار نے تجھ قد کی صنم
 سرو آزاد کوں زنجیر کیا
 سبز بختوں میں اسے لکھتے ہیں
 وصف تجھ خط کے جو تحریر کیا
 جزالم اس کوں نہ ہوئے حاصل
 عشق بے پیر کوں جو پیر کیا
 شمع مانند جلی اس کی زباں
 جن نے مجھ سوز کی تقریر کیا
 گر یہ و گردِ ملامت سوں و لی
 خانہ عشق کوں تعمیر کیا

اے کئی دیوانوں میں اس غزل کا دوسرا مطلع اور دیکھا گیا۔ وہ مطلع ثانی یہ ہے

تجھ قد نے اہل دید کوں کوعالی نظر کیا
 تجھ رخ نے شوق بدر کا دل سوں بدر کیا

کشور دل کوں ترے ناز نے تسخیر کیا فوج مجنوں کوں تری زلف نے زنجیر کیا
 پیچ سوں نقد دل عاشق بے تاب کوں لے زلف کوں اپنی پری روئے گرہ گیر کیا
 عاشق زار سمجھ مجھ سوں ہوا ہے بزار نقد دل دے کے میں دلدار کوں دلگیر کیا
 نالہ شوق نے شعلے کی زباں سوں جیوں بڑا درس میں شوخ کے جا عشق کی تقریر کیا
 کیونکہ ذرات جہاں تجھ کوں پرستش نہ کریں حق نے تجھ حسن کوں خورشید جہاں گیر کیا
 گردِ غم آبِ نین، درد کے معمار نے لے خانہ عشق جگہ سوز کوں تعمیر کیا

اے دلی شوخ کی زلفاں کی سیاہی لے کر
 قصہ حال پریشاں کوں میں تحریر کیا

خدا نے مکھ پہ ترے باب حسن باز کیا قد بلند کوں تیرے تمام ناز کیا
 یو مکھ ترا ہے جیوں مسجد بھواں ہیں جیوں محراب انکھیاں سوں جا کے میں دھواں عشق کی نماز کیا
 گھلا ہوں شمعِ نطاس کے مکھ کے پر تو سے کہ جس کی یاد کی آتش نے تن گداز کیا
 فدا کیا ہوں یو قامت اُپردل دھواں کوں کہ مجھ کوں شورِ قیامت سوں بے نیاز کیا
 کمند شوق میں کھینچا ہے زہرہ رویاں کو تری زلف کی حکایت کوں جو دراز کیا
 مثال زلف پری دل کی فوج بیچ شکست تری نگاہ نے جب آ کے ترک تاز کیا
 خدا دیا ہے مجھے صد ہزار عجز و نیاز جو سر سوں پانوں ملک تجھ کوں شکل ناز کیا
 دلی ایس کے قدم بوس کے شرف سوں مجھے
 ہزار شکر کہ دلبر نے سرسرازا کیا

(۷۹)

صحن گلشن میں جب خرام کیا سرو آزاد کوں غلام کیا
حق ترا جگ میں کیوں نہ ہو حافظ کہ تجھے حافظ کلام کیا
کاملیت کا تجھ کوں تھا دعویٰ حق نے دعویٰ ترا تمام کیا
دو بھواں ہم سوں کیوں ہوں بانگی ماہ نونے جسے سلام کیا
غمزہ شوخ نے بہ نیم نگاہ کام عشاق کا تمام کیا
حق نے تجھ قد کوں دیکھ مثل الف خوش قد اداں کا تجھے امام کیا
کاف کوئی ہے تجھ کمر کا بیچ جگ میں اس کو سر کلام کیا
تجھ دہن نے کہ میم معنی ہے دل سیما میں مقام کیا
تا کہے خلق تجھ کوں ماہ تمام زلف تیری کوں حق نے لام کیا
گل رھاں خوف سوں ہوئے یکسو تجھ نگہ نے جب اہتمام کیا

نام تیرا دل نے اے اکمل
شوق سوں ورد صبح و شام کیا

(۸۰)

تجھ زلف کے مشتاق کوں مشک عنبر سوں کام کیا
طالب جو تیرے لب کے ہیں اُن کوں شکر سوں کام کیا
بوجھے ضرر کوں جو نفع اور نفع کوں بوجھے ضرر
اُس عاشق ممتاز کوں نفع و ضرر سوں کام کیا
جو بھید سوں محرم نہیں ہو طعن عاشق پر رکھے
یو عاشق جاں باز کوں اس بے خبر سوں کام کیا

غافل قیامت کے بھتر اپنے کیے کوں پائیں گے
 جو کام کہتے بھاں درست ان کوں حشر سوں کام کیا
 یو شعر سن دل سوں ولی خطرہ گہر کا کارٹ سٹ
 میرا سخن جس کن اچھے اس کوں گہر سوں کام کیا

(۸۱)

ہے قد ترا سراپا معنی ناز گویا
 معنی طرف چلیا ہے صورت سوں یوں مراد
 پوشیدہ دل میں میرے آتا ہے راز گویا
 سورت سستی چلیا ہے کعبے جہاز گویا
 ہر تار تجھ نگہ کا ہے تار ساز گویا
 کرتی ہیں تیری پلکاں مل کر ناز گویا
 کتیا ہے صرف اس میں ناز و نیاز گویا
 رکھتا ہے مجھ برابر و فکر دراز گویا
 وہ قاتل ستم گر آتا ہے یوں ولی پر
 جلدی سوں کھیدا و پر آتا ہے باز گویا

(۸۲)

چشم دلبر میں خوش ادا پایا
 سیر صحرا کی توں نہ کر ہر گز
 عالم دل کوں مبتلا پایا
 دل کے صحرا میں گر خدا پایا
 جب نہ آیا تھا شکم مادر میں
 ابتدا سوں نہ انتہا پایا
 اسم اللہ و مہم احمد ہے
 حق ستیں حق کوں حق نما پایا
 حفظ کرنے کوں مصطفیٰ رو کوں
 فیہ خیراً و حافظا پایا
 بعد شاہ نجف ولی اللہ
 پیر کامل علی رضا پایا
 اس معانی کوں بوالہوس ناداں
 کیوں کے سمجھے ولی نے کیا پایا

رویت ب

(۸۳)

ترے جلوے سولے ماہِ جہاں تاب ہوا دل سر بسردریا کے سیلاب
ترے مکھ کے سُرج کوں دیکھ جیوں برب ہوئے ہیں عاشقاں سرتا قدم آب
رکھوں جس خواب میں تجھ لب اُپر لب مجھے شکر سوں شیریں تر ہے دو خواب
تری نیناں دو قاتل ہیں کہ جن پاس دوا برو کی ہیں دو تیغ سیہ تاب

وئی تجھ سوز میں اے آتشیں خو
سراپا ہے بہ رنگ شعلہ بے تاب

(۸۴)

کیوں ہو سکے جہاں میں ترا ہم سر آفتاب تجھ حسن کی اگن کا ہے یک اُگلے آفتاب
دیکھا جو تجھ کوں آپ سوں روشن جگت میں شرموں لیا نقاب زریں مکھ پر آفتاب
آیا ہے نقل لینے ترے مکھ کتاب کی تار خطوط سیتی بنا مسطر آفتاب
گرمی سوں بے قرار ہو نکلیا سنے کوں کھول تجھ عشق کا پیا ہے مگر ساغر آفتاب
ہندو سُرج کوں دور سوں نت پوجتے ولے ہندوے زلف کے ہے بغل بھیتر آفتاب
جن نے ترے جمال پہ کیتا ہے یک نظر دیکھا نہیں و دیکھ کے نظر بھر کر آفتاب
پو جا کوں تجھ درس کی ہو جو گی فلک اُپر نکلیا ہے پہن جامہ خاکستر آفتاب
تجھ مکھ کے آفتاب اُپر گر کرے نگاہ پنہاں ہو ہر نظرستی جیوں اختر آفتاب

جگ میں وئی سو کس کوں برابر کہے ترے
ذرے سوں ہے نزدیک ترے کتر آفتاب

لے کیا

(۸۵)

ترے مکھ پر اے نازنیں یونقاب جھلکتا ہے جیوں مطلع آفتاب
 ادا فہم کے دل کی تسخیر کوں تراقہ ہے جیوں مصرع انتخاب
 بجاہے ترے حسن کی تاب سوں تری زلف کھاتی ہے گریب و تاب
 نظر کر کے تجھ مکھ کی صافی اُپر ہوئی شرم سوں آرسی غرقِ آب
 ترے عکس پڑنے سوں اے گل بدن عجب نہیں اگر آب ہو دے گلاب
 ترے وصل میں اس قدر ہے نشاط کہ مغل کوں آئے ہے راحت سوں خواب
 کریں بخت میرے اگر ٹلک مدد
 ولی اُس سجن سوں بلوں بے حجاب

(۸۶)

جب سوں دو نازنیں کی میں دیکھا ہوں چھب عجب
 دل میں مرے خیال ہیں تب سوں عجب عجب
 جاتا ہے دن تمام اسی مکھ کی یاد میں
 ہوتا ہے فکر زلف میں احوال شب عجب
 قطعہ

بے تاب ہو کے مثل گدایاں نزدیک جا
 بے باک ہو کے تب یو کیا میں طلب عجب
 دونین سوں ترے ہے دو بادام کا سوال
 سن یو سوال دل میں رہا پتہ لب عجب
 بولیا مری نگاہ کی قیمت ہے دو جہاں
 جس دیکھنے سوں دل میں ترے ہے طرب عجب

اس دولتِ عظیم کوں یوں مفت مانگنا
 لگتی ہے بات مجھوں تری بے ادب عجب
 کیتا میں اس سوال میں دو جا بھی اک سوال
 کہ بہرہ مند لب سوں کہ تیرے ہیں لب عجب
 یک بار اس سوال میں سن یہ دو جا سوال
 دل میں رہا اپس کے دو شیریں لقب عجب
 اڈل تو شوخ آ کے غضب میں غصہ کیا
 سرتا قدم دو ناز اٹھایو غضب عجب
 جیو میں اپس کی ہمت عالی پہ کر نظر
 شیریں لبوں سوں اپنے چکھایا رطب عجب
 اس شعر کی یہ طرح نکالا ہے جب ولی
 یو اختر اع سن کے رہے دل میں سب عجب

(۸۷)

ملیا دو گل بدن جس کوں اُسے گلشن سوں کیا مطلب
 جو پایا وصل یوسف اُس کوں پیرا ہن سوں کیا مطلب
 مجھے اسباب خود بینی سوں دامنِ عکس ہے دل میں
 کیا جو ترک زینت کوں اُسے درپن سوں کیا مطلب
 سخنِ صاحبِ سخن کے سن کے ملنے کی ہوس مت کر
 جو اہر جب ہوئے حاصل تو پھر معدن سوں کیا مطلب
 عزیزاں باغ میں جانا نیٹ دشوار ہے مجھ کوں
 گلی گل رو کی پایا ہوں مجھے گلشن سوں کیا مطلب

وہی جنت منیں رہنا نہیں درکار عاشق کوں
جو طالب لامکاں کا ہے اسے مسکن سوں کیا مطلب

(۸۸)

ہوا تجھ غم سوں جاری شوق کا طومار ہر جانب
ہوا ہے گرم تیرے عشق کا بازار ہر جانب
تماشا دیکھ اے لیلیٰ کہ تیرے غم کی گردش میں
بگولے کی نمط پھرتا ہے مجنوں خوار ہر جانب
برہ میں دیکھ کہ فریاد پر شیریں کو سنگیں دل
اسی فریاد میں ہے رات دن کہسار ہر جانب
زبان حال سوں مجھ کوں کہا زکس نے سمجھا کہ
کہ اُس انکھیاں کے ہر گلشن میں ہیں بیمار ہر جانب
ہوا ہے مست اس کے جام لب سوں باغ میں لالہ
کہ جس کے مکھ کے جلوے سوں گھلا گلزار ہر جانب
تمسک نہر سوں اس کی رکھا ہوں خیر سوں دل میں
کہ جس کے خال و خط کی جگ میں ہے گفتار ہر جانب
تفصص کر کے دیکھا میں ہراک کے مدرسے میں جا
اسی کے حسن کے مطلب کا ہے تکرار ہر جانب
ہراک لبریز ہے خم تجھ محبت کے اثر سیتی
ہراک ساغر تری نیناں سوں ہے سرشار ہر جانب
وہی تجھ طبع کے گلشن میں جو کئی سیر کرتے ہیں
وہ تجھ کر لے جاتے ہیں گل اشعار ہر جانب

رویت

(۸۹)

مَدّت کے بعد آج کیا جوں ادا سوں بات
 کھلنے سوں اس لبّاں کے ہوا حل مشکلات
 دیکھے سوں آج مجھ پہ شبّاں روز نیک ہے
 ووزلف و مکھ کہ جس سوں عبارت ہے دیں ورا
 میٹھی تر کا یو بات اے نت نبات ریز
 گویا رکھے ہیں لب میں ترے مایہ نبات
 ظلمات سوں نکل کے جہاں میں عیاں اچھے
 گر حکم لیوے لب سوں ترے چشمہ حیات
 تجھ ناز ہو راداسوں مر کا یہ ہے عرض غرض
 یا عین التفات ہو یا حکم التفات
 تب سوں اٹھا ہے دل سوں مرنے غیر کا خیال
 تیرا خیال جب سوں ہوا ہے مرے سنگات
 اُس وقت مجھ کوں عیش دو عالم ملے ولی
 جس وقت بے حجاب کروں پیو سنگات بات

(۹۰)

سبز چیرے نے ترے اے سبز بخت زہر قاتل ہو کیا جیو لخت لخت
 مجھ دل مجروح کے حق میں سبجن مت ہو جیوں الماس ہرگز سینہ سخت
 حسن کے کشور کاتوں ہے بادشاہ ہے تجھے ناز و ادا کا تاج و تخت

مکھ اُپر تیرے ہے ایسا جھل جھلاٹ جس کے دیکھے ہوش نے باندھیا ہے رخت
 کر و آئی پر ٹک عنایت کی نظر
 سن یو میرا حرف اے فرخندہ بخت

(۹۱)

سجھن ہے بس کہ تیرے حسن عالم گیر کی شہرت
 سکندر کوں ہوئی حاصل مثال آرسی حیرت
 چلیا دہشت سوں ڈرتا کانپتا مشرق سوں مغرب کوں
 فلک اوپر سرج جب سوں سنا تجھ حسن کی شہرت
 نہ ہو دے مرگ کی تلخی سوں ہرگز آشنا جگ میں
 تری شمعیں زبانی کا ملے عاشق کوں گرشہرت
 تری آنکھیاں کی گردش نے کیا ساغر کو سرگرداں
 تری زلفاں کے حلقے نے کیا گرداب کوں چکرت
 جگت کے دل ربایاں کا ہوا تجھ میں ظہور آکر
 زلف ہے کشن، رخ بدری و لب مصری سخن امرت
 نہ ڈھونڈو شہر میں فرہاد و مجنوں کا ٹھکانا تم
 کہ ہے عشاق کا مسکن کبھو صحرا کبھو پریت
 و آئی کوں اے سجن گاہے عطا کر بھیک درسن کی
 دیا ہے لطف سوں تجھ کوں خدا نے حسن کی دولت

(۹۲)

سینے میں ہے تجھ ابروے پیوست کی نشست
 جیوں تیر دل میں ہے نگہ مست کی نشست

تجھ زلف کج کا دل منیں بیٹھا ہے یوں خیال
 ماہی کے جیوں گلے منیں ہے شیش کی نشست
 تیرے دونین دل میں مرے فتنہ خیز ہیں
 مشکل ہے ایک ٹھار دو بدست کی نشست
 تیری نگہ کے باز سوں ہے مرغ دل کا حال
 جیوں تن پہ ناتواں کے زبردست کی نشست
 تا سرخ رنگ کوں زرد کرے اس سبب یوغم
 دل میں وئی کے مس میں ہے جیوں جست کی نشست
 (۹۳)

زباں حال سوں کہتا ہے یوں شمشاد ہر ساعت
 پڑیں گے قید میں اس قد کوں دیکھ آزاد ہر ساعت
 بچے گا کب تلک اے طائر دل زور وحشت سوں
 نگہ کا دام لے آتا ہے دو صیاد ہر ساعت
 ہوا ہے جبستی پروانہ دل اے شمع رو تیرا
 نگہ تجھ چشم کن جاتی ہے بہر صا د ہر ساعت
 ایس کی چشم مے گوں سوں دکھا کر گردش ساغر
 صنم کہتا ہے میرے ہوش کوں برباد ہر ساعت
 ترا خط خوف میں ہے ہاتھ سوں مقراض کے دائم
 کہ جیوں رکھتا ہے کو دک دہشت استاد ہر ساعت
 نہیں یک عاشق و معشوق اس کے درد سوں خالی
 گل و بلبل سوں سنتا ہوں یہی فریاد ہر ساعت

وئی مجھ دل میں بستا ہے خیال اُس سر و قامت کا
کہ جس کے شوق سوں جنبش میں ہے شمشاد ہر ساعت

(۹۴)

لب ترے پر کہ روح کا ہے قوت کاتب ناز نے لکھا ہے سکوت
نشہ بخشی میں مے سوں بہتر ہے تجھ لبوں کی مفسر جہ یا قوت
اس کے دیکھے سوں کیوں رہے طاقت جس کی باتاں سوں دل ہوا مبہوت
جو مواد داغ عشق سوں اس کوں تختہ لالہ سوں کرو تا یوت

اے وئی سبزہ لب دلبر
خوش نمائی میں ہے خط یا قوت

(۹۵)

کیا اس بات نے مجھ دل کوں مبہوت کہ کیوں آتا نہیں دور روح کا قوت
بجا ہے گر شہید سر و قد کوں بنادیں چوب سوں طوبی کے تابوت
روایت خضر سوں پہنچی ہے مجھ کوں کہ اُس کا خط ہے موج آب یا قوت
دے پلکاں سوں تجھ انکھیاں کی یودھج کہ جیوں بر چھی پکڑ نکلے ہیں رجوت

وئی اس خوش بچن کی بات سر کہ
کہ اُس کی بات ہے عشاق کا قوت

(۹۶)

گمراہ ہیں تجھ زلف میں کئی اہل ہدایت یہ باٹ ہے ظلمات کی نئیں جس کوں نہایت
غمزے نے کیا ظلم مرے دل پہ سوتس پر کرتے ہیں ترے نین دو ظالم کی حمایت
عشاق کا ہے خون روا عشق کی رہ میں تجھ نین کے مفتی سوں سنیا ہوں یہ روایت
یو مکھ ہے ترہور و انوار الہی نازل ہے ترے حسن پہ سب حق کی عنایت

ہر درد پہ کر صبر و آئی عشق کی رہ میں
عاشق کو نہ لازم ہے کرے دکھ کی شکایت
(۹۷)

خواباں کی ہر ادا سوں ہے نازک اداے بیت
معنی سستی بنا ہے نقابِ حیاے بیت
مت شعر پر تو چشمِ حقارت سوں کر نظر
مانند ابرو واں کے انکھیاں پر ہے جاے بیت
معنی کی صورت اس میں ہوتی ہے جلوہ گر
روشن ہے آرسی سوں رخ با صفاے بیت
دو مصرعِ بلند ہے معنی میں مہرباں
لیا تا ہے چیں بھواں منیں ظاہر براے بیت
اس کے سوا دِ زلف سوں عالم میں لے و لی
کعبہ نمون سید ہے سراپا رداے بیت

رویت ث

(۹۸)

ملتا نہیں ہے مجھ سوں وودل دار الغیاث
اس بے وفا کے جور سوں صد بار الغیاث
مجھ دل کا دیکھ حال پریشاں ہو آپ سوں
کرتے ہیں تیری زلف کے ہر تار الغیاث

نہیں دیکھتا ہے باغ میں زرگس کوں لے صنم
 تیری آنکھیاں کا آج طلب گار الغیاث
 تیری نین کوں دیکھ کے گلشن میں گل بدن
 زرگس ہوا ہے شوق سوں بسمار الغیاث
 بازار میں جہاں کے نہیں کوئی اے ولی
 تیرے سخن کا آج حشر بدار الغیاث
 (۹۹)

شوخی میرا بے میا ہے الغیاث صاحب جو رو بھٹا ہے الغیاث
 دو صنوبر قامت گلزار حسن محشر ناز و ادا ہے الغیاث
 اس کماں ابرو کا ہر تیرے رنگہ جیوں خدنگ بے خطا ہے الغیاث
 پائمال قاتل رنگیں ادا خون عاشق جیوں حنا ہے الغیاث
 ہوں پیا کے شربت لب بن مرصی جس میں گل قند شفا ہے الغیاث
 جن نے دیوانہ کیا ہے حلق کوں دو پر کار و کیا بلا ہے الغیاث
 بیل باغ وفا ہوں میں ولی
 گل سرا پا بے وفا ہے الغیاث
 (۱۰۰)

کدھی میری طرف لالہ تم آتے نہیں سو کیا باعث
 چھبلا مکھ اپس کا ٹک دکھاتے نہیں سو کیا باعث
 جدائی کے پھنسا ہوں دام میں بولو مرے شہہ کوں
 کہ مجھ اس دکھ کے پھاندے سوں چھڑاتے نہیں سو کیا باعث

اے بعض نسخوں میں ردیف ”کیا معنی“ ہے

کیا سب زندگانی کوں فدا تیری محبت میں
 اچھوں لگ بات اپس دل کی سناتے نہیں سو کیا باعث
 ہوا ہے دل مرا مخمور تیرے غم سوں اے سا جن
 اپس کے نین سوں پیلا پلاتے نہیں سو کیا باعث
 ولی اس بات کا افسوس ہے مجھ دل میں دایم
 کہ میری بات کوں خاطر میں لاتے نہیں سو کیا باعث

ردیف ج

(۱۰۱)

ہے جلوہ گر صنم میں بہارِ عتاب آج
 عالم کا ہوش کیوں کے رہے گا عجیبوں میں
 کیا ناز و کیا غرور ہے اُس نو بہار میں
 کیوں مومن ضعیف نہ ہوں غم سوں اے صنم
 تیرے انگے لبوں کے کہ ہیں چشمہ حیات
 اُس کی نگاہ مست سوں معلوم یوں ہوا
 اعجاز حسن دیکھ کہ دور دے باعرق
 کیا بے خبر ہوا ہے معلّم صنم کوں دیکھ
 معلوم نہیں کہ تہا تھ میں شمشیر لے صنم
 کیا آرزو دے وصل کروں اس سوں اے ولی
 دیتا نہیں ہے ناز سوں سیدھا جواب آج

(۱۰۲)

ہے حسن کے نگر میں سجن تجھ کوں راج آج
خوش دلبری کا تجھ کوں ملا تخت و تاج آج
اس ناز ہو ر ادا کے تجمل کوں دیکھ کر
سب دل براں نے آکے دیا تجھ کوں باج آج
پردانہ ہو کے کیوں نہ گرے چاند چرخ سب
فانوس دل میں شوق ترا ہے سراج آج
تجھ زلف کو نہ بخیر یہ رکھ دانت فل مست
کس بھید سوں کنگھی کوں دیا آکے عالج آج
مقد د و د جہاں منیں میرا سو تو پنجہ
جگ میں نہیں کسی سوں ترے باج کالج آج
لب میں ترے مفرح یا قوت ہے سجن
بیمار دل مرے کوں وہی ہے علاج آج
دو شوخ مجھ کوں آکے ملا اس سبب ولی
شادی میں اس کی صرف کیا ہوں میں لالچ آج

(۱۰۳)

جولاں گری میں گرم ہے دوشہ سوار آج
سینے سوں عاشقاں کے اٹھے ہے غبار آج
تجھ اسپ برق تاز کی جولاں کوں دیکھ دل
مانند بھلی کے ہوا بے قرار آج

۱۳۴

بے شک کرے گا خاطر عشاق باغ باغ
 آیا ہے التفات پہ وہ نوبہا آج
 گلزار تجھ جمال کا گلشن میں دیکھ کر
 قرباں ہیں عندلیب ہزاراں ہزار آج
 سینے کے رکھ طبق میں دل چاک چاک کوں
 لایا ہوں میں نیاز بجائے انار آج
 اے آتشیں بہار ترے مکھ کی آب دیکھ
 پیدا کیا ہوا کوں دل خاک سار آج
 ہیں بے شمار دل میں مرے خار خار شوق
 چیرے کوں دیکھ سر پہ ترے نوک دار آج
 گردش ترے نین کی کہ جوں دور جام ہے
 دیکھے سوں اس کے دل کا گیا ہے خار آج
 تیرے نین نے یک نگہ التفات سوں
 عالم کے وحشیاں کو کیا ہے شکار آج
 اطراف آسماں کے ہجوم شفق نہیں
 تجھ رنگ نے ہوا کوں کیا لالہ زار آج
 بر جا ہے آسماں سوں تو اضع طلب کیے
 پایا ہے تجھ کرم سوں وئی اعتبار آج

(۱۰۴)

دیکھے سوں تجھ لبوں کے اُپر رنگِ پان آج
 چونا ہوئے ہیں لالہ رخاں کے پُر ان آج

نکلا ہے بے حجاب ہو بازار کی طرف
 ہر بوا لہوس کی گرم ہوئی ہے دکان آج
 تیرے نین کی تیغ سوں ظاہر ہے رنگ خوں
 کس کوں کیا ہے قتل اے بانگے پٹھان آج
 آخر کوں رفتہ رفتہ دل خاک سار نے
 تیری گلی میں جا کے کیا ہے مکان آج
 اعجاز عشق دیکھ کہ مجھ ناتواں اُپر
 اس سنگ دل کے دل کوں کیا مہربان آج
 کل خط زبان حال سوں آکر کرے گاعذر
 عاشق سوں کیا ہوا جو کیا تو نے مان آج
 البتہ گل پیادہ ہو دوڑیں رکاب میں
 اس نو بہار حسن کی دیکھیں جوشان آج
 تیری بھواں کوں دیکھ کے کہتے ہیں عاشقاں
 ہے شاہ جس کے نام چڑھی یو کمان آج
 گنگا رواں کیا ہوں اپس کے نین سستی
 آ اے صنم شباب ہے روزِ نہان آج
 اے عقل موشگاف تامل سوں کر نظر
 آتا ہے کس ادا سوں وونا زک میان آج
 کیوں دائرے سوں زہرہ جبین کے نکل سکوں
 یک تان میں لیا ہے مرے دل کوں تان آج

میرے سخن کوں گلشن معنی کا بوجھ گلی
 عاشق ہوئے ہیں بلبلی رنگیں بیان آج
 جو دھا جگت کے کیوں نہ ڈریں تجھ سوں اے صنم
 ترکش میں تجھ نین کے ہیں ارجن کے بان آج
 جاناں کوں بس کہ خوف رقیباں ہے دل منیں
 ہوتا ہے جان بوجھ ہم سوں آجان آج
 تجارِ حسن پاس ہیں دو لعلِ بے بہا
 اس جنس آب دار کا لینا ہے دان آج
 شعلے کوں دل کے سہج ہے جانا فلک اُپر
 برپا کیا ہوں آہ سوں میں نہ دبان آج
 کیوں کر رکھوں میں دل کوں ولی اپنے کھینچ کر
 نیں دست اختیار میں میرے عنان آج

ردیف

(۱۰۵)

دستا ہے تجھ جیں سوں سر اسر ظہور صبح
 تجھ دیکھنے کوں جگ میں ہوا ہے عبور صبح
 بے تاب آفتاب ہے تب سوں جہاں منیں
 دیکھا ہے تجھ کوں جبستی اے رشک نور صبح
 تجھ مکھ کی آرسی میں ہے نور خدا عیاں
 روشن ہے تجھ جمال سستی کوہ طور صبح

ظاہر ہیں تجھ بہار میں اسباب عیش کے
 ہے جلوہ گر یو تجھ سستی دار السرور صبح
 تجھ مکھ کا نور جب سوں تماشا کیا ولی
 کر ڈال گا ہے تب سوں جگت میں مرور صبح

(۱۰۶)

برنگ صافی دل کیوں نہ ہو صفائے قدح
 زہے طرب کہ ہوا بزم عیش میں دم ساز
 کیا ہے ساتی عشرت بہار الفت سوں
 اگر اشارت ابرو کرے دو ماہ تمام
 کہ دست آئینہ رو ہے مدام جاے قدح
 صنم کے لعل سوں یا قوت بے بہائے قدح
 خنائے پنچہ رنگیں نگار پائے قدح
 ہلال بزم میں ہو چرخ زن بجائے قدح
 لکھے جو قبر کے تعویذ پر دعائے قدح
 کہ نقد ہوش فلاطوں ہے رونائے قدح
 کہ مئے پرست کے سینے میں کجائے قدح
 عیاں ہے جس کے اُپر جلوہ ضیائے قدح
 ہوا ہے قلقل مینا سوں مجھ اُپر ظاہر
 ہوا ہے صبح کے مانند آفتاب ضمیر
 ولی کے دل سستی اے شوخ احتراز نہ کر
 ہمیشہ انجمن گل رخاں ہے جائے قدح

ردیف

(۱۰۷)

سجمن اول کے زمانے میں یوں نہ تھا گستاخ
 چمن میں مکھ کے ترے مثل تاک ہے سرکش
 اسی دنوں میں ہوا ہے یو کیا بلا گستاخ
 پس کے مکھ پہ نہ کر زلف کوں انا گستاخ
 ترے یوں لب پہ خط سبز کیا ہے بوجھ اسے
 فکر اُپر ہے یو طوطی خوش ادا گستاخ

یو رنگ زرداڑا مجھ ضعیف کوں لے کر ہوا ہے کاہ لے جانے یو کھر باگستاخ
 دلی کے دل میں ہے شوخی سو تجھ ہوا کی اتی
 تری زلف پہ ہوئی جس قدر ہوا گستاخ

(۱۰۸)

مرہ بتاں کی ہیں تجھ غم میں خواب مائل سرخ
 لگی ہے ترک کے پٹکے کوں یا مسلسل سرخ
 سجن کی دیکھ کے میں چشم سرخ خواب آلود
 اپس انکھیاں کوں کیا خواب گاہ مائل سرخ
 کتاب عشق پہ شگرفت اشک خونیں سوں
 پلک کی کر کے قلم کھینچتا ہوں جدول سرخ
 کیا ہے دفع مرے درد سر کوں رونے نے
 ہوا ہے حق میں مرے خون دیدہ صندل سرخ
 شفق نہ بوجھ کہ مجھ آہ آتشیں نے دلی
 فلک کوں جا کے کیا ہے برنگ منقل سرخ

رولف د

(۱۰۹)

ہمیشہ ہے بہار سرو آزاد نہ جاوے دولت حسن خدا داد
 ترے رخ سوں کہ دائم بے خزاں ہے ہوا ہے زیب ور گل زار ایجاد
 ہوا مانند مجنوں مو پریشاں تراقد دیکھ کر گلشن میں شمشاد

کیا ہوں سہو راہ کو چہ غم ہوا ہوں بس کہ تیرے لطف سوں شاد
 خلاصی کیوں کہ پاوے بلبل دل نگاہ مہرباں ہے دام صیاد
 وفا کوں ترک مت کہ ہرگز اے دل محبت ہے وفایں سست بنیاد
 نہیں ہے بے قراری اس کی بے جا
 وئی جس دل میں ہے زلف پری زاد

(۱۱۰)

تجھ گل بدن پہ جگ کے پوئے گل عذار بند
 گلشن میں تجھ بہار کے ہے نو بہار بند
 گلزار میں لٹک کے چلے کر تو یک قدم
 مانند آب آئینہ ہو جو سب بند
 مالی نے تجھ جمال کے گلشن کوں دیکھ کر
 بیجا لجا کے شہر میں بھولاں کے ہار بند
 تیری نین پہ دیکھ میں آہو کوں مبتلا
 بوجھا کہ تجھ نگہ میں ہے وحشت شعار بند
 ہے تجھ شکار بند کی ہر یک کوں آرزو
 خوش و د شکار جن کو لے یو شکار بند
 تجھ قد کوں دیکھ سرو ہے گلشن میں پایہ گل
 آزاد بھاں ہوا ہے سو بے اختیار بند
 امید مجھ کوں یوں ہے وئی کیا عجب اگر
 اس ریختے کو سن کے ہو معنی نگار بند

جب سوں ہوا ترا یو قد دل ربا بلند
مت پست فطرتاں سوں مل اے سروناز
سنتا ہوں ہر طرف سوں صد اے بلا بلند
بیمار گر نہیں یہ تری چشم غمزنہ زن
تجھ قد کا نام جگ میں ہے نام خدا بلند
تجھ ابرواں کوں دیکھ کے کیتا ہے اے صنم
کیوں ہاتھ میں لیے ہیں نگہ کا عصا بلند
گلزار زندگی میں بجز وصل سرور قد
تجھ حق منیں ہلال نے دست دعا بلند
یو آفتاب نہیں کہ عیاں ہے فلک پر

میں عاشقاں کی فوج کا سردار ہوں ولی

مجھ آہ کا ہوا ہے علم تا سما بلند

ہوا ہے گرم توں جب آفتاب کے مانند
زمین پہ کیوں نہ گریں اہل بزم جرعمین
کیا ہے ہوش نے پرواز آب کے مانند
نگاہ گرم کرے گر فلک کے گلشن میں
تری نگہ میں ہے مستی شراب کے مانند
صبح کے غم سوں نکلتا ہے نالہ بے تاب
گل ستارہ گریں گل گلاب کے مانند
یہ رنگ برق اگر جلوہ گر ہوئے گل رو
ہر ایک رگ سستی تار رباب کے مانند
تو فتح قدم شہسوار دل میں رکھ
غبار سینہ ہو پانی سحاب کے مانند
لکھا ہوں بس کہ پری رو کی زلف کی تعریف
سیاہ نامہ ہوا ہوں کتاب کے مانند
ترے فراق میں ہر آہ اے کماں ابرو
گئی ہے چرخ پہ تیر شہاب کے مانند
ترے خیال میں اے بحر حسن دیدہ تر
ہوئے ہیں آب سراپا حباب کے مانند
کیا ہے طرز تغافل نے شوخ کے جگ میں
ہر ایک چشم کوں تسخیر خواب کے مانند
نہ کر سوال مرے درد کی حکایت کا
کہ مجھ زبان پہ ہے حاضر جواب کے مانند

نہ بھول گرم نگاہی پہ شوخ چشماں کی محبت ان کی ہے دھوکا سراب کے مانند
 گر آبرو کی ہے خواہش کسی کی نعمت پر نہ کھول حرص کے دیدے کو قاب کے مانند
 نہ ہو تو فکر سوں دنیا کی مومن باریک سیاہ دل کو کرے گی خضاب کے مانند
 نگاہ گرم سوں اس شعلہ قد نے مجلس میں
 کیا برشتہ ولی کوں کباب کے مانند

(۱۱۳)

تیری نین کی سختی ہے دلبری کے مانند تیری نگاہ موزوں ہے عبہری کے مانند
 ظاہر نہیں کسی پر تجھ لعل کی حقیقت واقف ہوا ہوں اُس سوں میں جو ہری کے مانند
 ہر چند رنگ زردی حاصل ہے عاشقوں لیکن شگفتہ رو ہیں گل جعفری کے مانند
 طاقت نہیں کسی کوں تا اس صنم کوں دیکھے عالم کی ہے نظر سوں پنہاں پری کے مانند
 یہ ریختہ ولی کا جا کر اسے سناؤ
 رکھتا ہے فکر روشن جو انوری کے مانند

(۱۱۴)

چنچل کوں جا کے بولو آبِ بجلی کے مانند اس وقت انکھیاں برستی ہیں بادی کے مانند
 سوزن سوں تجھ پلک کی اے نور جان دیدہ ہر استخوان میں روزن ہے بانسلی کے مانند
 عالم میں جس کے سر پر گل دستہ ادب ہے و کیوں کہے چین کو تیری گلی کے مانند
 گر آرزو ہے تجھ کوں مقصد کے گل کے کھلنا ملک بند کر زباں کوں مکھ میں کلی کے مانند
 مشاق تجھ درس کا اے شمع بزم خوبی
 دیکھا نہیں ہے دو جاہر گز ولی کے مانند

لے (ن) ے لے (ن) ہر

۱۴۲

سخن شناس کے نزدیک نہیں ہے کم نہ یزید
 کسی کے مطلب رنگیں کوں جو کیا ہے شہید
 یہ زلف و خال سیہ نے دیا ہے جگ کوں فریب
 دغا کے دینے میں یک رنگ ہیں یہ پیر و مرید
 کھلا ہے عقدہ دل تجھ پلک لے کی سوزن سوں
 ترے نین کا اشارہ ہے قفل دل کی کلید
 ہوا ہے مشتری اُس رشک مشتری کا دل
 کیا جو اہل خرد کے ہزار دل کوں خرید
 ہوا ہے حق کی توجہ سوں اے ہلال ابرو
 ترا جمال منور و آئی کے دل کی عید

ر د ی ت ذ

اے شکر لب قدسوں تجھ لب کی ہیں باتاں لذیذ
 حرف تر اس کے ہیں جیسے حلوہ سوہاں^{۵۲} لذیذ

لہ (ن) نگہ

۵۲ اس لفظ کی صحیح ترکیب ”حلواے سوہاں“ چاہیے مگر قدما نے اکثر موقعوں پر عرف عام کا لحاظ رکھا ہے۔ اگر لفظ جلّوہ کی طرح لفظ حلّوہ میں ہائے ہوز ہوتی تو یہ ترکیب صحیح ہوتی۔

دل کوں فرحت بخش ہے دائم ترے غم کا ہجوم
 صاحب ہمت کوں نت ہے کثرت مہماں لذیذ
 مت ہراک نا اہل کے ملنے سوں راضی ہو صنم
 ہے نصیحت تلخ ظاہر لیک ہے پنہاں لذیذ
 لذت معنی نہیں کچھ لذت صورت سوں کم
 حرف با معنی ہے جیسے بوسہ خواں لذیذ
 اے ولی ترک علائق دل کوں لذت بخش ہے
 جیوں ہے دنیا دار کوں فکرِ سر و ساماں لذیذ

رولیف

(۱۱۷)

گرچن میں چلے دو رشک بہار
 بلبلان ہر طرف سوں اٹھ دوڑیں
 گل کریں نقد آب و رنگ نثار
 دیکھنے کوں اُسے ہزار ہزار
 زخم دل پر ہے مرہم زنگار
 مئے وحشت سوں ساغر سرشار
 صورت ہوش سوں ہوا بیزار
 مثل نیساں ہے چشم گوہر بار
 آج حیواں کا سر دے بازار
 جن نے دیکھا ہے اس پری رو کوں
 تجھ درس کے خیال میں دائم
 تجھ لب آگے اے مشتری طلعت

اے بہ قدر یک حرکت

بس کہ پایا ہے تجھ جفا سوں شکست خانہ دل ہوا ہے آئینہ زار
اے ولی اس سوں حرف ہوش نہ بچھ
جو ہوا مست جلوہ دیدار

(۱۱۸)

مجھ کوں پہنچی اس شکر لب کی خبر حق شکر خورے کوں دیتا ہے شکر
بو علی سینا اگر دیکھے اسے قاعدے حکمت کے سب جائے بسر
سات پردوں میں رکھو اس کو چھپا آوے گر انکھیاں میں دو نور نظر
مجھ کوں سب عالم کہے باریک میں گر لگے ٹک ہاتھ و دنازک کمر
اس لبوں کا اے ولی طالب ہے دل
جس کے غم سوں لعل ہے خونیں جگر

(۱۱۹)

آیاتوں کمر باندھ کے جب جو رجھا پر میں جی کوں تصدق کیا تجھ بانگی ادا پر
مجھ دیدہ خوں بار میں یک بار قدم رکھ اے شوخ ترا جیو ہے گر رنگ خا پر
انکھیاں ہیں یہ خوبان جہاں کی کہ لگی ہیں بوٹے نہیں زر گس کے صنم تیری قبا پر
تشبیہ جو تجھ خطا کوں دیا مشک ختن سوا عالم کوں ودا آگاہ کیا اپنی خطا پر
دشوار ہے حیرت سوں ولی اس کوں نکلنا
باندھا ہے جو دل اُس رخ آئینہ نما پر

(۱۲۰)

کیتا ہے نظر جب ستی اس رشک پری پر باندھیا ہے جو کئی جیو کوں اُس چھند بھری پر
دیکھے سوں ترے داغ کے جلوے کوں جگر پر کیا خوب اٹھا نقش عقیق جگر پر
چنچل نے نظر ناز سے آہو پہ کیا نیس قرباں ہوا اس چشم کی والا نظری پر

۱۲۵

ہموار کیا آپ اُپر ترک و فاکوں باندھیا ہے کمر ناز سوں اب حیلہ گری پر
 بوجھا ہے وکی تب سستی موہن نے سُر ج کوں
 کیتا ہے نظر جب سستی دستار زری پر

(۱۲۱)

سجمن تجھ گل بدن کا آج نسین ثانی چمن بھیتر
 غلط بولا چمن کیا بلکہ جنات عدن بھیتر
 ترے گلزار رنگین کا جو کئی مقتول ہے اے گل
 وداپنے خوں میں جیوں گل غرق ہے خونین کفن بھیتر
 پڑی ہے دل میں پروانے کے تیرے عشق کی آتش
 ہوئی ہے شمع تیرے مکھ سوں روشن انجمن بھیتر
 تو دو گل پیرہن ہے مصر میں خوبی کے اے موہن
 کہ لاکھاں دل کے یوسف ہیں ترے چاہ ذقن بھیتر
 چمن میں اس سبب جاتا ہوں اے رشک ہزاراں گل
 کہ تیری باس کی پاتا ہوں ملک بو یا سمن بھیتر
 سراپا زندگانی کوں جلاتی ہے ترے شوقوں
 عجب تجھ عشق کی گرمی ہے شمع شعلہ زن بھیتر
 یہ مکھ کی شمع سوں روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس
 وکی پروانگی کرتا تری ملک دکن بھیتر

(۱۲۲)

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر
 راست کیشاں سوں اے کہاں ابرو کج ادائی نہ کر خدا سوں ڈر

مت تغافل کوں راہ دے اے شوخ جگ ہنسائی نہ کر خدا سوں ڈر
 ہے جدائی میں زندگی مشکل آجدا ئی نہ کر خدا سوں ڈر
 عاشقاں کوں شہید کر کے صنم کف خنائی نہ کر خدا سوں ڈر
 آرسی دیکھ کر نہ ہو مغرور خود نمائی نہ کر خدا سوں ڈر
 اُس سوں جو آشنائے درد ہیں آشنائی نہ کر خدا سوں ڈر
 رنگ عاشق غضب سوں اے ظالم کہربائی نہ کر خدا سوں ڈر
 اے ولی غیر آستانہ یار
 جہہ سائی نہ کر خدا سوں ڈر

(۱۲۳)

سنایا جب خبر شادی کی قاصد صبح دم آکر
 منگنا رخصت مرے نزدیک باہر دل سوں غم آکر
 ترے ملنے سوں تار روشن کرے دل کی مجالس کوں
 ہوئی ہے شعلہ زن سینے میں خواہش دم بدم آکر
 بجز تجھ جام لب کے اے پری پیکر نہ پیوں ہرگز
 اگر دیوے اپس کے ہاتھ سوں مجھ جام جم آکر
 نظارہ جو کیا میں تجھ مبارک حسن کا موہن
 کھبا مجھ دل میں تیری زلف خم در خم کا خم آکر
 ولی تجھ حسن کی تعریف میں جب ریختہ بولے
 سنے تب اُس کوں جان و دل سوں حسانِ عجم آکر

لے ایک نسخے میں دو غزلوں میں تقسیم ہے۔ دوسری غزل کا مقطع یہ ہے،
 اے ستم گر غضب سوں رنگ ولی کہربائی نہ کر خدا سوں ڈر

۱۲۷

(۱۲۴)

اگر گلزار میں بیٹھے دوسروں ناز میں آکر کرے نظارگی اس کی سو فردوس بریں کر
اگر ہو دے صنم خانے پہ اس بت کا گزربیشک تصدق اس پہ ہو دیں سب نگار شاں ہیں
عجب اس شوخ چنچل کی آنکھاں میں شوخ اور چنچل ہوئے قریاں جس اوپر آہوئے صحرانشین کر
کرے شیرازہ بندی دل کی جو اس لکھ کے دیکھے ہو پریشاں ہو اگر دیکھے دوزلف عنبریں آکر
عجب نہیں جال میں اس کے اگر اٹکاؤلی کا دل
کہ اس کے دام میں لاکھاں پھنسے ہیں اہل دیار کر

(۱۲۵)

پڑا ہوں کوہِ غم میں اس دل ناشاد سوں جا کر
دعا بولو مری بجانب سوں گئی فریاد سوں جا کر
برہ کے ہاتھ سوں گرداب غم میں جا پڑا ہے دل
کہو میری حقیقت چرخ بے بنیاد سوں جا کر
گرفتاروں کی غم خواری اتنا لازم ہوئی تجھ پر
حقیقت مرغ دل کی یوں کہو صیاد سوں جا کر
کیا ہے خون نے سودا کے غلبہ تن میں میرے
نگہ کے نیشتر کوں لا کہو فصّاد سوں جا کر
ولی اُس قد کا طالب ہے مبارک باد آبولو
کہو سمجھا کے گلشن میں ہر اک شمشاد سوں جا کر

(۱۲۶)

عاجزاں کے اُپر ستم مت کر اس قدر سختی اے صنم مت کر
اس ترقی کے وقت میں اے شوخ مہربانی اپس کی کم مت کر

۱۲۸

رحم بے جا ستم برابر ہے یوں رقیباں اُپر کرم مت کر
 اس نصیحت کو گوش جاں سوں سن دل کوں میرے مکانِ غم مت کر
 رام تجھ امر کا ہوا ہے ولی
 گر ہے انصاف اس سوں رم مت کر

(۱۲۷)

چمن میں جب چلے اُس حسن عالم تاب سوں اٹھ کر
 کرے تعظیم خوش بو ہر گل سیراب سوں اٹھ کر
 کرے گر آرسی گھر میں لجا تجھ مکھ کی ہسانی
 دھلا دے ہات کوں تیرے اپس کی آب سوں اٹھ کر
 ترے ابرو کی گر پہنچے خبر مسجد میں زاہد کوں
 تماشا دیکھنے آوے ترا محراب سوں اٹھ کر
 ترے پانواں کی نرمی کی اگر شہرت ہو عالم میں
 وہیں آوے قدم بو سی کوں محمل خواب سوں اٹھ کر
 وتی تجھ زلف کی گر سحر سازی کا بیاں بولے
 چلے پاتال سوں باسک سو بیچ و تاب سوں اٹھ کر

(۱۲۸)

میں تجھے آیا ہوں ایماں بوجھ کر باعث جمعیتِ حباں بوجھ کر
 بلبل شیراز کوں کرتا ہوں یاد حسن کوں تیرے گلستاں بوجھ کر
 دل چلا ہے عشق کا ہو جو ہری لب ترے لعل بدخشاں بوجھ کر
 ہر نگہ کرتی ہے نظارے کی مشق خط کوں تیرے خطِ ریکاں بوجھ کر
 اے سجن آیا ہوں ہو بے اختیار تجھ کوں اپنا راحتِ جاں بوجھ کر

۱۴۹

زلف تیری کیوں نہ کھاؤں تیج و تاب حال مجھ دل کا پریشاں بوجھ کر
 رحم کر اُس پر کہ آیا ہے وئی
 درد دل کا تجھ کوں درماں بوجھ کر

(۱۲۹)

اے باد صبا باغ میں موہن کے گزر کر
 مجھ داغ کی اُس لالہ خونیں کوں خبر کر
 کیا درد کسی کوں کہ ہے درد مرا جسا
 اے آہ مرے درد کی توں جا کے خبر کر
 سب طرز تغافل کوں مرے حق میں روار کھ
 اے شوخ مری آہ سوں البتہ حذر کر
 دو جا نہیں تاپی سوں کہے دل کی حقیقت
 اے درد تو جا جو میں اُس پی کے اثر کر
 کیا غم ہے اُسے تیر حواث سوں جہاں میں
 بوجھا جو کوئی گردش ساغروں سپر کر
 کئی بار لکھا اس کی طرف نامے کوں لیکن
 ہر بار سٹا اشک نے مجھ نامے کو ترکر
 ہر وقت نہ سٹ کھل تغافل کوں انکھاں میں
 ٹکے مہر سوں اس طرف آئے بے ہر نظر کر
 اس صاحب دانش سوں وئی ہے یہ تعجب
 یک بار گئی کیوں مجھ کوں گیا دل سے بسر کر

لہ ن کر = لگا لہ ن یک لہ بہ قدر یک حرکت

(۱۳۰)

ہشیار زمانے کے ترے مکھ پہ نظر کر تجھ نہیہ کے کوچے میں گئے ہوش بدر کر
عالم میں ہے دو تیر ملامت کا نشانہ جس دل میں ترے غم کا گیتا تیر گزر کر
مجھ حسن کی جھلکار سوں کیا بدر کو نسبت جو کئی کہ تجھے بدر کہے اس کوں بدر کر
اس ظالم خوں خوار کوں جی پیش کیا ہوں جس عشق نے عالم کوں سٹا زیر و زبر کر
رونے سستی فارغ ہو وئی بیو کوں دیکھا
کعبے کی زیارت کیا دریا سوں اتر کر

(۱۳۱)

شوخی نکلا جب قدم کوں تیز کر ناز کے شب دینہ کوں مہمیز کر
یک بہ یک آیا ادا سوں مجھ طرف ہر ملک کوں دشنہ خوں ریز کر
میں کیا یوں عرض از روئے نیاز مہربانی اس کی دست آویز کر
کہہ اپس کی نرگس بیہار کوں عاشقاں کے خون سوں پرہیز کر
اے ولی آتا ہے دو مقصود دل
خانہ دل خوں سوں رنگ آمیز کر

(۱۳۲)

اے سر و خراماں توں نہ جا باغ میں چل کر مت قمری و شمشاد کے سودے میں خلل کر
کر چاک گریباں کوں گلاں صحن چمن میں آئے ہیں ترے شوق میں پردے سوں نکل کر
صنعت کے مصور نے صباحت کے صفحے پر تصویر بنایا ہے تری نور کوں حل کر
اے نور نظر شمع کوں دیکھا ہوں سراپا تجھ عشق کی آتش سستی کا جل ہوئی جل کر
بے آب لگے آب حیات اس کی نظر میں پانی ہوا تجھ گال کے جو عشق میں گل کر
تجھ ابروئے خم دار سوں ہرگز نہ پھرے دل کیوں جاوے سپاہی دم شمشیر سوں ٹل کر

اے جانِ وکی لطف سوں آبریں مرے آج
مجھ عاشق بے کل ستمی مت وعدہ کل کر

(۱۳۳)

ہوا ہوں بے خبر تجھ مست آنکھیاں کی خبر سن کر
ہوا ہوں ناتواں جیوں موتری نازک کمر سن کر
نہیں تجھ لعل شیریں پر خط سبز اے گلستاں رو
یہ طوطی ہے کہ آئی ہے ترے لب کی شکر سن کر
سراپا ہو کے سودائی پڑا تجھ غم کے حلقے میں
تری زلفاں کی سنبل نے حکایت سر بسر سن کر
پرت کے پنتھ میں ہرگز قدم پیچھے نہ رکھ اے دل
ہٹاتے ہیں قدم نامرد اس رہ کے خطر سن کر
بگولے کی نمط آتا ہے مجنوں بے سر دے پا
مرے دیوانہ دل کوں اپس کا راہ بر سن کر
صبا کے ہاتھ سوں جیوں ہے ہر اک غنچہ پریشاں دل
یونہی ہر دل پریشاں ہے مری آہ سحر سن کر
وکی تیری گلی کوں سن کے یوں مشتاق ہے نس دن
کہ جیوں عشاق ہوں مشتاق وصف مکر سن کر

(۱۳۴)

دل مرا ہے دو آتشیں پیکر اکھ ہو گئے ہیں جس کوں دیکھ شر

اے پرنگر - سبیر

کیا کہوں نبض دل کی بے تابی قوت جس کا ہے آتشیں نشتر
 عشق بازاں میں اس کوں راحت ہے جس کوں الماس کا ملا بستر
 اُن نے پایا ہے منزل مقصود عشق جس کا ہے ہادی و رہبر
 ترک لذت کی جس کوں ہے لذت شکر اس کو زہر، زہر شکر
 آشنایاں کوں موج آب وفا ہے محبت کی تیغ کا جوہر
 بزم دلبر میں اے ولی جاتو
 شوق کا آج ہاتھ لے ساغر

(۱۳۵)

جو آیا مست ساقی جام لے کر گیا یک بارگی آرام لے کر
 نگہ تیری سدا آتی ہے جیوں تیر دل زخمی طرف پیغام لے کر
 نہ جانوں خط ترا کس بے خطا پر چلا ہے آج فوج شام لے کر
 اڑا آہوئے دل سوں رنگ وحشت جو آئی زلف تیری دام لے کر
 جو کئی باندھا ہے تیری زلف میں دل سٹا ہے کفر میں اسلام لے کر
 ترے لب ہو تری آنکھیاں کوں ہدیہ چلا ہوں پستہ و بادام لے کر
 بنائی ہے جہاں میں لیلۃ القدر سیاہی تجھ زلف کی وام لے کر
 تری ساقی گری کوں لالہ باغ کھڑا ہے منتظر ہو جام لے کر
 میں اس کوں جیوں نگیں کرتا ہوں سجد جو کئی آتا ہے تیرا نام لے کر
 ولی تیرے لبوں سوں اے تنک طبع
 چلا ہے لذت دشنام لے کر

لہ آتش لہ ن - ملا

(۱۳۶)

عجب نہیں جو کرے دل میں شیخ کے تاثیر اگر مقدمہ عشق کوں کروں تحریر
جنون عشق ہوا اس قدر زمیں کوں محیط کہ پار سا کوں ہوئی موج بوریا زنجیر
زبان قال نہیں طفل اشک کوں لیکن زبان حال سوں کرتے ہیں عشق کی تقریر
صفیہ چہرہ عشاق کے مصور عشق جگر کے خوں سوں لکھا طفل اشک کی تھوکر
گلی سوں ینہہ کی کیوں جاسکوں ولی باہر
ہوئی ہے خاک پڑی روکی رہ کی دامن گیر

رولیت نہ

(۱۳۷)

ہوا مجھ چشم سوں بستان غم سبز ہوا تجھ جور سوں بخت الم سبز
ہوا قد سرو کے مانند صنم کا لباس سبز سوں سرتا قدم سبز
کہیں جو ہر شناساں حسن تجھ دیکھ زمرہ کا تراشے ہیں صنم سبز
شنا لکھنے میں تجھ آہو نین کی ہوا جیوں شاخ زکس ہر قلم سبز
ولی نے جو لکھا تجھ خط کی تعریف
ہوا جیوں برگ ریاں ہر رقم سبز

(۱۳۸)

لباس اپنا کیا دو گل بدن سبز ہوا سرتا قدم مثل چین سبز

لے ن تجھ خشم

عجب چھب سوں کھڑا ہے دو پری رو سراو پر چیرا بر میں پیرہن سبز
 اگر اس دھج سوں آوے انجن میں تو ہو ویں بخت اہل انجن سبز
 فصاحت کیا کہوں اُس خوش دہن کی کسی کا وہاں نہیں ہوتا سخن سبز
 ولی جو جی دیا اُس خط کوں کر یاد
 بجاہے گر کریں اس کا کفن سبز

(۱۳۹)

نہ مل ہر بلبل مشتاق سوں اے گل بدن ہرگز
 ہر اک گلشن میں جیوں نہ گس نہ کھول اپنے نین ہرگز
 جہاں کے گل رخاں سارے تجھے نازک بدن کہتے
 تو ہر پلکاں کے کانٹاں پر نہ رکھ اپنے چرن ہرگز
 تو بے شک روح ہے جگ میں خلاصہ چار عنصر کا
 بجز تجھ روح کے قائم نہ ہو جگ کا بدن ہرگز
 زلیخا سے کتے عاشق ترے پر جیو وارے ہیں
 نہ کر مسکن ہر اک یوسف کا یہ چاہِ ذقن ہرگز
 بغیر از عید مت دکھلا کسی کوں یہ ہلال ابرو
 نہ مل مہتاب میں بھی کس سوں اے چندر بدن ہرگز
 جو شائق شمع روکا ہے اسے سو اس جاں سوں کیا
 نہ دھڑنا مثل پروانے کے پروائے کفن ہرگز
 حقیقت کے لغت کا ترجمہ عشق مجازی ہے
 دو پائے شرح میں مطلب نہ بوجھے جو متن ہرگز

دم تسلیم سوں باہر نکلنا سوجھتا ہے
 نہ دھڑا اس دائرے سوں ایک دم باہر چوں ہرگز
 غنیمت جان اس تن کے قفس میں مرغ دم اپنا
 نہ پہنچے گا بغیر از شوق تا حب الوطن ہرگز

(۱۴۰)

ہوا نہیں ووصنم صاحب اختیار ہنوز بجائے خود ہے رقیباں کا اعتبار ہنوز
 پری رھاں کی جھلک کا کیا ہوں بسکہ خیال برنگ برق مراد دل ہے بے قرار ہنوز
 دو چشم چار ہوئی شوق چار ابرو سیں ولے نہیں وودورنگی ہوا دو چار ہنوز
 ہزار بلبل مسکیں کا صید ہے باقی مقیم ہے چین حسن میں بہار ہنوز
 بجا نہیں تجھے انکار خون عاشق سوں گیا نہیں ہے ترے ہاتھ سوں نگار ہنوز
 اپس کی چشم کی گردش سوں دے پیار مجھے گیا نہیں ہے مری چشم سوں خار ہنوز
 بجائے خود ہے اے رنگیں بہار گل فطرت تری پلک کا مرے دل میں خار خار ہنوز
 چلے ہیں آہوے مشکیں ختن سوں سن کے کہے نگاہ شوخ صنم درپے شکار ہنوز
 وکی جہاں کے گلستاں میں ہر طرف ہے خزاں
 ولے بجا ہے دوسرو گل عذار ہنوز

(۱۴۱)

مت جا سجن کہ ہوش دل آیا نہیں ہنوز میں درد اپس کا تجھ کوں سنایا نہیں ہنوز
 اس چشم اشک بار سوں میری عجب نہ کر سینے کا داغ تجھ کوں دکھایا نہیں ہنوز
 تجھ لطف کے زلال نے اے مایہ حیات میرے سینے کی آگ بجھایا نہیں ہنوز

۱۴ اس غزل پر دلی نے خمہ کیا ہے۔ ویسے یہ غزل الگ سے کسی نسخے میں نہیں ملتی۔

ہوں گرچہ خاکسار ولے از رہ ادب دامن کوں تیرے ہاتھ لگایا نہیں ہنوز
 اپنی انکھاں کے نور کوں تیرے قدم تلے لے نور دیدہ فرش بچایا نہیں ہنوز
 زاہد اگرچہ فہم میں ہے بوعلی وقت میرے سخن کے رمز کوں پایا نہیں ہنوز
 آزاد اپنے عشق سوں مت کر دلی کے تئیں
 تیرا غلام جگ میں کہا یا نہیں ہنوز

(۱۴۲)

تو ہے رشک ماہ کنعانی ہنوز تجھ کوں ہے خواہاں میں سلطانی ہنوز
 ہر جھلک دیتی ہے تجھ رخسار کی آرسی کوں درس حیرانی ہنوز
 شرم سوں تجھ لکھ کے لے دریائے حسن چہرہ گوہر پہ ہے پانی ہنوز
 حلقہ زن ہے تجھ دہن کی یاد میں خاتم دست سلیمانی ہنوز
 رات کوں دیکھا تھا تیری زلف کوں دل میں ہے باقی پریشانی ہنوز
 تجھ کمر کوں دیکھ حیراں ہو رہا موقلم لے ہاتھ میں مانی ہنوز
 روز اول سوں چمن میں حسن کے نہیں ہوا پیدا ترا ثانی ہنوز
 جان جاتی ہے، ولے آتا نہیں کیا سبب و دلبر جانی ہنوز
 لے دلی اس گل بدن کے عشق میں

شغل بلبیل ہے غزل خوانی ہنوز

(۱۴۳)

داغ سوں دل قرص نہ راند و دکھتا ہے ہنوز
 مثل سورج آتش بے دود رکھتا ہے ہنوز

لے ن - ہر

بس کہ گایا ہوں سرود عشق تیری یاد میں
 دل یو میرا لہجہ داؤد رکھتا ہے ہمنوز
 باغ میں دیکھا ہوں اے یا قوت لب ریکاں کیتیں
 شوق تجھ خط کا غبار آلود رکھتا ہے ہمنوز
 نور تجھ رخسار کا سینے میں ہے نت جلوہ گر
 مجھ دل آتشِ نمرود رکھتا ہے ہمنوز
 گرچہ غیر از نامراد یا اب تلک حاصل نہیں
 لیک دل تجھ لب سستی مقصود رکھتا ہے ہمنوز
 تجھ دہان کا لعدم سوں ہے تعجب مجھ کہ حق
 طالبان کو اس کے کیوں موجود رکھتا ہے ہمنوز
 یو ولی تجھ عشق کے مجھ پر تا اسپند کرے
 چنگ میں دل کوں بجائے عود رکھتا ہے ہمنوز

ردیف س

(۱۴۴)

میں جب سستی دیکھا ہوں بہار گل نرس ہے وحشی دل تب سوں شکار گل نرس

لہ ن، وہ میں اس زمین میں دو غزلہ ہے، ایک غزل یہ ہے۔ دوسری
 اشرف کے دیوان میں بھی ملتی ہے اس لیے ضمیمہ الف میں درج کی گئی۔ بہت
 سے نسخوں میں ردیف س میں کوئی غزل نہیں ہے۔ ہاشمی

کیوں بارنگہ ہوئے تجھ انکھیاں کے چمن میں
 پلکاں ہیں مری خار حصار گل زرگس
 بیمار ہے اے یار تری چشم کے دوراں
 آدیکھ ٹمک یک دیدہ زار گل زرگس
 زرگس نے کیا اس کے نین دیکھ زرا یثار
 کر نقد دل اپنے کوں نثار گل زرگس
 آیا ہے ولی مطلع رنگیں لے ترے پاس
 یو مطلع رنگیں ہے بہار گل زرگس

ردیف ش

(۱۴۵)

عشق کے ہاتھ سوں ہوئے دل ریش
 جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش
 جیو میرا ہوا ہے زیر و زبر
 جب سوں تیرا فراق آیا پیش
 شوخ کے دل سوں دل ہوا پیوست
 آتش عشق کا لگا ہے سریش
 تجھ پہ قرباں ہوں اے کماں ابرو
 جب سوں لیا یا ہوں عاشقی کا کیش
 جس کوں قربت ہے عشق سوں تیرے
 اس کے نزدیک کب عزیز ہیں خویش
 تجھ بن اک پل نہیں مجھے آرام
 بیگ دکھلا درس اے مرہم ریش
 اے ولی اس کا زہر کیوں اترے
 جن نے کھایا ہے عاشقی کا نیش

ردیف ص

(۱۴۶)

کیوں نہ ہو محبوب میرا جگ میں خاص
 اس کی کرتے ہیں صفت سب عام خاص
 لے یہ غزل ن ۱۲ اور نسخہ معاصر میں ہے۔ ۱۵۹

خوش قداں سب اس انگے حیران ہیں ہے لٹک میں جیوں کبک رفتار خاص
 مجھ کوں پہنچا ہے صنم میں اے سجن عاشقوں کی جائے ہے دارِ انخواص
 قتل کرتے ہیں دونیناں پر خمار کون ہے لیوے تجھ آنکھوں میں قصاص
 آرزو ہے نت و آلی کوں وصل کی
 کب ملے گا میرے تئیں دو نور خاص

(۱۴۷)

نئیں مرے دل کوں تری زلف کے چوکاں سوں خلاص
 زلف تیری سوں ہے لینا مجھے یک روز قصاص
 عشق کی راہ میں جن سر کوں دیا ہے جگ میں
 حق کے نزدیک اچھے گا سود ہی خاص الخاص
 جب لٹک چال سجن کی مجھے یاد آتی ہے
 دل مرا رقص میں آتا ہے مثال رقص
 رکھ رقیباں یہ رو کے سجن کوں دل میں
 پیانہ دھوا! صفحہ خاطرستی حرفِ اخلاص
 اے و آلی قدر ترے شعر کی کیا بوجھے عوام
 اپنے اشعار کوں ہرگز توں نہ دے جز بہ خواص

قیمت دہرگراں مایہ چہ داند عوام
 حافظا گو ہر یک دانہ مدہ جز بخواص
 (حافظ)

رویت ض

(۱۴۸)

تجھ مکھ کے اس چین میں یو خطا ہے بہار محض
 جنت ہے جس کے لطف آگے شرمسار محض
 وہ مکھ ترا ہے اے گل گلزار عاشقاں
 ہے لالہ زار جس کے آگے داغ دار محض
 بن مرہم وصال نہ ہو دے اسے شفا
 جو تجھ نگہ کے تیر سوں ہے دل فگار محض
 شکر خدا کہ جس کے کرم سوں جہان میں
 تجھ حسن کا خیال ہے مجھ شرمسار محض
 اس کوں قرار کیوں کے اچھے لیل تار میں
 جو تجھ زلف کی یاد میں ہے بے قرار محض
 اے دل تو اس کی نین کی مستی سوں ذوق کر
 بن اس کے جگ کے شغل ہیں تجھ کوں خار محض
 گاہے وئی کے حال پہ چشم کرم سوں دیکھ
 مدت سوں تجھ گلی میں ہے امید دار محض

(۱۴۹)

آزاد کوں جہاں میں تعلق ہے جاں محض دل باندھنا کسی سوں ہے دل پر وبال محض
 بادخزاں سوں رنزیہ سمجھا کہ جگ منیں آتی ہے باغ عیش سوں بے ملاں محض
 یوبات عارفاں کی سنودل سوں لکان دنیا کی زندگی ہے یو وہم و خیال محض

بن خامشی وتی نہ ملے گوہر مراد
حیرت کے باج اور ہے سب قیل وقال محض

(۱۵۰)

تجھ زلف کے بے تاب کوں مشک ختن سوں کیا غرض
تجھ لعل کے مشتاق کوں کانِ مین سوں کیا غرض
مدت ستمی اے گل بدن چھوڑا چمن کی سیر کوں
مشتاق ہوں تجھ درس کا مجکوں چمن سوں کیا غرض
پروا کفن کی نہیں مجھے اے شمع بزمِ عاشقاں
تجھ عشق میں جو سہر دیا اس کوں کفن سوں کیا غرض
بر جا ہے گراہل ہو س طالب نہیں مجھے شعر کے
جن کو سخن کی بوجھ نہیں ان کوں سخن سوں کیا غرض
ہرگز وتی کے پاس تم باتاں وطن کی مرت کہو
جو نیہہ کے کوچہ میں ہے اس کوں وطن سوں کیا غرض

ردیف غ

(۱۵۱)

دل تجھ نگاہ گرم سوں سوزاں ہے جیوں چراغ
اس سوز شعلہ خیز سوں خداں ہے جیوں چراغ
وہ آب و تاب حسن میں تیرے ہے اے سخن
خورشید جس کوں دیکھ کے لرزاں ہے جیوں چراغ

یوں تجھ نزکِ نخل ہے نمک ہر جمال کا
 روشن صبح کوں دیکھ پشماں ہے جیوں چراغ
 مسند پر عافیت کی وہ ہے بادشاہ وقت
 جس دل کی انجمن منیں ایماں ہے جیوں چراغ
 عالم کی دوستی سوں ہے نفرت وئی کتیں
 ہر آشنا کے دم سوں گریزاں ہے جیوں چراغ
 (۱۵۲)

جب سے گئے وہ شہاں، آہ دریغا دریغ
 غم میں ہے ہر دو جہاں، آہ دریغا دریغ
 جب سوں و ونورِ جہاں جگ سوں ہیں نہاں
 تب سوں ہے یو غم عیاں، آہ دریغا دریغ
 سارے فلک میں ملک غم میں ہیں سراؤں لگ
 جب سوں سنے یو بیاں، آہ دریغا دریغ
 عابدیں دار کوں، واقفِ اسرار کوں
 ورد ہے آہ و فغاں، آہ دریغا دریغ
 ویسے شہِ پاک کوں صاحبِ ادراک کوں
 دکھ دیے وہ گمراہاں، آہ دریغا دریغ
 شاہ کے ماتم کا بھار، سر پہ ہوا بے شمار
 تو ہوا خمِ آسماں، آہ دریغا دریغ
 دین کے گلزار میں گلشنِ اسرار میں
 کاں سوں آئی یو خزاں، آہ دریغا دریغ

دیں کا ہے خالص ووزر، غم کی کسوٹی اُپر
 حق نے کیا امتحاں، آہ دریغا دریغ
 غم میں دلتی ہے مدام، شاہ کا کمر غلام
 نت کیا وردِ زباں، آہ دریغا دریغ

ردیف و

(۱۵۳)

پڑی جب نظر چشم دلبرِ طرف ہوا ہوش یک بارگی بر طرف
 اگر آبر و تجھ کوں درکار ہے نہ جانِ خوب رویاں کے کشورِ طرف
 کھلے دیکھ تجھ لب کا آبِ حیات کرے یک نظر گرتوں شکرِ طرف
 ز بس تجھ ملاحظت کا مشتاق ہوں پڑا شورِ مجھ عشق کا ہر طرف
 دلتی کوں نہیں مال کی آرزو
 خدا دوست نہیں دیکھتے زرِ طرف

(۱۵۴)

نہ کر سکوں ترے یک تار زلف کی تعریف کروں ہزار کتب تجھ شناسی گر تصنیف
 عجب نہیں جو فلک پر خطِ شعاعی دیکھ اگر ورق پہ سُرُج کے لکھیں تری تعریف
 لطیف وقت اُپر زبِ بخشِ مجلس ہے سدا گلاب میں ہر گز نہیں ہے بوئے لطیف
 عجب نہیں جو سخن کہرا ہو مجھ کھینچے کہ مجھ کوں کاہِ من عشق نے کیا ہے ضعیف

لہ ن۔ لطیف

کیا ہوں برین اپس کے لباس عریانی
وٹی برہ نے دیا یو قبا مجھے تشریف

(۱۵۵)

ترے فراق میں گل کرایتا ہوا ہوں ضعیف
بجائے تن کوں اگر بال سوں کروں تردیف
چمن میں دہر کے ہرگز نہ مجھ ہوا معلوم
کہ کب ہے فصل ربیع اور کدھاں ہے فصل خریف
ترے رقیب کوں عاشق سوں کیوں کے دیوں نسبت
کہ فرق اُن میں ہے جیوں فرق درکشیف و لطیف
تمیز سوں جو اگر مجھ طرف نگاہ کرے
تو شاہ حسن سوں بس ہے مجھے یہی تشریف
عجب نہیں جو مصنف پر آفریں بولے
وٹی جو کوئی سنے اس وضاں کی یو تصنیف

ردیف ق

(۱۵۶)

چڑھی دکھی جو تجھ بھوں کی کماں قرباں ہوئے عاشق
نشانِ ناوکِ مرثکانِ خون افشاں ہوئے عاشق

لے وضع

خیال سروبالا ہے گل گل زارِ خوبی سوں
 چمن آسا بہار آراے باغ جاں ہوئے عاشق
 مئے سرگشتگی سوں جامِ دل پر بس کہ رکھتے ہیں
 بہ رنگِ ساغر گر داب سرگرداں ہوئے عاشق
 زبس تیغِ نگاہ شوخ سرکش کی ہے خوں ریزی
 نگاہِ چشم قربانی منط حیراں ہوئے عاشق
 بہ رنگِ شمع بزمِ حسن میں ہے جب سوں تو روشن
 پتنگ آسا ترے اوپر بلا گرداں ہوئے عاشق
 نہیں یو لالہ صحرا دریا لہو کا بھرا ہے گا
 زبس تجھ غم منیں انکھیاں سوں خوں باراں ہوئے عاشق
 دلی کہ نقدِ دل اپنا نشانِ امرت بچن اوپر
 کہ جس جاں بخش جاں آگے غلام از جاں ہوئے عاشق

ردیف ک

(۱۵۷)

چہرے پہ ہے سجن کے عجب نور کی جھلک دیکھے سوں جس جھلک کے گئی بجلی کی چمک
 لاتا ہے نذر آئینہ آفتاب کوں ہو مشتری جمال ترے کا سجن فلک

لہن میں کچھ فرق کے ساتھ مقطع یوں دیا ہے؛
 تصورِ دل میں کرتے ہیں درس اس رشکِ جنٹکا بہ رنگِ گل دلی آکر بہارِ ستاں ہوئے عاشق

اس دور میں خلاصی جاں ہے نہ پٹ کٹھن بانکی نین کے ہاتھ میں خنجر ہے ہر ملک
 پوشیدہ کیوں جہاں میں ہے عشق صاف قلب ہے اس کے لعل لب کے آگے خوب بد محک
 طاقت ہے کس کوں رخ پہ ترے کر سکن گاہ خورشید سوں ادھک ہے ترے چہرے کی جھلک
 کہتے ہیں شاعرانِ زمن مجھ کوں اے ولی
 ہرگز ترے کلام میں ہم کو نہیں ہے شک

(۱۵۸)

اے صنم تیرے مکھ کی دیکھ جھلک منفعل ہے مدام شمسِ فلک
 دیکھ تجھ میں جمالِ حق کا ظہور ہیں دعا گو فلک پہ سائے ملک
 دیکھ کر تجھ دہن کی تنگی کوں عالماں کے پڑا ہے دل میں شک
 لب ترے کا حقوق ہے مجھ پر کیوں بھلاؤں میں دل سوں حق
 اے ولی جب نظر میں پیو آیا
 ہو گیا سب وجود میرا حک

ردیف ل

(۱۵۹)

دیکھ تیرے سو پو کھبا لے بال رشک سوں جل گئے ہیں کالے کال
 جب کہ ابرو کی تو کماں کھینچی تیر مرثگاں نے تب سنبھالے بھال
 زلف کے پیچ دیکھ کر سنبھل پیچ ہو رتاب میں ہے ڈالے ڈال

لے تیل میں تران، گھیا لے۔ گھیا لے۔

کئیں شکاریاں نے تجھ نگہ کا دام دیکھ آتش میں غم کے جالے جال
اس دلی پر نظرِ حسم کی کر
ہے یہ تقصیر وار بالے بال

(۱۶۰)

دل کی مچھلی پر سٹا تجھ برہ نے جنجال جال
دام میں تجھ نیہ کے دل کا ہوا بے حال حال
اے ستم گر عاشقاں پر یوں نہ کر جو رستم
خیر ہو شر کی حقیقت میں ہے یک مثقال قال
خط نہیں آغاز تجھ رخسار کے یو آس پاس
حسن کے لینے کو یو آئے ہیں استقبال بال
مفساں کوں عاقبت کے گھر میں نہیں درکار زر
حق کی بخشش سوں انھوں کوں بس ہے نیک اعمال
اے ولی حق کی طلب یو دولتِ عظمیٰ آہے
عشق سینے کے خزینے میں ہے مالا مال

(۱۶۱)

لب پہ دل بر کے جلوہ گر ہے جو خال حوض کوثر پہ جیوں کھڑا ہے بلال
یو ہے عاشق ایس کی صورت کا جیوں کہ حیراں ہے اُس اُپر مثال
اُس کے کھ کی شعاع کوں کرتا ہے ہر صبح آفتاب استقبال
نہیں کچھ مال و زر کی مجھ کوں طمع شوق سوں اس کے دل ہے مالا مال

لہ توں

اے ولی پی مے محبت کوں
گر ہے رمضان وگر مہ شوال

(۱۶۲)

شمع بزم وفا ہے امرت لال سرو باغ ادا ہے امرت لال
ماہ نو کی نمں ہے سب کوں عزیزہ اس سبب کم نما ہے امرت لال
دل مرا کیوں نہ بند ہو اس کا آج رنگین قبا ہے امرت لال
خوش لباسی کی کیا کہوں تعریف وضع میں میرزا ہے امرت لال
اس سوں بے گانگی کبھو نہ کرے جس سستی آشنا ہے امرت لال
لعل تیرے بھرے ہیں امرت سوں نام تیرا بجا ہے امرت لال
اے ولی کیا کہوں بیاں اس کا
لطف میں دل رہا ہے امرت لال

(۱۶۳)

ہے آج خوش قدی میں کمال گو بند لال استاد چال سرو ہے چال گو بند لال
برجا ہے اس کے دل کوں کہوں گلشن بہار آتا ہے جس کے دل میں خیال گو بند لال
خواباں حیا سوں غرق عرق ہوں تو کی عجب جس وقت جلوہ گر ہو چال گو بند لال
ہے بس کہ بے مثال نہ دیکھا جو خواب میں آئینہ خیال مثال گو بند لال
کر اس دعا کوں ورد زباں اے ولی مدام
لطف خدا ہو شامل حال گو بند لال

لے انبرت لال (قدیم املا)

۲۵ (ن) کو بیر۔ کبیر۔ گو بیر۔ گو ہیر

(۱۶۴)

بدت ہوئی سجن نے دکھایا نہیں جمال - دکھلا اپس کے قد کوں کیا نہیں مجھے نہال
 یک بار دیکھ مجھ طرف اے عید عاشقاں تجھ ابرواں کی یاد سوں لاغریوں جیوں طلال
 برہا ہے گرہمن پہ تصدق ہو مشتری بولا ہوں تجھ جمال کوں خورشید بے زوال
 وودل کہ تھا جو سوختہ آتش منسراق پہنچا ہے جا کے رخ کوں صنم کے برنگ خال
 ممکن نہیں کہ بدر ہو نقصاں سوں آشنا لاوے اگر خیال میں تجھ حسن کا کمال
 گر مضطرب ہیں عاشق بے دل عجبت وحشی ہوئے ہیں تیری آنکھاں دیکھ کر غزال
 فیض نسیم مہر و وفا سوں جہان میں گلزار تجھ بہار کا ہے اب تلک بجال
 کھویا ہے گل رخاں نے رعونتوں آؤ رنگ گردن کشی ہے شمع کی گردن اُپر وبال

ہرگز نہ دیوے رسم وفا ہاتھ سوں ولی
 یک بار اس غزل کوں سنے کر گو بند لال

(۱۶۵)

چمن میں گیا جب سوں وودنو نہال ہو اسرو اس سرو قد سوں نہال
 ہوئی تب سوں خاطر نشاں جب سب تیرے تیر کی دل میں پائی ہے بھال
 موباسرو نے گرچہ قمری کا دل تیرے قد کی لیکن زالی ہے چال
 مجھے یک گھڑی تجھ بنا چین نہیں تیرے بن ہے ہر آن سینے پہ سال
 ترے عشق نے خم کیا ہے مجھے مرے حال پر زلف تیری ہے دال
 جہاں میں پھرا لیکن اے باحیا کہوں کیا تجھ ابرو کے چوگاں کا حال
 نہ دیکھا ہے آئینہ تیری مثال

لے (ن) کو بیر - کبیر - گو بیر - گو ہیر -

نہ ڈر روز محشر سستی سید
 طبع مال کی سر بسر عیب ہے
 خیالات گنج جہاں سرسوں ٹال
 عجب نہیں کہ تا ظہر آوے زوال
 کیا آب عشاق کے دل کو گال
 تجھے زلف صیاد دیتی ہے تیج
 نہ اس دام کے ہاتھ سوں دل کو جال
 ولی شعر میرا سرا سر ہے درد
 خط و خال کی بات ہے خال خال

(۱۶۶)

میری نگہ کی رہ پہ اے فرخندہ فال چل
 تیری نین کی دید کوں اے نور ہر نظر
 ہے روز عید آج اے ابرو ہلال چل
 شک نہیں اگر ختن سستی آویں غزال چل
 ممکن نہیں ہے تن کی طرف اس کی باز گشت
 جو دل گیا ہے دلبر دل کش کی نال چل
 پیتم کی زلف تیج دسا مجھ سواد ہند
 وحدت کے مے کدے میں نہیں بارہوش کوں
 اس راہ مار تیج میں اے دل سنبھال چل
 اس بے خودی کے گھر کی طرف سدھ کو ڈال چل
 اے بے خبر اگر ہے بزرگی کی آرزو
 دنیا کی رہ گزر میں بزرگاں کی چال چل
 گر عاقبت کے ملک کی خواہش ہے سلطنت
 خوش خصلتی کے ملک میں اے خوش خصال چل
 مرشد کی منزلت کا اگر عزم جزم ہے
 سایہ نمط تو پیر کے دائم دنبال چل
 آیا تری طرف جو ولی تو عجب نہیں
 آتے ہیں تجھ گلی میں صاحب کمال چل

(۱۶۷)

بیگ درس دے نہ دے مکھ پہ اے چنچل
 جو مراہت لے نہ لے رسم فریب و دغل
 لے بہ یک حرکت لے ہاتھ میں لینا۔

مجھ پہ نظر کر، نہ کر بات رقیباں سستی بیت مری سن، نہ سن دوسرے کی جانغل
 میرے نزدیک آ، نہ آ رکھ کے وہم دل منیں جی میں وفادہ نہ دھڑنے دھڑپنے میں خوف و خل
 ظلم سے دل دھو، نہ دھو مہر کے پانی سوں ہاتھ موم صفت ہو، نہ ہو کوہ نمین تو اٹل
 قول مجھے دے، نہ دے رسم وفا ہاتھ سوں
 آؤ گی سوں مل، نہ مل کس سوں اے شیریں شکل

(۱۶۸)

کہوں کس کن عزیزاں! جا کے درد بے نشانِ دل
 نہیں یک گوش محرم تا سنے آہ و فغانِ دل
 غبارِ خاطر غم ناک سوں مجھ پر ہوا ظاہر
 کہ غیر از درد و دوا نہیں ہے یارِ کارِ دل
 ہوئی ہے بند تب سوں راہِ اظہارِ شکایت کی
 خیالِ خالِ خواں جب سوں ہے مہرِ دہانِ دل
 پڑی تجھ زلفِ کافر کیش پر جب سوں نظرِ میری
 صنم تب سوں گئی ہے ہاتھ سوں دل کے عنانِ دل
 بیانِ سینہ چاکاں اے وئی کیوں کر سنے ہر یک
 کہ بوئے گل سوں نازک تر ہے آہنگِ زبانِ دل

(۱۶۹)

تجھ بے وفا کے سنگ سوں ہے پارہ پارہ دل
 ریش میں تجھ جفا سوں ہے مثلِ ستارہ دل
 لرزاں ہے تب سوں رشتہٴ سیما کی نمط
 جب سوں تری پلک کا کیا ہے نظارہ دل

۱۷۲

تجھ مکھ کے آفتاب کی گرمی کوں دیکھ کر
جل شوق کی آگن سوں ہوا جیوں انگارہ دل

بے شک شفاے خاطر بیمار ہو تداں
تجھ لب کے جب طبیب سستی پاوے چارہ دل
آوے اگر وئی کے سنے کے محل میں توں
دیکھے ترے جمال کوں پھر کہ دوبارہ دل

(۱۴۰)

عبارت تجھ زلف سوں ہے تسلسل
ترے مکھ کے چمن کوں یاد کر کہ
دے تجھ حسن کے دریا پھولوں موج
ترے رخسار لب کوں دیکھ اے شمع
میں دیکھا ہوں نگاہ دل سوں اے شوخ
کیا اس دور میں اے جلوہ بدست
ہوا زنجیر بند اے دام عشاق
وئی تیری گلی کوں دیکھ بولیا
یہاں ہے ہند اور کشمیر و کابل

(۱۴۱)

تجھ مکھ اُپر ہے رنگ شراب یاغ گل
معشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں
تیری زلف ہے حلقہ دود چراغ گل
بگھتا نہیں ہے باد صبا سوں چراغ گل

اے بہ اخفائے نون

رہتا ہے دل پیا کے تفحص میں رات دن ہے کار عند لیب ہمیشہ سراغ گل
 عاشق مدام حال پریشاں سوں شاد ہے آشفگی کے بیچ ہے دائم فراغ گل
 تجھ داغ سوا ہوا ہے چمن زار دل مرا ای شوخ آ کے دیکھ تماشاے بارغ گل
 جلتے ہیں پی کے شوق سوں عشاق رات دن ہے دل میں بلبلان کے شب و روز داغ گل
 یوں تجھ سخن میں نشہ معنی ہے اے دلی
 جوں رنگ بونکی مے سوں ہے لبریز ایاغ گل

(۱۷۲)

اے شمع تو روشن کیا جب انجمن گل اپنے گل مقصود کوں پایا چمن گل
 اے غنچہ دہاں نام ترا جب سوں لیا ہوں اس آن سوں خوش باس ہوا ہے دہن گل
 بازار میں شاید کہ کرے سیر سری جن اسی واسطے بازار ہوا ہے وطن گل
 تجھ ناز کی تلوار نے جب سوں کیا زخمی ہے تب ستی آلودہ خوں پیرہن گل
 مجھ دل پہ وکی دل بر رنگیں کی حقیقت
 محفی نہیں بلبل کے اُپر جیوں سخن گل

(۱۷۳)

تجھ زلف اور دہن میں ہے مختصر مطلق تو صاحب درس ہے بوجھا ہوں روزاؤل
 گل زار میں نکل کر گل گشت اگر کرے توں تجھ گل بدن کے دیکھے سب گل پریں گل گل
 جگ کے مصوٰراں سب تصویر دیکھ تیری حیرت میں جا پڑے سو لکھنا رہا معطل
 تجھ سرو قد کوں دیکھے نقاش نقش بھولے پھر نقش کاڑھنا سوان کوں ہوا ہے شکل
 یو در کو مرگ دیکھے سو مرگ کا ہو طالب یو خاک تجھ قدم کی سٹ کر مقام جنگل
 ہر جنس کا معما بوجھا گیا ہے لیکن تجھ راز کا معما جگ میں رہا ہے لائل
 خوشبو بدن پہ تیری زلفاں نہیں ہیں چوندر کالے بھنگ مل کر گھیرے درخت صندل

۱۷۴

ساری سکھیاں نے مل کر کیا بے خطا دی ہے تجھ نازنین موہن کی آنکھیاں میں خطا کا حل
 اے شوخ چشم عالم سن بات گوش دل سوں
 تجھ بے وفا کے غم سوں دایم ولی ہے بے کل

رویت م

(۱۷۴)

تجھ شاہِ خواباں کے ہوئے کئی صاحبِ اکرام رام
 تجھ حسن کے دیوان سوں پائے ہیں کئی حکام کام
 تجھ درس کا کئی برس سوں مشاق ہوں اے بے وفا
 دے شیشہ لب سوں کدھی یک خیریت انجام جام
 گل کرپریں گے گلِ منن بے شک گلستاں کے بھتر
 تجھ گل بدن کے حسن کوں گر طک کریں گل فام فام
 ہر مرغ دل کوں آپ نے لا کر کریں گے بندیاں
 دیکھیں گے پھر گر بھر نظر تجھ زلف کا خدام دام
 تجھ زلف نے جو دائرے باندھے صفارِ خسار پر
 دیکھے نہیں اس شان کا کوئی صاحبِ اسلام لام
 تجھ نین کے خنجر سوں ہے مجروح دل عشاق کا
 تیری نگہ کی تیغ سوں ہیں صاحبِ سنگرام رام
 تن کے ملک میں اے ولی تجھ عشق کے حاکم نے آ
 دل کی رعیت سوں لے کر چو کھا کیا ہے دام دام

لے اپنے

غم ترا ہے قوت کھاتا ہوں محبت کی قسم
 نہیں مجھے دنیا کا غم تجھ غم کی راحت کی قسم
 اے گل باغ نزاکت باغ میں امکان کے
 تجھ سانسیں دیکھا ہوں میں تیری نزاکت کی قسم
 جب سوں اے آئینہ رو دیکھی تری تصویر کوں
 گل رغاں تب سوں ہوئے تصویر حیرت کی قسم
 عاشقاں اے رشک لیلیٰ دیکھ تیرے رم کے تئیں
 مثل مجنوں ہیں بیا باں گرد و حشت کی قسم
 اے ولی اس دل ربا کوں کہہ کہ میرے حال پر
 لطف سوں کہ یک نگہ تجھ کوں مروت کی قسم

(۱۷۶)

ہجرت کی رات نے مجھ یک آسماں دیا غم اب مہر اپس کی ہرگز اے صبح روزہ کر کم
 اے آفتاب طلعت دل پر مرے نظر کہ تائیک گھڑی میں آوے تجھ پاس مثل شبنم
 تجھ بھوں کو جب سوں دیکھا تجھ پاس اے برجن گوشے میں بیٹھ چلا مثل کماں ہوا خم
 تجھ زلف سوں لیا ہے کعبہ سیاہ پوشی تیرے ذقن کے شرموں پانی ہوا ہے زم زم
 ہے اے ولی پرت سوں معمور کعبہ دل
 نہیں باج حق کے دو جادل کے حرم کا محرم

(۱۷۷)

جلوں تجھ عشق کی آتش منیں تا چند اے ظالم
 شتابی آ کہ جی تجھ پر کروں اسپند اے ظالم

۱۷۶

خوش ابرو جیوں نگہ رکھتے ہیں انکھیاں میں مجھے جب سوں
 تری انکھیاں کے ڈورے کا ہوا ہوں بندائے ظالم
 پریشانی کے دفتر کا اسے فہرست کہہ سکے
 تری زلفاں سوں جس کے دل کو ہے پیوندائے ظالم
 پڑی ہے آرسی حیرت میں تیرے مکھ کے جلوے سوں
 مجھے تجھ حسن کی حیرت کی ہے سو گندائے ظالم
 ولی کی سوزش دل کی طبیبیاں کر سکیں دارو
 ترے رخسار و لب سوں گر ملے گل قندائے ظالم

(۱۷۸)

صنم کے لعل پر وقت سکلم
 سجن مکتب میں جب آیا ہر اکوں
 رگ یا قوت ہے موج تبسم
 ہو ا ہے سہو تعلیم و تعلیم
 نصیحت عاشقاں کو ہے حکم
 کیا تجھ زلف سوں جس نے نظم
 کہ نہیں خلوت میں دل کی خون مردم
 نہ جا انکھیاں میں آ مجھ دل میں اسوخ
 ہو اپیدا و گل روج سوں جگ میں
 ہو ا ہے ہوش میرا تب ستم گم

ہوے اشک ولی از بس کہ جاری

اٹھا امواج دریا میں تلاطم

(۱۷۹)

جیوں گل شگفتہ رو ہیں سخن کے چمن میں ہم
 ہم پاس آ کے بات نظیر ہی کی مت کہو
 جیوں شمع سر بلند ہیں ہر انجمن میں ہم
 رکھتے نہیں نظیر اپس کی سخن میں ہم
 ہیں داستان عشق ہمیں یاد کئی ہزار
 استاد بلبلان کے ہیں ہر یک چمن میں ہم

خواباں جگت کے جیوسوں ملتے ہیں ہم سہی کامل ہوئے ہیں بس کہ محبت کے فن میں ہم
 اس شوخ شعلہ رنگ کی جب سوں لگن لگی جلتے ہیں تب سوں شعلہ نمط اس لگن میں ہم
 یک بارہنس کے بول صنم نہیں تو حشر لگ جیوں برق بے قرار رہیں گے کفن میں ہم
 ہر چند جگ کے بخت سیاہوں میں ہیں ولے کا جل ہو، جا بسے ہیں سجن کے نین میں ہم
 فریاد تب سوں تیشہ نین سر کیا تلے باندھے ہیں جب سوں جیو کوں شیریں بچن میں ہم
 دو جگ ہوئے ہیں دل سوں فراموش لے ولی
 رکھتے ہیں جب سوں یاد سری جن کی من میں ہم

(۱۸۰)

شراب شوق میں سرشار ہیں ہم کبھو بے خود کبھو ہشیار ہیں ہم
 دورنگی سوں تری لے سرور عنا کبھو راضی، کبھو بے زار ہیں ہم
 ترے تسخیر کرنے میں سری جن کبھو ناداں، کبھو عیار ہیں ہم
 صنم تیرے نین کی آرزو میں کبھو سالم، کبھو بیمار ہیں ہم
 ولی وصل و جدائی سوں سجن کی
 کبھو صحرا، کبھو گلزار ہیں ہم

ردیف ن

(۱۸۱)

میٹھا بچن بولے اگر دو دلبر شیریں زباں
 ہوا ماہ مصری جیوں شکر آب خجالت میں نہاں
 زہرہ جبیناں خلق کے آویں بہ رنگ مشتری
 گر ناز سوں بازار میں نکلے دو ماہ مہرباں

۱۷۸

اے نور چشم عاشقاں تیری صفت کرنا سکے
 گر مردم بینا کوں ہو مانند مرثاں صد زباں
 پڑھنا مطول کا کیا اُن نے درس میں مختصر
 تیری زباں سوں جو سنا علم معانی کا بیاں
 دیکھا ہوں دریائے جنوں تجھ آشنائی میں پیا
 ہے پردہ چشم پر کشتی کوں میری بادباں
 دل بند ہے غنچہ نمط تیرے دہن کی فکریں
 ہے تجھ لبوں کی یاد سوں ہر اشک رنگِ اغواں
 تیری نگہ کے تیر سوں زخمی ہوا شیر فلک
 تیری بھواں کے سہم سوں خم ہے کمان آسماں
 انجھواں کی سرخی دیکھ کر یا قوت ہے خونیں جگر
 ہو زعفران ہے زرد رو دیکھے سوں رنگِ عاشقاں
 اے نو بہار خوش لقا جب سوں ہوا ہے توجہ جدا
 تجھ بن ہے دل کے باغ میں اول سوں آخر لگ خزاں
 نس دن سجن تجھ ہجر میں رہتے ہیں باب چشم و
 تاؤ زرد خواب آوے نہیں پتلی ہے ان میں پاسبان
 یوں دوستاں کے ہجر سوں داغاں ہیں سینے پر ولی
 صحرا کے دامن کے اُپر جیوں نقش پائے رہرواں

(۱۸۲)

کیوں نہ ہووے عشق سوں آباد سب ہندوستان
 حسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں

بیچ و تاب بے دلاں اس وقت پر بے جا نہیں
 لٹ پٹی دستار سوں آتا ہے و و نازک میاں
 دل ہوئے عشاق کے بے تاب مانند سپند
 جب دو نکلے ہو سوار تازی آتش عناں
 کیوں نہ ہو بے تابی عشاق کا بازار گرم
 ہے نگاہ شوخ سرکش فتنہ آخر زماں
 جس طرف ہو جلوہ گر دو آفتاب بے نظیر
 صبح کے مانند ہووے رنگ روئے گل رخاں
 کب نظر آوے گایا رب وہ جوان تیر قد
 جس کے ابرو کے تصور نے کیا مجھ کوں کماں
 اے وکی گر مہرباں ہووے چمن آراے حسن
 خاطر ناشاد ہووے رشک گلزار جہاں
 (۱۸۳)

یہ خط تجھ مکھ کے گلشن میں دے جیوں سبزہ ریاں
 ورق پر حسن کے دیکھو لکھے ہیں یہ خط ریاں
 جو تجھ خط کی غلامی میں کیا ہے ترک فرماں کوں
 تو اس کا باغ کے بھیتر رکھے ہیں ناؤں نافرماں
 جو تجھ یا قوت لب کا خط ہوا مشہور عالم میں
 رہا یا قوت خط لے کر اپس کا جگ میں ہو حیراں
 ترا خط دائرہ ہے جیم کا اور خال ٹھوری پر
 بلا شک جیم کا نقطہ ہے اے اہل سخن داں جاں
 ۱۸۰

وہی یہ دائرہ خط کا ہے اس حسن کا قلعہ
سو اس قلعے میں دیکھو تجلی شہ شاہاں

(۱۸۴)

تجھ قد اُپر جب سوں پڑی جگ میں نگاہ عاشقاں
تب سوں گئی طوبیٰ ملک جیوں تیر آہ عاشقاں
جب سوں ترا مکھ دیکھ کر معشوق سب عاشق ہوئے
تب سوں تو ملک حسن میں ہے بادشاہ عاشقاں
ساعت شناساں دنگ ہیں عشاق کے احوال سوں
یک یک گھڑی تجھ ہجر کی ہے سال و ماہ عاشقاں
پہنچے ہیں منزل سالکاں تجھ حسن کے پر توستی
یہ نور تیرا اے سبج ہے شمع راہ عاشقاں
وہ یوسف کنعانِ دل کس کارواں میں ہے وہی
جس کے زرخداں کوں جگت بولے ہیں چاہ عاشقاں

(۱۸۵)

ہے نازیں صنم کا زلفاں دراز کرناں فتنے کا عاشقاں پر دروازہ باز کرناں
دل لے گیا ہے میرا پھر مانگتا ہے جی کوں برجا ہے نازیں کوں عاشق پہ ناز کرناں
لے قبلہ رو دے ہے محراب تجھ بھواں کی واجب ہوا انکھاں سوں اب جانماز کرناں

اے پرانے اردو املا میں کرنا، تو، کو، وغیرہ کے آخر میں نون لکھا جاتا تھا۔ پرانی کتابت
دکھانے کے لیے وہی التزام قائم کیا گیا ورنہ اس زمانے کی طرز تحریر کے مطابق
اس غزل کو ردیف الف میں ہونا چاہیے تھا۔

کیوں کر چھپا سکوں میں تجھ درد کی حقیقت
ایسا بسا ہے آکر تیرا خیال جیو میں
ہے منحصر اسی میں عاشق کی سرخ روئی
میں عشق سوں کیا ہوں تجھ دل کوں نرم آخر
یک بارگی رقیب بد خو کی بات سن کر
دروادی حقیقت جن نے قدم رکھا ہے
ہے پہنچنے کا ساں کعبے کوں مدعا کے
دریائے عاشقی میں دل کوں جہاز کرناں

شاید غزل ولی کی لے جا اسے سنا دے

اس واسطے بجا ہے مطرب سوں ساز کرناں

(۱۸۶)

قسمت تری ہے حق پہ نہ ہونا امید بھیاں
سختی کے بعد عیش کا امیدوار اچھ
نہیں اس قفل کوں غیر توکل کلید بھیاں
آخر ہے روزہ دار کو اک روز عید بھیاں
ظلمات میں یو غم کے ملے گا تجھ آب خضر
دامن تلے ہے رات کے روز سفید بھیاں
سب کام آپس کے سوئپ کے حق کو نچنٹ ہو
یہ ہے تمام مقصد گفت و شنید بھیاں

حاجت آپس کی کہنے و نواں سوں کہہ ولی

محتاج جس نزک ہیں قدیم و جدید بھیاں

(۱۸۷)

سجمن تجھ انتظاری میں رہیں نس دن کھلی انکھیاں
مثال شمع تیرے غم میں رو رہے چلی انکھیاں

اے بعض نسخوں میں قافیہ ن جمع کے ساتھ درج ہے مثلاً کھلیں، چلیں، تملیں وغیرہ

ہوئی جیوں جلوہ گر تجھ یاد سوں مجھ دل میں بے تابی
 تپش شعلہ نمن گرمی سوں غم کے تلملی انکھیاں
 جدائی جب سوں سہی ظاہر تہ ہاں سوں بوجھتا ہوں میں
 ترے بن تیل کے جیوں میل سرے کی سلی انکھیاں
 ترے بن رات دن پھرتیاں ہیں بن بن کشن کے مانند
 آپس کے کھ اُپر رکھ کر نگہ کی بانسلی انکھیاں
 نزک میرے کرم سوں تاکہ آوے بے حجاب ہو کہ
 تماشے میں ترے جیوں آرسی ہیں صیقلی انکھیاں
 تری نیناں پہ گر آہو تصدق ہو تو اچرج نہیں
 کہ اُس کوں دیکھ کر گلشن میں زکس نے ملی انکھیاں
 اتی خواہاں ہیں تجھ حسن و ملاحت ہو ر لطافت کی
 کہ گویا دل میں رکھتیاں ہیں سدا فکر ولی انکھیاں

(۱۸۸)

قرار نہیں ہے مرے دل کوں اے سجن تجھ بن
 ہوئی ہے دل میں مرے آہ شعلہ زن تجھ بن
 شتاب باغ میں آ اے گل بہشتی رو
 کہ بلبلاں کوں جہنم ہوا چمن تجھ بن
 قرآن کب ہو میسر ترا اے زہرہ حبیب
 ہر ایک آن ہے مجھ حق میں سو قرن تجھ بن

۱۵ سلائی ۱۵ بیک حرکت

چمن کی سیر سوں نفرت ہے اس سبب کہ مجھے
 سفید داغ سوں مکروہ ہے سمن تجھ بن
 اے رشک چشمہ خضر اپنے مکھ کی شمع دکھا
 کہ ہے بہ صورت ظلمات انجمن تجھ بن
 نہ کر تغافل اے مصر حسن کے یوسف
 مثال دیدہ یعقوب ہیں نین تجھ بن
 ولی کے دل کی حقیقت بیان کیوں کے کروں
 گرہ ہوا ہے زباں پر مری سخن تجھ بن

(۱۸۹)

دل ہے مرا خراب سخن ، دیکھ کر حسن بے حجاب سخن
 بزم معنی میں سر خوشی ہے اسے جس کوں ہے نشہ شراب سخن
 راہ مضمون تازہ بند نہیں تا قیامت کھلا ہے باب سخن
 جلوہ پیرا ہوشا بہ معنی جب زباں سوں اٹھے نقاب سخن
 گوہر اس کی نظر میں جانہ کرے جن نے دیکھا ہے آب تاب سخن
 ہرزہ گویاں کی بات کیوں کے سنے جو سنا نغمہ رباب سخن
 ہے تری بات اے نزاکت فہم لوح دیا چہ کتاب سخن
 ہے سخن جگ منیں عدم المثل جز سخن نہیں دو جا جواب سخن
 لفظ رنگیں ہے مطلع رنگیں نور معنی ہے آفتاب سخن
 شعر فہموں کی دیکھ کر گرمی دل ہوا ہے مرا کباب سخن
 عرفی و انوری و خاقانی محلوں دیتے ہیں سب حساب سخن
 اے ولی درد سر کبھو نہ رہے جب ملے صندل و گلاب سخن

(۱۹۰)

تری زلف سوں ہر اک نس ہوں بے قرار سجن
ہوا ہوں شانہ صفت غم سوں دل فگار سجن
جوا ہراں پہ ہیں غالب ترے یہ ناخن سرخ
خاسوں اس کے اوپر پھر نہ کر نگار سجن
تری انکھاں کے نشے سوں مدام گلشن میں
نہیں میں زر گس شہلا کے ہے خمار سجن
صبح یہ وعدہ نہ کر آج مجھ کوں دے دیدار
ترے بچن کا نہیں مجھ کوں اعتبار سجن
اپس کی مکھ کی طرف دیکھ کر نظر سراما
نہ کر زلف کی اشارت سوں مار مار سجن
تری بہار کے فیض ہوا سوں عالم میں
کھلے ہیں گل کی منن جگ کے گل عذار سجن
وئی نثار ہے تجھ پر تو اس پہ مہر سوں دیکھ
یو بات تجھ کوں کہا ہوں میں لاکھ بار سجن

(۱۹۱)

سب چمن کے گل رخاں کا تو ہے زیب اے گل بدن
گل بدن تجھ سانہ دیکھا گرچہ دیکھا سب چمن
انجمن میں تجھ وراں دو جا نہیں کوئی زیب ور
زیب در سو تو بچ ہے مانند شمع انجمن

لے ورا کا قدیم املا۔

خوش بچن تیرے فصاحت میں ہیں مستثنائے وقت
 وقت گر پاؤں تو تجھ مکھوں سنوں میں خوش بچن
 برہمن تجھ مکھ کوں دیکھا پاس ہندو زلف کے
 زلف کے تاراں جنیو کر کے سمجھا برہمن
 دھن کے گالاں پر یہ بالاں کوں جو دیکھا مثل گال
 گال نے اس خال کوں محبوب سمجھا مال و دھن
 تجھ ذقن کی لذتاں میں محو پایا سیب کوں
 سیب کوں ہے چاہ تب سوں جب سوں دیکھا تجھ ذقن
 کئی جتن سوں شعر بولا ہوں ولی سن شوق سوں
 شوق سوں جو ہر من رکھ اس کوں کر کے کئی جتن

(۱۹۲)

مجھ کوں ہے دارالامن پیو کا نقش چرن
 پیو کا نقش چرن مجھ کوں ہے دارالامن
 پیو کا شیریں بچن مجھ کوں ہے آب حیات
 مجھ کوں ہے آب حیات پیو کا شیریں بچن
 اے مہسمیں بدن مکھ کوں اپس کے دکھا
 مکھ کوں اپس کے دکھا اے مہسمیں بدن
 مجھ سوں گیا ماومن دیکھ کے تیرے نین
 دیکھ کے تیرے نین مجھ سوں گیا ماومن
 تجھ سوں لگی ہے لکن اے گل باغ حیا
 اے گل باغ حیا تجھ سوں لگی ہے لکن
 زلف تری برہمن مکھ ہے ترا آفتاب
 مکھ ہے ترا آفتاب زلف تری برہمن
 دستہ گل ہے سخن سن یو سخن اے ولی
 سن یو سخن اے ولی دستہ گل ہے سخن

لہ بردن فعلن ۔

ہوا ہے جب سوں ترا تل سوار آتش حسن سپند وار ہے دل بے قرار آتش حسن
یو خط کوں دو دمن دیکھ کر ہوا معلوم کہ گرم پھر کے ہوا روزگار آتش حسن
ہنوز حسن کی گرمی بجائے اے گل رو خط سیاہ ہے تیرا حصار آتش حسن
و د شمع بزم ادا بریں کر لباس زری ہے آفتاب دمن شعلہ زار آتش حسن
نہیں ہے کسوت زر شعلہ قد کے قدا پر یہ ہر طرف سوں اٹھے ہیں شر آتش حسن
سجن کو دیکھ کے دشوار ہے بجار ہنا نگاہ تیز نگاہاں ہے خار آتش حسن
ولی کیا ہوں نظر بس کہ اس پری رو پر
ہوا کباب دمن دل شکار آتش حسن

گر یہ عشاق سوں خداں ہے باغ بزم حسن مغز پروانہ سوں روشن ہے چراغ بزم حسن
کیوں نہ ہووے عاشقاں کوں نشہ دیوانگی گردش چشم پری سوں ہے ایام بزم حسن
عاشقاں اس آتشیں رخسار کے چہرے پر پیچ و تاب زلف ہے دو چراغ بزم حسن
بے خبر ہیں تجھ گلی سوں سبب اے گلبدن بلبلاں کرتی ہیں گلشن میں سراغ بزم حسن
حسن کی مجلس کوں جب روشن کیا و شمع رو خوب رویاں سب بولے جیوں لالہ باغ بزم حسن
آتش غیرت سوں گل پانی ہوا ہے مغز شمع و د شمع جب سوں ہوا عالی دماغ بزم حسن
صرف کتنا ہے ولی عالم منیں نقاش طبع
عیش کی تصویر میں رنگ فراغ بزم حسن

(۱۹۵)

عاشق کے مکھ یہ نین کے پانی کو دیکھ توں اس آرسی میں راز نہانی کوں دیکھ توں
 سُن بے قرار دل کی اول آہ شعلہ خیز تب اس حرف میں دل کے معانی کو دیکھ توں
 خوبی سوں تجھ حضور شمع دم زنی میں ہے اس بے حیا کی چرب زبانی کوں دیکھ توں
 دریا پہ جا کے موج رواں پر نظر نہ کر انجھواں کی میرے آکے روانی کوں دیکھ توں
 تجھ شوق کا جو داغ وئی کے جگر میں ہے
 بے طاقتی میں اس کی نشانی کو دیکھ توں

(۱۹۶)

یک بار مری بات اگر گوش کرے توں ملنے کو رقیباں کے فراموش کرے توں
 ہے جس کہ تیری نین میں کیفیت مستی یک دید میں کو نین کوں بے ہوش کرے توں
 اے سرو گل اندام اپس نقش قدم سوں ، بر جا ہے اگر صحن کوں گل پوش کرے توں
 غیرت سوں کرے چاک گریباں دل پر خو گر گل کی حامل کوں ہم آغوش کرے توں
 اے جان وکی وعدہ دیدار کوں اپنے
 ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے توں

(۱۹۷)

چلنے میں اے چنچل ہاتی کوں لجاوے توں
 بے تاب کرے جگ کوں جب ناز سوں آفے توں
 یک بارگی ہو ظاہر بے تابی مشتاقاں
 جس وقت کہ غمزے سوں چھاتی کوں چھپا دے توں
 گویا کہ شفق پیچھے خورشید ہوا ظاہر
 جب اوٹھ میں پردے کے چہرے کو دکھا دے توں

اے اوٹ کا پرانا ملا۔

لوئی فلک مکھ میں انگشت تحیر لے

جب پاؤں نزاکت سوں مجلس میں نچاؤے توں

عشاق کی شادی کی اُس وقت بچے نوبت

مردنگ کی جس ساعت آواز سناوے توں

یک تان سنانے میں جی تان لیا سب کا

اب دل سوں بکس سارے گر بھاؤ بتاوے توں

تو بائے ریائی سوں شاید کہے تو بہ

اس وقت دلی کوں گر بھر جام پلاوے توں

(۱۹۸)

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں
پوختی نہیں کعبہ مقصود کوں کشتی چشم
جیوں نسیم اب لگ سبک وحی مجھے حال نہیں
کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سر و عریاں کے حضور
ہندوئے زلف پر یارو ہے پریشانی فروش
سنگ دل کے دل پہ ہوئے نقش جیوں نقش نگیں
سر کروں جب وصف تیرے جامہ گل رنگ کے
بے تکلف صفحہ کاغذ یہ بیضا کروں
فیض سوں انجھواں کے دریا کوں مگر پیدا کروں
کس طرح اس غنچہ بند قبا کوں وا کروں
خود بہ خود رسوا ہے اس کوں پھر کے کیا رسوا کروں
بیچ دیوے مجھ کوں سودے میں اگر سودا کروں
آہ کالے کرم جب درد کو انشا کر دوں
جامہ زریاں کو برنگ صورت دیا کروں

۱۹۷۲ اس غزل پر ایک نسخے میں یہ نوٹ لکھا ہے اور قابل توجہ ہے۔

”اس غزل کو طبقات الشعراء مولفہ منشی قدرت اللہ صدیقی مراد آبادی ۱۱۸۸ھ میں حضرت شاہ گلشن کی طرف منسوب کیا ہے جس کو حضرت نے خود تبرکاً دلی گجراتی کو مرحمت فرمائی تھی اور اسی پر دلی کے ریختے کی بنیاد ہے“ (نسخہ مرتبہ حکیم شمس اللہ قادری صاحب)

رات کوں آؤں اگر تیری گلی میں اے حبیب زبور لب ذکر "سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِكَ
 آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولی
 سرو قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں
 (۱۹۹)

بھڑکے ہے دل کی آتش تجھ نہی کی ہوا سوں
 شعلہ نمط جلا دل تجھ حسن شعلہ زاسوں
 گل کے چراغ گل ہو یک بار جھڑپیں سب
 مجھ آہ کی حکایت بولیں اگر صبا سوں
 نکلی ہے جست کر کر ہر سنگ دل سوں آتش
 چقماق جب پلک کی جھاڑا ہے توں ادا سوں
 سجدہ بدل رکھے سر سرتا دم عرق ہو
 تجھ با حیا کے پگ پر آکر خناسوں
 بھیاں درد ہے پریم کا بے ہودہ سر پہے مت
 یہ بات سن ولی کی جا کر کہو دوا سوں
 (۲۰۰)

میری طرف سوں جا کے کہو اس حبیب سوں
 گر مجھ کوں چاہتا ہے تو مت مل رقیب سوں
 مت خوف کر تو مجھ سوں اے دلدار مہرباں
 آزار نہیں ہے گل کوں کبھوں عندلیب سوں

اے بیک حرکت۔

مت راہ دے رقیب سیہ رو کوں اے صنم
 واجب ہے احتراز بلائے مہیب سوں
 پوچھو نگو طبیب کوں مجھ درد کا علاج
 بیمار کوں برہ کے غرض نہیں طبیب سوں
 اُس بے وفا کی طرز سوں شکوہ نہیں وئی
 ہے جنگ رات دیس مجھے مجھ نصیب سوں
 (۲۰۱)

تجھ مکھ کی جھلک دیکھ گئی جوت چندر سوں
 تجھ مکھ پہ عرق دیکھ گئی آب گہر سوں
 شرمندہ ہو تجھ مکھ کے دکھے بعد سکندر
 بالفرض بناوے اگر آئینہ قمر سوں
 تجھ زلف میں جو دل کہ گیا اس کوں خلاصی
 نہیں صبح قیامت تلک اس شب کے سفر سوں
 ہر چند کہ وحشت ہے تجھ انکھیاں ستی ظاہر
 صد شکر کہ تجھ داغ کوں الفت ہے جگر سوں
 اشرف کا یومہ راع وئی مجکوں ہے دل چسپ
 الفت ہے دل و جاں کوں مرے پیم نگر سوں

(۲۰۲)
 باندھا ہے جو دل جگ منیں اس نور نظر سوں
 دیکھا ہے وہ دریا کوں اپس دیدہ تر سوں
 ۱۹۱

(۱۹۵)

عاشق کے مکھ یہ نین کے پانی کو دیکھتوں اس آرسی میں راز نہانی کوں دیکھتوں
 سن بے قرار دل کی اول آہ شعلہ خیز تب اس حرف میں دل کے معانی کو دیکھتوں
 خوبی سوں تجھ حضور شمع دم زنی ہیں ہے اس بے حیا کی چرب زبانی کوں دیکھتوں
 دریا پہ جا کے موج رواں پر نظر نہ کر انجھواں کی میرے آ کے روانی کوں دیکھتوں
 تجھ شوق کا جو داغ وئی کے جگر میں ہے
 بے طاقتی میں اس کی نشانی کو دیکھتوں

(۱۹۶)

یک بار مری بات اگر گوش کرے توں ملنے کو رقیباں کے فراموش کرے توں
 ہے بس کہ تیری نین میں کیفیت مستی یک دید میں کو نین کوں بے ہوش کرے توں
 اے سرو گل اندام اپس نقش قدم سوں ، بر جا ہے اگر صحن کوں گل پوش کرے توں
 غیرت سوں کرے چاک گریباں دل پر خو گر گل کی حامل کوں ہم آغوش کرے توں
 اے جان وکی وعدہ دیدار کوں اپنے
 ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے توں

(۱۹۷)

چلنے میں اے حنچل ہاتی کوں لجا دے توں
 بے تاب کرے جگ کوں جب ناز سوں آئے توں
 یک بارگی ہو ظاہر بے تابی مشتاقاں
 جس وقت کہ غمزے سوں چھاتی کوں چھپا دے توں
 گویا کہ شفق پیچھے خورشید ہوا ظاہر
 جب اوتھ میں پردے کے چہرے کو دکھا دے توں

لہ اوت کا پرانا املا۔

لوئی فلک مکھ میں انگشت تحیر لے

جب پاؤں نزاکت سوں مجلس میں نچا دے توں

عشاق کی شادی کی اُس وقت بچے نوبت

مردنگ کی جس ساعت آواز سنا دے توں

یک تان سنانے میں جی تان لیا سب کا

اب دل سوں بکیں سارے گر بھاؤ بتا دے توں

تو بائے ریائی سوں شاید کہ کرے تو بہ

اس وقت دلی کوں گر بھر جام پلا دے توں

(۱۹۸)

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں
پوختی نہیں کعبہ مقصود کوں کشتی چشم
جیوں نسیم اب لگ سبک وحی مجھے حال نہیں
کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سر و عریاں کے حضور
ہندوئے زلف پر یارو ہے پریشانی فروش
سنگ دل کے دل پہ ہوئے نقش جیوں نقش نگیں
سر کروں جب وصف تیرے جامہ گل رنگ کے
بے تکلف صفحہ کاغذ یہ بیضا کروں
فیض سوں انجھواں کے دریا کوں مگر پیدا کروں
کس طرح اس غنچہ بند قبا کوں واکروں
خود بہ خود رسوا ہے اس کوں پھر کے کیا رسوا کروں
بیچ دیوے مجھ کوں سو دے میں اگر سودا کروں
آہ کالے کرم جب درد کو انشا کروں
جامہ زیبایاں کو برنگ صورت دیا کروں

۱۹۸ تو بہ اس غزل پر ایک نسخے میں یہ نوٹ لکھا ہے اور قابل توجہ ہے۔

”اس غزل کو طبقات الشعراء مولفہ منشی قدرت اللہ صدیقی مراد آبادی ۱۱۸۸ھ میں
حضرت شاہ گلشن کی طرف منسوب کیا ہے جس کو حضرت نے خود تبرکاً دلی گجراتی کو مرحمت فرمائی
تھی اور اسی پر دلی کے ریختے کی بنیاد ہے“ (نسخہ مرتبہ حکیم شمس اللہ قادری صاحب)

رات کوں آؤں اگر تیری گلی میں اے حبیب زبور لب ذکر "سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِكَ
 آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولی
 سر و قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

(۱۹۹)

بھڑکے ہے دل کی آتش تجھ نہی کی ہوا سوں
 شعلہ نمط جلا دل تجھ حسن شعلہ زاسوں
 گل کے چراغ گل ہو یک بار جھڑپیں سب
 مجھ آہ کی حکایت بولیں اگر صبا سوں
 نکلی ہے جست کر کر ہر سنگ دل سوں آتش
 چقماق جب پلک کی جھاڑا ہے توں ادا سوں
 سجدہ بدل رکھے سر سرتا قدم عرق ہو
 تجھ با حیا کے پگ پر آکر خنا حیا سوں
 یہاں درد ہے پریم کا بے ہودہ سر کہے مت
 یہ بات سن ولی کی جا کر کہو دوا سوں

(۲۰۰)

میری طرف سوں جا کے کہو اس حبیب سوں
 گر مجھ کوں چاہتا ہے تو مت مل رقیب سوں
 مت خوف کر تو مجھ سوں اے دلدار مہرباں
 آزار نہیں ہے گل کوں کبھوں عندلیب سوں

اے بیک حرکت۔

مت راہ دے رقیب سیہ رو کوں اے صنم
 واجب ہے احتراز بلائے مہیب سوں
 پوچھو نگو طبیب کوں مجھ درد کا علاج
 بیمار کوں برہ کے غرض نہیں طبیب سوں
 اُس بے وفا کی طرز سوں شکوہ نہیں وئی
 ہے جنگ رات دیس مجھے مجھ نصیب سوں

(۲۰۱)

تجھ مکھ کی جھلک دیکھ گئی جوت چندر سوں
 تجھ مکھ پہ عرق دیکھ گئی آب گہر سوں
 شرمندہ ہو تجھ مکھ کے دکھے بعد سکندر
 بالفرض بناوے اگر آئینہ قمر سوں
 تجھ زلف میں جو دل کہ گیا اس کوں خلاصی
 نہیں صبح قیامت تلک اس شب کے سفر سوں
 ہر چند کہ وحشت ہے تجھ انکھیاں ستمی ظاہر
 صد شکر کہ تجھ داغ کوں الفت ہے جگر سوں
 اشرف کا یومصر اع وئی مجکوں ہے دل چپ
 الفت ہے دل و جاں کوں مرے پیم نگر سوں

(۲۰۲)

باندھا ہے جو دل جگ منیں اس نور نظر سوں
 دیکھا ہے وہ دریا کوں اپس دیدہ تر سوں

۱۹۱

خوں ریزی عشاق ہے موقوف اسی پر
 شمشیر کوں باندھا جو کوئی موئے کمر سوں
 پستلی و نگہ سوں یو ترا غمزہ خوں خوار
 آیا دل عشاق طرف تیغ و سپر سوں
 یک تل نہیں آرام مرے دل کو ترے باج
 اے نور نظر دور نہ ہو میری نظر سوں
 اُس لب کی حلاوت ہے وئی طبع میں میری
 یو شعر مرا جگ منیں بیٹھا ہے شکر سوں
 (۲۰۳)

باندھا ہوں اپس جو ترے موئے کمر سوں
 دیکھا ہوں اُسے جب سستی دقت کی نظر سوں
 پہنچی ہے مری فکر بلندی سوں فلک پر
 تجھ قد کی جو تعریف کیا اس کے اثر سوں
 ہے بس کہ ترے رنگ میں صافی و لطافت
 لکھتا ہوں ترے وصف کوں میں آب گہر سوں
 انکھیاں سوں ہوا پیو جدا جب سستی میری
 جاتے ہیں مرے اشک گیا پیو جدھر سوں
 تجھ ہجر میں دامن و گریبان و مالال
 شاکی ہیں ہر اک رات مرے دیدہ تر سوں

اے رومال کی جمع ۔

ہیں مغز میں پستے کی نمون تل کے سبب یوں
گویا یہ لباباں لے کے گئے گوئے شکر سوں

پڑھتے ہیں وئی شعر تراعرش پہ قدسی
باہر ہے تری فکر رسا حد بشر سوں

(۲۰۴)

جب سوں دل باندھا ہے ظالم تجھ نگہ کے تیر سوں
تب سوں رم نے رم کیا رمنے کے ہر پنجیر سوں
بے حقیقت گرم جوشی دل میں نہیں کرتی اثر
شمع روشن کیوں کے ہووے شعلہ تصویر سوں

جگ میں اے خورشید رو و و چرخ زن ہے ذرہ دار
جن نے دل باندھا ہے تیرے حسن عالم گیر سوں

اے پری تجھ قد کا دیوانہ ہوا ہے جب سوں سرو
پائے بند اس کوں کیے ہیں موج کی زنجیر سوں
خواب میں دیکھا جو تیرے سبزہ خط کوں صنم
سبز بختوں میں ہوا اس خواب کی تعبیر سوں

جگ میں نہیں اہل ہنر اپنے من سوں بہرہ یاب
کوہ کن کوں فیض کب پہنچا ہے جوئے شیر سوں
اے وئی پی کا دہن ہے غنچہ گلزار حسن

بوئے گل آتی ہے اس کی شوخی تقریر سوں

(۲۰۵)

اے نور چشم تجھ پر نامہ لکھا پلک سوں کیتا ہوں مہر اس پر انکھیاں کی مردک سوں

۱۹۳

اے رشک مہر انور ٹک مہر سوں خبر لے گزری ہے آہ میری تجھ غم میں نہ فلک سوں
 اہل چین کے دل میں بے قدر ہے صنوبر باندھے ہیں جب سستی جو تجھ سرو کی ٹک سوں
 اُس وقت ہوش عاشق ثابت قدم رہے کیوں سلطان حسن آوے جب ناز کی ٹک سوں
 اے آفتاب طلعت مانسہ مرہ ولی کا
 روشن ہوا ہے سینہ تجھ حسن کی جھلک سوں

(۲۰۶)

ہوا ہے دنگ بنگالہ تری زکس کے جادو سوں
 معطر ہے سواد ہند تیری زلف کی بو سوں
 قسم تیرے تغافل کی کہ زکس کی قلم لے کر
 تری انکھیاں کے جادو کوں لکھا ہوں خون آہو سوں
 کیا ہے مصرع برجستہ قوس قزح موزوں
 فلک مضمون رنگیں لے گیا تجھ بیت ابرو سوں
 سخن میرا ہوا ہے تب سوں بالا ہر سخن اوپر
 لگانے دھیان میرا جب سستی اس سرو دل جو سوں
 ہوا تجھ حسن پر دو جگہ دوا نہ گرتی نہیں
 اگر مجھ سے دوانے کا بندھا دل تجھ پری رو سوں
 مجھے گلشن طرف جانا بجا ہے اے مرہ انور
 کہ میں پاتا ہوں تجھ زلفاں کی بو ہر رات شبو سوں
 ولی ہر شعر سوں میرے نزاکت جلوہ پیرا ہے
 بجا ہے گر لکھوں اس موکر کوں خامہ موسوں

(۲۰۷)

آتا ہے جب چمن میں توں زیریں کلاہ سوں اٹھتی ہے فوج حسن تری جلوہ گاہ سوں
بزم ادا و ناز کوں وہ شوخ ناز نہیں خوش بو کیا ہے عنبر موج نگاہ سوں
بے جا نہیں ہے رخ پرے رنگ اضطراب باندھا ہوں دل کوں آہوے وحشت پناہ سوں
پروانہ وار عشق میں تیرے جو جو دیا اس کا کفن ہے رشتہ شمع نگاہ سوں
حاجت نہیں چراغ کی تجھ گھر میں اے ولی
روشن ہے بزم عشق تری شمع آہ سوں

(۲۰۸)

کیتا ہوں بند دل کوں اس غیرت پری سوں
جن نے کیا ہے مجنوں عالم کوں دلبری سوں
رکھتا ہے عاشقاں سوں بازار حسن گرمی
ہر چیز کی جہاں میں ہے قدر مشتری سوں
عاشق سوں جا کے پوچھو معشوق کی حقیقت
مخفی نہیں ہے خوبی جوہر کی جوہری سوں
جن نے رقم کیا ہے تعریف تجھ نین کی
معنی میں کیوں نہ ہو دے ہم چشم عبہری سوں
دل دار کی گلی سوں کیوں جا سکوں ولی میں
لیتا لپیٹ دل کوں جب چیرہ زری سوں

(۲۰۹)

جالیا تمام نس مجھ اس طبع آتشی سوں اب صبح دم ہے دم لے اے شمع ریشمی سوں
دل داشت کر سکے تو یہ دل لجا پس سنگ گردل کشی پہ دل ہے تو کیا ہے دل کشی سوں
لے لیا

عاشق کے دیکھنے سوں لاتا ہے چین جبین پر اے خوش ادا میں خوش ہوں تیری یہ ناخوشی
 اے پست لب ترے لب میں کان سب نمک کے کہ بہرہ مند محلوں اس کی نمک چستی سوں
 دنیا کے غل و غش سوں فارغ رہوں ولی میں
 یک جام گر ملے مجھ صہبائے بے غشی سوں

(۲۱۰)

سیر وئی نہ لے جا حشر میں دنیاے فانی سوں
 سیہ نامے کوں دھواے بے خبر انجھواں کے پانی سوں
 شب غم روز عشرت سوں بدل ہووے اگر دیکھے
 تری جانب دو ہر ذرہ پرور مہربانی سوں
 نزک جانناں کے گر تحفہ لجانا ہے تو اے ناداں
 لجا گل دستہ اعمال باغ نہ ندگانی سوں
 نہیں ہے سیر یک ساعت اگر ملک جوانی میں
 کہو کیا خضر کوں حاصل ہے ملک جاودانی سوں
 اپس کے سر پہ مارا کوہ کن نے تیشہ غیرت
 ہوا جب خسرو عالم ولی شیریں زبانی سوں

(۲۱۱)

میری طرف سوں جا کہو اُس ماہ عالم تاب کوں
 یک رات فرش خواب کر مجھ دیدہ کم خواب کوں
 اپنے دل پر خوں کوں میں لایا ہوں تیرے پیش کش
 گر خرچ اگر درکار ہے اطلس تجھے سنجاب کوں

۱۹۶

گر عشق میں آیا ہے تو اے دل، گریباں پارہ کر
 لیتے ہیں اس بازار میں بے تابی سیلاب کوں
 میرے دل گم نام کی کیا قدر بوجھے بے خبر
 ہے دلبراں کن اعتبار اس کو ہر نایاب کوں
 مجھ دل کوں سرگرداں کیا سا غنم اس شوخ نے
 جس کی زلف کے پیچ نے چکر دیا گر داب کوں
 صافی دلاں کن بیٹھنا ہے کسب عزت کا سبب
 دریا کا ہو کر ہم نشیں پہنچا ہے موتی آب کوں
 تجھ یاد میں آنجھواں ستی لبریز ہیں چشم ولی
 یک بار دیکھ لے سبز خط اس چشمہ سیراب کوں

(۲۱۲)

تشنگی اپنی نہیں کہتا کسی بے آب کوں
 جیوں گہر رکھتا ہے دائم جو گرہ میں آب کوں
 اضطراب دل گیا ہے اس کے کھ کوں دیکھ کر
 بے قراری سوں نکالے آر سی سیلاب کوں
 اشک ریزاں مثل انجم صبح محشر لگ رہا
 جن نے دیکھا یک نظر اس ماہ عالم تاب کوں
 تجھ بھواں کے خم کوں دیکھا جب ستی اے قبلہ رو
 رات دن رکھتا ہے زاہد مکھ آگے محراب کوں
 اے ولی پی کی محبت سوں زمیں کے فرش پر
 آنکھ بھر دیکھا نہیں کئی غیر مخمل خواب کوں

(۲۱۳)

حسدا یا ملا صاحب درد کوں کہ میرا کہے درد بے درد کوں
کرے غم سوں صد برگ صد پارہ دل دکھاؤں اگر چہرہ زرد کوں
ہٹا بوالہوس تجھ بھواں دیکھ کر کہاں تاب شمشیر نامرد کوں
اگر جل میں جل کر کنول خاک ہو نہ پہنچے ترے پانوں کی گرد کوں
لکھا تجھ دہن کی صفت میں ولی
ہر ایک فرد میں جو ہر فرد کوں

(۲۱۴)

دیکھا ہے جن نے اے صنم تجھ طرہ طرار کوں
رکھتا ہے سینہ بزمینیں جیوں شمع سوز نار کوں
جیوں زخم اُس کی چشم سوں جاری ہے خوں ہر دم میں
دیکھا ہے جو کئی یک نگہ تجھ ناز کی تلوار کوں
تیری پرت کے پنتھ میں اے داروے درماندگان
بخٹے ہیں عاصا آہ کا تجھ چشم کے بیمار کوں
اے سرگرد وہ سرکشاں لایا ہے نسا جِ فلک
خط شعاعی سوں بُنا تجھ چیرہ زرتار کوں
ہر استخوان سینے کا ہے مانند نے فریاد میں
رکھتا ہوں دالم بزمینیں تجھ غم کے موسیقار کوں
دیکھا ہے جب سوں آنکھ بھر تجھ مکھ کوں اے رشک چین
چھوڑاں ہیں تب سوں بلبلاں عشق گل گل زار کوں

لے جولا با۔

جیوں معنی رنگیں ولی ہو مہرباں مجھ ہال پر
دو صاحب معنی سُنے میرے اگر اشعار کوں

(۲۱۵)

دیتا نہیں ہے بار رقیب شریر کوں شاید کہ بوجھتا ہے ہمارے ضمیر کوں
اس ناز نہیں کی طبع گر آوے خیال میں بوجھوں صدائے صور قلم کی صریر کوں
بر جا ہے اس کوں عشق کے گوشے منیں قرار جو تیج و تاب دل سوں بچھاوے حصر کوں
اس کے قدم کی خاک میں ہے حشر کی نجات عشاق کے کفن میں رکھو اس عبر کوں
مجھ کوں ولی کی طبع کی صافی کی ہے قسم
دیکھا نہیں ہوں جگ میں سجن تجھ نظیر کوں

(۲۱۶)

میں دل کو دیا بند کر اس سحر بجن کوں عشاق جسے دیکھ بسا رہے ہیں وطن کوں
عنقا ہے سخن اس کا سخن فہم کے نزدیک رکھتا ہے جو کوئی یاد میں اس غنچہ دہن کوں
والہ کہ صادق ہے وہ عشاق کی صف میں جو صبح نمن سر سوں لپیٹا ہے کفن کوں
اس شوخ نے دکھلا کے پس رنگ کی خوبی لو ہو میں کیا غرق جو انان چمن کوں
ثابت رہے کیوں رنگ ولی اس کا جہاں میں
دیکھا ہے جو دلدار کی زلفاں کی شکن کوں

(۲۱۷)

نہیں معلوم ہوتا، داغ دینے کس بچارے کوں
چلا ہے آج یو لالہ ہزارے کے نظارے کوں
لیا ہے گھیر تجھ زلفاں نے تیرے کان کا موتی
مگر یہ ہند کا لشکر لگا ہے آستارے کوں

ہر اک احوال میں دلبر نظر میں خوب آتا ہے
 لباس خوب کی حاجت نہیں حق کے سوا اے کوں
 یہی ہے آرزو دل میں کہ صاحب درد گئی جا کر
 ہمارے درد کی باتاں کہے اس پی پیارے کوں
 کمر سوں نہیں جدا ہوتی نظر اس شوخ چنچل کی
 وئی آخر کیا ہے صید چیتے نے چکارے کوں

(۲۱۸)

دیکھوں گے بے سستی اس رشک پری کوں
 گر کچھ بھی اثر ہے مری آہ سحری کوں
 اے شوخ ترے ملنے کوں انکھیاں کے اُپر رکھ
 لایا ہوں تری نذر عقیق جگر ی کوں
 ابن کوں لگا سحر کے غائب ہووے ساحر
 دیکھے جو تری نین کی جادو نظری کوں
 اے حیلہ گر رند تری حیلہ گری دیکھ
 سب حیلہ گراں ترک کیے حیلہ گری کوں
 یک بارگی ہوتا ہے وئی زر کے نمن زرد
 جب باندھ کے آتا ہے تو دستار زری کوں

(۲۱۹)

دیکھے گا ہر اک آن تری جلوہ گری کوں پایا ہے تری ہر سوں جو دیدہ دری کوں
 بخشا ہے تری نین نے کیفیت مستی تجھ مکھ نے خبردار کیا بے خبری کوں
 جاری ہوا تجھ غم مستی مجھ اشک کا مطلب ہم دانہ وہم آب ملا اس سفری کوں

مجھ عاشق دیوانہ کوں گر حکم ہو تیرا
تجھ حور آگے فرش کروں آج پری کوں
ہر گل کا سنا چاک ہو سن درد کوں میرے
گلشن کی طرف بھیجوں گر آہ سحری کوں
کھایچ ڈبے شرم سوں مغرب منیں سوچ
گر دیکھے ترے سیس پہ دستار زری کوں
کہتا ہے ولی سحر سدا شعر کے فن میں
تجھ نین سوں سیکھا ہے مگر جادو گری کوں

(۲۲۰)

ہرگز تو نہ لے ساتھ رقیب دغلی کوں
مت راہ دے خلوت منیں ایسے خللی کوں
تیرے لب یا قوت اُپر خطا خفی دیکھ
خطا ط جہاں نسخ کیے خطا جلی کوں
اے زہرہ حبیب کشن ترے مکھ کی کلی دیکھ
گاتا ہے ہر اک صبح میں اٹھ رام کلی کوں
یا قوت کوں ہے قوت ترے خطا کی محبت
ہے دل میں غبار اس کے سبب میر علی کوں
اے ماہ حبیب ہر لقا تیری حبیب پر
کہتا ہوں ہر اک دم منیں دم ناد علی کوں
میں دل کوں ترے ہاتھ دیار و زازل کوں
مت دل سوں بسا رہنے محب ازلی کوں
نہیں منصب و جاگیر نہیں روز و وظیفہ
ہر روز ترانام و وظیفہ ہے ولی کوں

(۲۲۱)

ہوا ہے رشک چنپے کی کلی کوں
نظر کر تجھ قبائے صندلی کوں
کرے فردوس استقبال اس کا
تصور جو کیا تیسری گلی کوں
دل بے تاب نے تجھ غم کی خاطر
کیا ہے فرش خواب مخملی کوں
ہماری آہ آتش رنگ سن کر
ہوئی ہے بے قراری بجلی کوں
ترے غم میں دل سوراخ سوراخ
کیا پیدا صدائے بانسلی کوں
دل پرخوں نے میرے باغ میں جا
دیا تعلیم خوں خواری کلی کوں

۲۰۱

کیا ہوں آبِ نخلت سوں سراپا ہر اک مصرع سوں مصری کی ڈلی کوں
 پڑے سن کر اُچھل جیوں مصرع برق اگر مصرع لکھوں ناصر علی کوں
 ترے اشعار ایسے نہیں فراقی
 کہ جس پر رشک آوے گا ولی کوں

(۲۲۲)

جو کوئی سمجھا نہیں اُس مکہ پہ آنچل کے معانی کوں
 دو کیوں بوجھے کہو اس شوخ چنچل کے معانی کوں
 کریں گرجت اس انکھیاں کے جادو کے سحر ساراں
 نہ پہنچے کوئی باریکی میں کا جسل کے معانی کوں
 دو یوسف کوں کہے ثانی سو اس بے مثل کا کیوں کر
 دو ہیں کر جو کہ سمجھا چشمِ احوں کے معانی کوں
 نہ نکلے بحر حیرت سوں جو ہوئے اس مکہ کا ہم زانو
 یہ بوجھے دو جو پہنچا ہے سجنجل کے معانی کوں
 صفائی دیکھ اُس کے مکہ کی ہے بے ہوش سرتاپا
 یہی تحقیق سمجھو خوابِ محمل کے معانی کوں
 بیاں زلفِ بدیع کا ہے سعد الدین کا مطلب
 اُجھوں لگ تم نہیں سمجھے مطول کے معانی کوں
 ولی اس ماہِ کامل کی حقیقت جو نہیں سمجھا
 وہ ہرگز نہیں بچھا عالم میں اکمل کے معانی کوں

لہ آئینہ

(۲۲۳)

فدائے دلبر رنگیں ادا ہوں شہید شاہد گل گوں قبا ہوں
ہراک مرد کے ملنے کا نہیں ذوق سخن کے آشنا کا آشنا ہوں
کیا ہوں ترک زکس کا تماشا طلب گار نگاہ باحیا ہوں
نہ کر شمشاد کی تعریف مجھ پاس کہ میں اس سرو قد کا مبتلا ہوں
کیا میں عرض اس خورشید و سوں تو شاہ حسن میں تیرا گدا ہوں
سدا رکھتا ہوں شوق اس کے سخن کا ہمیشہ نشہ آب بہتا ہوں

قدم پر اس کے رکھتا ہوں سدا سر
ولی ہم مشرب رنگ حنا ہوں

(۲۲۴)

میں سورہ اخلاص ترے روسوں لکھا ہوں
بسم اللہ دیوان تجھ ابروسوں لکھا ہوں
تجھ چشم کی تعریف کوں آہو کے نین پر
اکثر قلم زکس جادوسوں لکھا ہوں
اے موئے میاں وصف ترے موئے میاں کے
چیتے کی کمر پر قلم موسوں لکھا ہوں
تجھ طرہ طرار کی تعریف کوں اے شوخ
سنبل کے چمن میں گل شبوسوں لکھا ہوں
اس مردک چشم طرف حال وئی کا
پلکاں کی قلم کر آپس انجھوسوں لکھا ہوں

تصویر تری جان مصفا پہ لکھا ہوں یہ نقش پری پردہ مینا پہ لکھا ہوں
مجھ عاشق یک رنگ سوں دورنگ ہوا ہوں تیری یہ دورنگی گل رعنا پہ لکھا ہوں
تجھ سنبل پر پیچ کی خوبی میں کتک سطر موجاں کی منن صفحہ دریا پہ لکھا ہوں
یک تل نہیں آرام ترے تل کے سبب مجھ یو صورت تل دل کے سویدا پہ لکھا ہوں
فریاد لکھا صورت معشوق حجر پر میں صورت دلبر دل شیدا پہ لکھا ہوں
ہرگز نہ کیا نرم صنم دل کوں اپس کے یہ سنگ دلی تختہ خارا پہ لکھا ہوں
اے مرد یک چشم تجھ انکھیاں کی یہ لالی نرگس کے قلم سوں گل لالہ پہ لکھا ہوں
اعجاز ترے اس خطر دشن کاری جن جیوں خط شعاعی بد بیضا پہ لکھا ہوں
پیتم نے قدم رنجہ کیا میری طرت آج یہ نقش قدم صفحہ سیما پہ لکھا ہوں
تجھ عشق میں دیکھا ہے یہ دل وسعت منزل یہ حالت دل دامن صحرا پہ لکھا ہوں
اے آہ بلندی تجھے اُس قد کے سبب ہے تنخواہ تری عالم بالا پہ لکھا ہوں
تجھ نرگس مخمور کی کیفیت مستی اکثر خط سا غرستی صہبا پہ لکھا ہوں
اس کے دہن تنگ کی تعریف کا نکتہ
صنعت سوں ولی دیدہ عنقا پہ لکھا ہوں

میں عاشقی میں تب سوں افسانہ ہو رہا ہوں
تیری نگہ کا جب سوں دیوانہ ہو رہا ہوں
اے آشنا کرم سوں یک بار آدرس دے
تجھ باج سب جہاں سوں بیگانہ ہو رہا ہوں

باتاں لگن کی مت پوچھ اے شمع بزم خوبی

مذت سے تجھ جھلک کا پروانہ ہو رہا ہوں
شاید وہ گنج خوبی آوے کسی طرف سوں

اس واسطے سراپا ویرانہ ہو رہا ہوں
سودائے زلفِ خواباں رکھتا ہوں دل میں دائم

زنجیر عاشقی کا دیوانہ ہو رہا ہوں
برجائے گرسنوں نہیں ناصح تری نصیحت

میں جامِ عشق پی کر مستانہ ہو رہا ہوں
کس سوں ولی آپس کا احوال جا کہوں میں

سرتا قدم میں غم سوں غم خانہ ہو رہا ہوں

(۲۲۷)

باطن کی گردِ مدد ہوا سے یار کر رکھوں
اپنے سخن کا اس کوں خریدار کر رکھوں

اس کی ادا و ناز کی خوبی کوں کر بیاں
ہر خوب رو کوں صورت دیوار کر رکھوں

لائق ہے گرد و شوخ کہے اپنے فخر میں
آوے اگر پری تو پرستار کر رکھوں

برجائے گرچہ میں کہے و دو نگاہ کر
زنگیں کوں اپنی چشم کا بیمار کر رکھوں

تسلیج تیری زلف کوں کہتی ہے اے صنم
یک تار دے کہ رشتہ زنا کر رکھوں

تیرے خیال آنے کی پاؤں اگر خبر
سینے کوں داغِ عشق سوں گلزار کر رکھوں

ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج

اُس گل بدن کوں اپنے گلے ہار کر رکھوں

(۲۲۸)

صدق ہے آب و رنگ گلشنِ دیں پاک بازی ہے شمع راہِ یقیں

۲۰۵

خوشہ چینِ جمالِ جاناں ہیں خرمنِ ماہ و خوشہ پرویں
ہے ترے لبِ سوں اے شکرِ گفتار بات کہنا نباتِ سوں شیریں
قد سوں تیرے عیاں ہے اے جاناں صورتِ ناز و معنیِ تمکین
بس کہ رو یا ہوں یاد کر کے تجھے چشمِ میری ہے دامنِ گلِ چین
زلفِ تیری ہے اے وفادِ شمن دشمنِ دین دشمنِ آئیں

اے ولی تب نہاں ہو لیلِ فراق
جب عیاں ہو و آفتابِ حبیب

(۲۲۹)

آوے اگر دوشوخِ ستمِ گرِ عتاب میں جرأتِ جواب کی نہ رہے آفتاب میں
یک جام میں دو جگ کوئے مستِ بے خبر تیری نین کا عکس پڑے گر شراب میں
رخسارِ دلِ ربا کا صفا کیا بیاں کروں تحمل نے اس صفا کوں نہ دیکھا ہے خواب میں
تجھ حسنِ شعلہ زار کی تعریفِ رشک سوں سننے کی تاب آج نہیں آفتاب میں
طاقت نہیں کہ تیری ادا کا بیاں لکھے ہے گرچہ بے نظیرِ عطار و حساب میں
تجھ زلفِ حلقہ دار سوں مانند عاشقاں گرداب و موجِ مل کے پڑے ہیچ و تاب میں
تجھ حسنِ آبدار کی تعریف کیا کہوں موتی ہوا ہے غرقِ تجھے دیکھ آب میں
تیری نگاہِ مست کہ ہے جامِ بے خودی رکھتی ہے کیفیت کہ نہیں دو شراب میں
تیری بھواں کے رتبہِ عالی کوں کر نظر برجا ہے گر ہلال چلے تجھ رکاب میں
رکھتے ہیں اس سوں گلبِ ذناں رغبتِ تمام شاید کہ تجھ عرق کا اثر ہے گلاب میں
اے دلِ شباب چل کہ تماشے کی بات ہے بیٹھا ہے آفتابِ نکل ماہِ تاب میں
ملنا بجا نہیں ہے مخالفِ سوں یکاں اس تان کو بجاوے ربابیِ رباب میں
میرے دلِ برشتہ میں محشر کا شور ہے ہے تجھ نمک کا شاید اثر اس کباب میں

آوے دو نو بہار اگر بر سر سخن طوطی کوں لا جواب کرے یک جواب میں
 ہرگز نہیں ہے خشت سوں فرق اس کوں لائی
 خوش طلقاں کی بات نہیں جس کتاب میں

(۲۳۰)

ہے بس کہ آب و رنگ حیا کھیم داس میں آتا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں
 ہے اُس کے کھ سوں جلوہ ناموج کہ آب تاب موتی کے مثل گرچہ ہے سادہ لباس میں
 بیرگیوں کے منقہ میں آکر دو مرہ جبیں ق بیراگ کوں اٹھا کے چڑھایا اکاس میں
 لگتا ہے اُس گر وہ میں دوسر و نازنین گویا گل گلاب کیا جلوہ گھاس میں
 اس کی بھواں کوں بوجھ کے شمشیر آبدار اہل ہوس کی عقل ہے دائم ہر اس میں
 آوے فلک سوں زہرہ اتر کر دو مرہ جبیں یک تان گاوے رام کلی یا بھباس میں
 جاتا ہوں باغ یاد میں اس چشم کے وائی
 شاید کہ بوے اُس کی ہونر گس کی باس میں

(۲۳۱)

دیکھا ہے جن بنود کوں اکرم کے باغ میں پہنچی ہے بوے عشق کی اس کے دماغ میں
 کھویا ہے تجھ نگاہ نے عالم کے ہوش کوں گردش عجب ہے تیری انکھیاں کے ایاغ میں
 تجھ لب کا آب و رنگ جو کچھ خط سوں ہے عیاں ہرگز دو آب و رنگ نہیں شب چراغ میں
 تجھ شوق کی اگن سوں سہہ جل گیا تمام فی الجملہ اس کا رنگ ہے لالے کے داغ میں

تجھ وصل کے خیال سوں غافل نہیں وئی
رہتا ہے رات دیں اسی کے سراغ میں

(۲۳۲)

رکھتا ہوں شمع آہ سجن کے فراق میں حاجت نہیں چراغ کی میرے رواق میں
آب حیات وصل سوں سینے کو سرد کر جلتا ہوں رات دیں پیا تجھ فراق میں
سن کر خبر صبا سوں گریباں کوں چاک کر نکلے ہیں گل چمن سوں تے اشتیاق میں
اے دل عقیق لب کے یہ آئے ہیں مشتری موتی نہ بوجھ زہرہ حبیب کے بلاق میں
تیرے سخن کے لغز رنگیں کوں سن وئی
دوباعرق کے نیچ عراقی عراق میں

(۲۳۳)

جب تک نہ دیکھا تھا تجھے دل بند تھا اوراق میں
تیری بھواں کوں دیکھ کر جز دان چھوڑا طاق میں
مشرق سوں مغرب لگ سدا پھرتا ہے ہر گھر دے
اب لگ سرج دیکھا نہیں ثانی ترا آفاق میں
دل مست جام بے خودی اس انجمن میں کیوں نہ ہو
جیوں موج مئے ہے ہر ادا ساقی سمیں ساق میں
تیرے دہن کوں دیکھ کر اے نو بہار عاشقاں
جیوں غنچہ گل ہر سحر جاتا ہوں استغراق میں
اے صبح تجھ کوں نہیں خبر اس مطلع انوار کی
ہر چند عالم گیر ہے تو حکمت اشراق میں

۲۰۸

آیا ہے جب سوں دید میں دو نور چشم عاشقاں
 جیوں نور بتا ہے سدا مجھ دیدہ مشتاق میں
 تیری تواضع دیکھ کر بر جا ہے اے جانِ ولی
 گر بو علی سینا لکھے دفتر ترے اخلاق میں
 (۲۳۴)

تجھ عشق کی اگن سوں سجن جل گیا ہوں میں
 تیری گلی کی خاک میں جا ر ل گیا ہوں میں
 تجھ سوز میں جلا ہے جو دل شمع کی نمون
 پروانہ ہو کے اس کے اُپر بل گیا ہوں میں
 اے آفتاب دیکھ ترے لکھ کی روشنی
 بے تاب ہو کے مہ کے نمون گل گیا ہوں میں
 یہ پھر کے دیکھنا ترا مجھ دل پہ گھات ہے
 تیری نگہ کے رمز کوں اٹھل گیا ہوں میں
 تجھ دل کا دیکھ سوز اِدھک اے ولی مدام
 بولا پتنگ ہاتھ کوں یہاں مل گیا ہوں میں

(۲۳۵)

ہوا تو خسرو عالم سجن ! شیریں مقامی میں
 عیاں ہیں بدر کے معنی تری صاحب کمالی میں
 جو کیفیت سیہ مستی کی تجھ انکھیاں میں ہے ظالم
 نہیں دو رنگ و دو مستی شراب پر تگالی میں

تری زلفاں کے حلقے میں آہے یوں نقش رخ روشن
 کہ جیسے ہند کے بھیتر لگیں دیوے دیوالی میں
 اگرچہ ہر سخن تیرا ہے آبِ حُضْر سوں شیریں
 ولے لذتِ نرالی ہے پیا تجھ لب کی گالی میں
 کہو اس نورِ چشم و پستہ لب کوں آشنائی سوں
 کہ جیوں بادام کے دو مغز ہو دیں یک نہالی میں
 نظر میں نہیں ہے مردوں کی صلابت اہلِ زینت کی
 نہیں دیکھا کوئی رنگِ شجاعت شیر قالی میں
 ولی کے ہر سخن کا دو ہوا ہے مو بہ مو خواہاں
 جو گئی پایا ہے لذتِ تجھ بھواں کے شعرِ حالی میں

(۲۳۶)

چھپا ہوں میں صداے بانسلی میں کہ تاجاؤں پری رو کی گلی میں
 نہ تھی طاقت مجھے آنے کی لیکن بزورِ آہ پہنچا تجھ گلی میں
 عیاں ہے رنگ کی شوخی سوں اے شوخ بدن تیرا قبائے صندلی میں
 جو ہے تیرے دہن میں رنگِ خوبی کہاں یہ رنگِ یہ خوبی گلی میں
 کیا جیوں لفظ میں معنی 'سری جن'
 مقام اپنا دل و جان ولی میں

(۲۳۷)

دل نے تسخیر کیا شوخ کوں حیرانی میں آرسی شہرہ عالم ہے پری خوانی میں
 خط کے آنے نے خبردار کیا گل رو کوں نشہ ہوش ہے اس بادہِ ریحانی میں
 جو ہر آئینہ تجھ خط کی سناجب سوں خبر موجِ گوہر کی بمن غرق ہوا پانی میں

خط کا آخر کوں ہوا رخ پہ پری رو کے گزر مور کوں راہ ملی ملک سلیمانی میں
 دل بے تاب کہ اک آن نہیں اس کوں قرار زلف دلدار سوں ہمسر ہے پریشانی میں
 گل رخاں بات آپس دل کی مجھے کہتے ہیں بس کہ ہوں شہرہ آفاق سخن دانی میں
 جُروٹی بات آپس دل کی کسی پاس نہ کہہ
 راہ ہر دل کو نہیں مطلب پنہانی میں

(۲۳۸)

سحر پرواز ہیں پیا کے نین ہوش دشمن ہیں خوش ادا کے نین
 اے دل اس کے آگے سنبھال کے جا تیغ برکت ہیں میرزا کے نین
 دل ہوا آج مجھ سوں بے گانہ دیکھ اس رمز آشنا کے نین
 جگ میں اپنا نظیر رکھتے نہیں دلبری میں وودل ربا کے نین
 نرگستاں کوں دیکھنے مت جا دیکھ اس نرگسی قبا کے نین
 دوسے گلزار آبرو کا گل حق نے جس کو دیے حیا کے نین

اے ولی کس آگے کروں فریاد
 ظلم کرتے ہیں بے وفا کے نین

(۲۳۹)

فرش گر عاشق کریں تجھ راہ میں اپنے نین
 تو نزاکت سوں رکھے نا اُس اُپر اپنے چرن
 تجھ لبوں کے لعل کی خوبی کا کیا بولوں بیاں
 چشم عاشق جس سوں ہیں کان بدخشان و مین
 خط کے تسلیں رحل زمرہ مکھ کوں تیرے اہل فضل
 مصحف گل بول کر کر سی یہ بٹھلا یا سخن

شمع لے انگشت حیرت منہ میں سرتاپا جلی
 جب آپس کے مکھ سوں تو روشن کیا ہے انجمن
 پھول کی پکھری پہ جیوں مارا ہے جنگل رنگ نے
 دل نے تیوں پکڑا ہے تیرا دامن اے گل پرہن
 منہ پہ شیریں دل میں سنگیں حال معشوقاں کا دیکھ
 کیوں نہ مارے غم سوں تیشہ سر پہ اپنے کوہ کن
 اے ولی اس کی گلی دل یاد کرتا ہے ہُدام
 کیوں کرے نہیں یاد ہے ایمان الحب الوطن

(۲۴۰)

باندھا ہے جب سوں شوخ نے خنجر کمر منیں
 سب گل رخاں کے جو پڑے ہیں خطر منیں
 جو آب و رنگ تیرے سخن میں ہے اے سجن
 ہرگز و و آب و رنگ نہیں ہے گہر منیں
 ہر وقت طبع راغب شربت ہے اے صنم
 شاید ترے لبوں کا اثر ہے شکر منیں
 جمعیت آسماں سوں، توقع بجا نہیں
 ہیں آفتاب و ماہ ہمیشہ سفر منیں
 قوسِ قزح کا مصرع ثانی ہوا اے ولی
 تعریف اُس بھواں کی لکھوں جس سطر منیں

اے بہ قدر یک حرکت

(۲۴۱)

خوش قداں دل کوں بند کرتے ہیں ق نام اپنا بلند کرتے ہیں
اپنے شیریں سخن کوں دے کے رواج سرد بازار قند کرتے ہیں
جس کوں بے تاب دیکھتے ہیں اُسے اپنے اوپر سپند کرتے ہیں
بند کرنے کوں عاشقاں کے سدا زلف اپنی کمند کرتے ہیں
اے ولی جو کہ ہیں بلند خیال
شعر میرا پسند کرتے ہیں

(۲۴۲)

خوب رو خوب کام کرتے ہیں یک نگہ میں غلام کرتے ہیں
دیکھ خواہاں کوں وقت ملنے کے کس ادا سوں سلام کرتے ہیں
کیا وفادار ہیں کہ ملنے میں دل سوں سب رام رام کرتے ہیں
کم نگاہی سوں دیکھتے ہیں ولے کام اپنا تمام کرتے ہیں
کھولتے ہیں جب اپنی زلفاں کوں صبح عاشق کوں شام کرتے ہیں
صاحب لفظ اس کوں کہہ سکے جس سوں خواہاں کلام کرتے ہیں
دل لجاتے ہیں اے ولی میرا
سرو قد جب خرام کرتے ہیں

(۲۴۳)

گل مقصد کے ہار ڈالے ہیں نفتہ مستی جو ہار ڈالے ہیں
کیوں نہ ہو راہ عشق نشترزار تیری یلکاں نے خار ڈالے ہیں
دیکھ اُس کے نین کے خنجر کوں چشم آہو کوں وار ڈالے ہیں
کیوں کے نکلے برہ کے کوچے سوں زلف تیری نے مار ڈالے ہیں

اے دلی شہر حسن کے اطراف
خط سوں اس کے حصار ڈالے ہیں

(۲۴۴)

جو کہ تجھ پر نگاہ کرتا نہیں دو آپس کی خودی بسترانیں
کیوں کے ہو میری حسن سوں تیرے دھوپ کھانے سوں پیٹ بھرتانیں
پی کے لب سوں پیا جو آب حیات دور آخر تلک دو مرتانیں
غیر تیرے خیال کے اے شوخ دل میں میرے دو جا اترتائیں
اے دلی اس کے نقش عالی کوں
غیر مانی دو جا چسترتائیں

(۲۴۵)

جو پی کے نام پاک پہ جی سوں فدا نہیں راضی کسی طرح سستی اس پر خدا نہیں
اے نور جان و دیدہ ترے انتظار میں مدت ہوئی پلک سوں پلک آشنا نہیں
عشاق مستحقِ ترحم ہیں اے عزیز اُن کے غریب حال پہ سختی روا نہیں
ترشی آپس جہیں سوں نکال اے شکر چین عشاق پر غضب ہے یہ ناز و ادا نہیں
اے نو بہار حسن و گل باغ جان و دل افسوس ہے کہ تجھ منیں رنگ و فا نہیں
ترک لباس بس کہ کیا ہوں جہاں منیں تیری گلی کی خاک و را مجھ قبا نہیں
ڈالے اکھاڑ گوہ کوں جوں کاہ اے دلی
عاشق کی آہ سرد کہ جس میں صدا نہیں

(۲۴۶)

مجھے گلشنِ طرفِ جانار و انیں اگر گلشن میں دور نگیں ادا نہیں
بغیر از نقد جانِ پاک بازاں متاع حسن کا دو جا بہا نہیں

کیا ہے عاشقاں کے خوں سوں رنگیں کہ خوں ریزہ پر رنگِ حنائیں
 سناہوں تجھ نگاہ با حیا سوں کہ ہرگز چشمِ زر گس میں حنائیں
 تری زلفاں کے سنبل کا محرک ہواے عشق بازاں ہے صبا نئیں
 ترا قد دیکھ کر کہتی ہے قمری کہ ہرگز سرو میں ایسی ادا نئیں
 ترا لکھ دیکھنا ہے واجب العین اداے فرض میں خوفِ ریا نئیں
 عجب ہے اے درِ دریاے خوبی کہ دل تیرا مروت آشنا نئیں
 ولی گل رو کی دانش پر نظر کہ
 بہارِ حسن کوں چنداں بقا نئیں

(۲۴۷)

مرا غم دفع کرنے کا و و عالی جاہ قاصد نئیں
 تو آوے کیوں مرے نزدیک کچھ گمراہ قاصد نئیں
 ہوا ہے مجھ کوں یو معلوم اس بے دست گاہی میں
 کہ مجھ احوال پہنچانے کوں غیر از آہ قاصد نئیں
 دوجے کو مطلع کرنا نہیں غیرت روا رکھتی
 ہم سے بے سرو ساماں نزک اس راہ قاصد نئیں
 جو میرے جان و دل کا حال ہے تجھ ہجر میں سا جن
 تجھے و و حال پہنچانے کے وں کیا آہ قاصد نئیں
 بجز وجدانِ دلبر کئی نہ پاوے حال عاشق کا
 تو میرے راز کے نامے سستی آگاہ قاصد نئیں
 نہ پاوے شاید معنی اپس کوں جو کیا خالی
 خبر یوسف کی پہنچانے کوں غیر از چاہ قاصد نئیں

۲۱۵

وئی کیوں کر لکھوں اس بے خبر کوں درد دل اپنا
لجانے درد کے نامے کوں گئی دل خواہ قاصدیں

(۲۴۸)

سبحن کے باج عالم میں دگر نہیں ہمن میں ہے ولے ہم کو خبر نہیں
عجب ہمت ہے اس کی جس کوں جگت میں بغیر از یار دو جے پر نظر نہیں
نہ پاوے صندل راز الہی جسے گرمی سوں دل کی درد سر نہیں
ہوا نہیں جب تلک خالی اپس سوں گرفتاراں میں ہرگز معتبر نہیں
نہ دیویں راہ تنجکوں ملک دل میں وفا کا جب تلک تجھ میں اثر نہیں
اپس کے مدعا کے آشیاں کوں نہ پہنچے جب تلک ہمت کے پر نہیں
نہ پوچھو درد کی بے درد سوں بات کہے کیا بے خبر جس کوں خبر نہیں
ہوا ہوں جیوں کماں خم زور غم سوں رسنے میں تیر ہے آہ جگر نہیں
وئی اس کی حقیقت کیوں کے بوجھوں
کہ جس کا بوجھنا حسد بشر نہیں

(۲۴۹)

دیکھا ہے جن نے باغ میں اس سرو قد کے تئیں
طوبی کی خوش قدی پہ سٹا دست رد کے تئیں
دل جا پڑا ہے چاہ زرخداں میں یک بیک
اے زلف یار پہنچ تو میری مدد کے تئیں
اے سرو تیرے قد سوں ہے نت عید عاشقان
قرباں کیا ہوں تجھ پہ میں عمر ابد کے تئیں

۲۱۶

ہیں دنگ آسماں پہ ملک جب کیا شکار
 آہو نے تجھ نین کے فلک کے اسد کے تئیں
 یا جوج ہو رقیب جب آیا سجن کے پاس
 پیدا کیا حجاب سکندر کی سد کے تئیں
 درکار نہیں ہے صافی دل کوں لباس زر
 جیوں آرسی پسند کیا ہوں نہ کے تئیں
 پی کی مشابہت کا دِسان نہیں مجھے وکی
 دیکھا ہوں آفتاب نمط چار حد کے تئیں

(۲۵۰)

اے سامری تو دیکھ مری ساحری کے تئیں
 شیشے میں دل کے بند کیا ہوں پری کے تئیں
 اس زلف کے طلسم کوں دیکھا ہوں جب سستی
 پایا ہوں تب سوں رشتہ جادوگری کے تئیں
 اُس گن بھری چنچل نے لیا مکھ پہ جب آنچل
 قرباں کیا ایس پہ شہ خاوری کے تئیں
 خورشید لے کے مکھ پہ شفق شرم سوں چھپا
 نکلا ہے جب دو پہن لباس زری کے تئیں
 پیدا ہوا ہے جگ میں وکی صاحب سخن
 میری طرف سوں جا کے کہو انوری کے تئیں

(۲۵۱)

تجھ حسن نے دیا ہے بہار آرسی کے تئیں
بخشا ہے خال و خط نے نگار آرسی کے تئیں
روشن ہے بات یہ کہ اول سادہ لوح تھی
بخشتے ہیں اس کے منہ سوں سنگھار آرسی کے تئیں
خوبی منیں اول سوں ہوئی ہے دو چند تر
جب سوں کیا صنم نے دو چار آرسی کے تئیں
حیرت کی انجمن میں دو حیرت فزانی جا
ایک دید میں کیا ہے شکار آرسی کے تئیں
کس خط کے پیچ و تاب کون دل میں رکھے کہ آج
جیوں آجیو نہیں ہے قرار آرسی کے تئیں
حیرت سوں آنکھ اپس کی نہ موندے حشر تلک
یک پل ہو اس نزک جو گزار آرسی کے تئیں
گر اس کے دیکھنے کی وئی آرزو ہے تجھ
بیگی اپس کے دل کی سنوار آرسی کے تئیں

ردیف و

(۲۵۲)

ہر رات اپس کے لطف و کرم سوں ملا کرو ہر دن کوں عید بوجھ گلے سوں لگا کرو
لہ کے تئیں کا اظہار بہت سے نسخوں میں 'کیتیں' ہے اور اسی طرح بولتے تھے۔ ہاشمی

وعدہ کیے تھے رات کہ آؤں گا صبح میں لے ہر بان وعدے کو اپنے وفا کرو
 حق تجھ سوں ہم کلام رکھے محکوں رات دن اس بات سوں مدام رقیباں جلا کرو
 کب لگ رکھو گے طرز تغافل کو دل میں ٹک کان دھڑ کے حال کسی کا سنا کرو
 جب لگ ہے آسمان وز میں جگ میں برآ جیوں پھول اس جہاں کے چمن میں ہنسا کرو
 آیا ہوں احتیاج لے تم پاس اے صنم اپنے لبوں کے خضر سوں حاجت روا کرو
 یک بات ہے ولی کی سنو کان دھڑ سچن
 میری آنکھاں کے باغ میں دائم رہا کرو

(۲۵۳)

چاہو کہ ہوش سر سوں اپس کے بدر کرو یک بار اُس پری کی گلی میں گزر کرو
 ہے قصہ دراز کے سننے کی آرزو اُس زلف تابدار کی تعریف سر کرو
 بوجھو ہلال چرخ کوں ابروے پر زال اس کی بھواں کے خم پہ اگر ٹک نظر کرو
 اس گل کے گرد وصال کی ہے دل میں آرزو شبہ من تمام آنکھیاں اپنی تر کرو
 لے دوستاں بہ تنگ ہوا ہوں میں ہوش سوں یتیم کا نانوں لے کے مجھے بے خبر کرو
 پہنچا ہے جس کے ہجر کی سختی سوں حال نزع اُس بے خبر کوں حال سوں میرے خبر کرو
 ہر شعر سوں ولی کے عزیزاں بیاض میں
 مسطر کے خط کوں رشتہ سلک گہر کرو

(۲۵۴)

وحشی ملک عدم کوں تمھیں تسخیر کرو خون عبقا کے اگر رنگ سوں تصویر کرو
 دل دیوانہ عاشق کوں دو جے قید نہیں زلف کی موج سوں سبک منیں زنجیر کرو

لے بہ یک حرکت

گردِ خجلت کوں ندامت کے انجھوسا قہلاؤ؎ موردِ رحمت حق اس سستی تعمیر کرو
صفوہِ نین پہ پتلی کی سیاہی لے کر؎ نقطہِ خال کی تعریف کوں تحریر کرو
عشق کہتا ہے ولی آ کے باوا ز بلند
لے جو اناں تمھیں سب درد کوں مل پیر کرو

(۲۵۵)

چاہو کہ پی کے پگ تلے اپنا وطن کرو؎ اولِ اپس کوں عجز میں نقشِ چرن کرو
ہے گلِ رخاں کوں ذوقِ تماشاے عاشقاں؎ داغاں سستی دلاں کوں اپس کے چمن کرو
ثابت ہو عاشقی میں جلا جو پتنگ وار؎ تارِ نگاہ شمع سوں اس کا کفن کرو
گر آرزو ہے دل میں ہم آغوشی صنم؎ انجھواں سوں اپنے سبج پہ فرشِ سمن کرو
چاہو کہ ہو ولی کی منجھ جگ میں دور میں
انکھیاں میں سرمہ پیو کی خاک چرن کرو

(۲۵۶)

عالم کوں تیغِ ناز سوں بے جاں نلو کرو؎ غمڑے سوں اپنے غارت ایماں نلو کرو
جمعیتِ آرزو ہے فلاطوں کوں خم نہیں؎ زلفاں دکھا کے اس کوں پریشاں نلو کرو
آئینہِ جمالِ منور کوں کر عیاں؎ خوبانِ خود پرست کوں حیراں نلو کرو
زادِ چلا ہے صورتِ محراب دیکھ کر؎ ابرو دکھا کے اس کوں پریشاں نلو کرو
ہے روزِ حشر؁ روزِ مکافات ہر عمل؎ ہر اک کوں قتلِ خنجرِ مرگاں نلو کرو
درکار ہے شار کوں گوہرِ اے عاشقاں؎ انجھواں کو صرف گوشہِ داماں نلو کرو
مدت سوں تجھ نگاہ کا مشتاق ہے ولی
کن نے کہا غریب پر احسان نلو کرو

لے بیک حرکت۔

(۲۵۷)

مت تمن انتظار ماہ کرو ماہ رو کوں چراغ راہ کرو
سفر عشق کا اگر ہے خیال ہمت دل کوں زاد راہ کرو
لکھ دکھاوے گا یوسف معنی دل سوں گر دیکھنے کی چاہ کرو
عاشقاں! عاشقی کے دعوے پر آہ وزاری کوں دو گواہ کرو
گل و بلبل کا گرم ہے بازار اس چین میں جدھر نگاہ کرو
سرخ روئی ہے عاشقاں کی مدام گر رقیباں کا رو سیاہ کرو
حال دل پر ولی کے اے جاناں
نظر لطف گاہ گاہ کرو

(۲۵۸)

صحبت غیروں جایا نہ کرو درد منداں کوں کڑھایا نہ کرو
حق پرستی کا اگر دعویٰ ہے بے گناہاں کوں ستایا نہ کرو
اپنی خوبی کے اگر طالب ہو اپنے طالب کوں جلایا نہ کرو
ہے اگر خاطر عشاق عزیز غیر کوں درس دکھایا نہ کرو
مجھ کوں ترشی کا ہے پرہیز صنم چین ابرو کوں دکھایا نہ کرو
دل کوں ہوتی ہے سجن بے تابی زلف کوں ہاتھ لگایا نہ کرو
نگہ تلخ سوں اپنی ظالم زہر کا جام پلایا نہ کرو
ہم کوں برداشت نہیں غصے کی بے سبب غصے میں آیا نہ کرو
پاک بازاں میں ہے مشہور ولی
اس سوں چہرے کوں چھپایا نہ کرو

(۲۵۹)

شوخی و ناز سوں عشاق کوں حیراں نہ کرو گردش چشم کوں غارت گراں نہ کرو
فکر جمعیت اپس دل میں کیے ہیں زہاد زلف کوں کھول غریباں کوں پریشاں نہ کرو
عشق کا داغ ہے محتاج نمک کا دائم لب دلدار بنا اس کا نمک داں نہ کرو
تب تک بوئے محبت کی نہ پاؤ ہرگز جب تک گل کی من چاک گریباں نہ کرو
لب تمھارے میں شفا بخش ولی ہے بیمار
حیف صد حیف کہ اس وقت میں دریاں نہ کرو

(۲۶۰)

غفلت میں وقت اپنا نہ کھو ہشیار ہو ہشیار ہو
کب لگ رہے گا خواب میں بیدار ہو بیدار ہو
گردیکھنا ہے مدعا اس شاید معنی کا رو
ظاہر پر ستاں سوں سدا بیزار ہو بیزار ہو
جیوں چتر داغ عشق کوں رکھ سر پر اپنے اولاً
تب فوج اہل درد کا سردار ہو سردار ہو
وہ نور چشم عاشقاں ہے جیوں سحر جگ میں عیاں
اے دیدہ وقت خواب نہیں بیدار ہو بیدار ہو
مطلع کا مصرع اے ولی ورد زباں کر رات دن
غفلت میں وقت اپنا نہ کھو ہشیار ہو ہشیار ہو

(۲۶۱)

اے دل سدا اس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو
اس نو بہار حسن کا دیوانہ ہو دیوانہ ہو

اے یار گر منظور ہے تجھ آشنائی عشق کی
 ہر آشنائے عقل سوں بے گانہ ہو بے گانہ ہو
 میری طرف ساغر بکف آتا ہے وہ مست حیا
 اے دل تکلف بر طرف مستانہ ہو مستانہ ہو
 اُس آشنائے گوش سوں ہونا ہے محبو آشنا
 دریاے دل میں اے سخن دروانہ ہو دروانہ ہو
 میرے سخن کوں مہر سوں سنتا ہے ورنگیں ادا
 اے سرگزشت حال دل افسانہ ہو افسانہ ہو
 چاہے کہ شاہ حسن کوں لادے اپس کے حکم میں
 ٹک عشق کے میدان میں مردانہ ہو مردانہ ہو
 جاری رکھے گا کب تک رسم جفا و جور کوں
 اے معنی ہر جان و دل جانانہ ہو جانانہ ہو
 مجکوں خمار ہجر سوں پیدا ہوا ہے درد سر
 اے گردش چشم پر ی پیمانہ ہو پیمانہ ہو
 اس وقت یتیم کی نگہ کرتی ہے مشق دلبری
 یہ آن غفلت کی نہیں فرزانہ ہو فرزانہ ہو
 اے عقل کب لگ وہم سوں یک جا کرے گی خارِ خس
 آتا ہے سبیل عاشقی ویرانہ ہو ویرانہ ہو
 عالم میں تجکوں اے وئی ہے فکرِ جمعیت اگر
 ہر دم خیال یار سوں ہم خانہ ہو ہم خانہ ہو

(۲۶۲)

نہ دیو آزار میرے دل کوں اے آرام جاں سمجھو
یہ خوبی کچھ سدا رہتی نہیں اے مہرباں سمجھو
کیا ہے پیچ و تاب عشق نے بے تاب مجھ دل کوں
ہوا ہوں موے سوں باریک اے نازک میاں سمجھو
تمہارے نین نے زخمی کیا تیر تعنا فل سوں
کہو گے کب تک یہ ظلم اے ابرو کماں سمجھو
تمہاری خیر خواہی کا بیاں ہے مجھ زباں اوپر
یقین ہے مہرباں ہو مجھ پہ گر میرا بیاں سمجھو
سخن کے آشنا سوں لطف رکھتا ہے سخن کہنا
وکی سوں بات کرتا ہے بجا اے دوستاں سمجھو

ردیف ہ

(۲۶۳)

سجھن ملک ناز سوں مجھ پاس آہستہ آہستہ
چھپی باتیں اپس دل کی سنا آہستہ آہستہ
غرض گویاں کی باتاں کوں لا خاطر منیں ہرگز
سجھن اس بات کوں خاطر میں لا آہستہ آہستہ

لے دے

ہر اک کی بات سننے پر توجہ مت کر اے ظالم
 رقیباں اس میں ہوئیں گے جدا آہستہ آہستہ
 مبادا محتسب بد مست سن کر تان میں آوے
 طنبورہ آہ کا اے دل بجا آہستہ آہستہ
 وئی ہرگز اپس کے دل کوں سینے میں نہ رکھ لگیں
 کہ بر لاوے گا مطلب کوں خدا آہستہ آہستہ

(۲۶۴)

کیا مجھ عشق نے ظالم کوں آہستہ آہستہ
 کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ
 وفاداری نے دلبر کی بجھایا آتش غم کوں
 کہ گرمی دفع کرتا ہے گلاب آہستہ آہستہ
 عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گل روں
 خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ
 مرے دل کوں کیا بے خود تری انکھیاں نے آخر کوں
 کہ جیوں بے ہوش کرتی ہے شراب آہستہ آہستہ
 ہوا تجھ عشق سوں اے آتشیں رو دل مر اپانی
 کہ جیوں گلتا ہے آتش سوں گلاب آہستہ آہستہ
 ادا و ناز سوں آتا ہے دو روشن جیس گھر سوں
 کہ جیوں مشرق سوں نکلے آفتاب آہستہ آہستہ
 وئی مجھ دل میں آتا ہے خیال یار بے پروا
 کہ جیوں انکھیاں میں آتا ہے خواب آہستہ آہستہ

۲۶۵

(۲۶۵)

ہوا ظاہر خط روئے نگار آہستہ آہستہ
کہ جیوں گلشن میں آتی ہے بہار آہستہ آہستہ
کیا ہوں رفتہ رفتہ رام اس کی چشم وحشی کوں
کہ جیوں آہو کوں کرتے ہیں شکار آہستہ آہستہ
جو اپنے تن کوں مثل جو بہار اول کیا پانی
ہوا اس سرو قد سوں ہم کنار آہستہ آہستہ
برنگ قطرہ سیما ب میرے دل کی جنبش سوں
ہوا ہے دل صنم کا بے قرار آہستہ آہستہ
اسے کہنا بجایا ہے عشق کے گلزار کا بلبل
جو گل رویاں میں پایا اعتبار آہستہ آہستہ
مراد دل اشک ہو پہنچا ہے کوچے میں سر بجن کے
گیا کعبے میں یہ کشتی سوار آہستہ آہستہ
ولی مت حاسداں کے بات سوں دل کوں مکر کر
کہ آخر دل سوں جاوے گا غبار آہستہ آہستہ

(۲۶۶)

ہوئے ہیں رام پیتم کے نین آہستہ آہستہ
کہ جیوں پھاندے میں آتے ہیں ہرن آہستہ آہستہ
مراد دل مثل پروانے کے تھا مشتاق جلنے کا
لگی اس شمع سوں آخر لگن آہستہ آہستہ
گر بیاں صبر کا مت چاک کر اے خاطر مسکین
سنے گا بات و دوشیریں بجن آہستہ آہستہ

گل و بلبل کا گلشن میں خلل ہو دے تو بر جا ہے
 چمن میں جب چلے دو گل بدن آہستہ آہستہ
 وئی سینے میں میرے پنجرہ عشق ستم گر نے
 کیا ہے چاک دل کا پیر ہن آہستہ آہستہ
 (۲۶۷)

ترے غم میں مرے نیناں سوں گر جاری ہوں جیوں اٹھ
 کریں تعظیم اس سیل انجھو کی کوہ و ہاموں اٹھ
 ترے قامت کی بالائی میں گر مصرع کروں موزوں
 سرود سوں کرے تعظیم میری سر و موزوں اٹھ
 شکست فوج دل آساں ہے گر نیناں ترے ظالم
 نگہ کی تیغ قاتل لے کر یں شب کو سوشنوں اٹھ
 اگر تجھ حسن کی شہرت سُنے اے غمیرت لیلیٰ
 عجب نہیں قبر میں سیں گر چلے رسوا ہو مجنوں اٹھ
 جو تیری نیک بختی سر پہ تیرے سایہ گستر ہے
 عجب کیا گر تری خدمت منیں آوے ہمایوں اٹھ
 تری بیمار چشماں کی حقیقت کس پہ ظاہر نہیں
 گیا ہے سدھ بسر عالم کی عرصے سوں فلاطوں اٹھ
 وئی تیری نگاہ مست کی تعریف گر بولے
 تو استقبال کوں آویں ہزاراں چشم میگوں اٹھ

(۲۶۸)
 آج دستا ہے حال کچھ کا کچھ کیوں نہ گزرے خیال کچھ کا کچھ
 ۲۶۷

دل بے دل کوں آج کرتی ہے شوخ چنچل کی چال کچھ کا کچھ
 مجھوں لگتا ہے اے پر سیا پیکر آج تیرا جمال کچھ کا کچھ
 اثر بادہ جوانی ہے کر گیا ہوں سوال کچھ کا کچھ
 اے وئی دل کوں آج کرتی ہے
 بوے باغ وصال کچھ کا کچھ

(۲۶۹)

تجھ مکھ پہ جو اس خط کا اندازہ ہوا تازہ
 اب حسن کے دیواں کا شیرازہ ہوا تازہ
 پھولوں نے اپس کا رنگ ایشا کیا تجھ پر
 تجھ مکھ پہ جب اے موہن یوغازہ ہوا تازہ
 اس حسن کے عالم میں تو شہرہ عالم ہے
 ہر مکھ سوں ترا جگ میں آوازہ ہوا تازہ
 سینے سوں لگانے کی ہوئی دل کو امنگ تازی
 آلس سستی جب تجھ میں خمیا زہ ہوا تازہ
 جو شعر لباسی تھے جیوں پھول ہوئے باسی
 جب شعر و لی تیرا یو تازہ ہوا تازہ

(۲۷۰)

گریاں ہے ابر چشم مرے اشک بار دیکھ
 ہے برق بے قرار مجھے بے قرار دیکھ

احمد وزن فتح

فردوس دیکھنے کی اگر آرزو ہے تجھ
 اے جیو پی کے مکھ کے چمن کی بہار دیکھ
 حیرت کا رنگ لے کے لکھے شکل بے خودی
 تیرے ادا و ناز کوں مانی نگار دیکھ
 وہ دل کہ تجھ دتن کے خیالاں سوں چاک تھا
 لایا ہوں تیری نذر بجائے انار دیکھ
 اے شہسوار تو جو چلا ہے رقیب پاس
 سینے میں عاشقاں کے اٹھائے غبار دیکھ
 تیری نگاہ خاطر نازک پہ بار ہے
 اے بوالہوس نہ پی کی طرف بار بار دیکھ
 تجھ عشق میں ہوا ہے جگر خون و داغ دار
 دل میں وئی کے بیٹھ کے یو لالہ زار دیکھ

(۲۷۱)

جی چل بچل ہوا ہے چنچل تیری چال دیکھ
 دل جا پڑا خلل میں ترے مکھ کا خال دیکھ
 ہر شب ہوں پیچ و تاب میں تجھ زلف کے سبب
 گل کر ہوا ہوں بال منط تیرے بال دیکھ
 خواباں جو تجھ پہ رشک لجا دیں تو کیا عجب
 جلتا ہے آفتاب یو جاہ و جلال دیکھ
 اے نو بہار حسن تو گلشن میں جب چلا
 گل کر ہوئے گلاب گلاں تیرے گال دیکھ

مت کہہ ایس کے حال کوں رمال کے آگے
 مصحف میں اس جمال کے آئے جو فال دیکھ
 دونوں جہاں کی عید کی ہے آرزو اگر
 پیتم کے ابرواں میں دو شکلِ ہلال دیکھ
 دل بیچ و تاب میں ہے ولی کا مثال موج
 تجھ زلف تابدار کا پُر بیچ حال دیکھ

(۲۷۲)

تیرے نین کا دیکھ کے مے خانہ آئے ہے تجھ نگاہ مست کا دیوانہ آئے
 اے شمع مہ بلند ترانور دیکھ کر سب جوہراں کیے ہیں سو پروانہ آئے
 صافی ایس کی لے کے سنوارا ہے شوق سوں کو کھنے کوں تجھ خیال کے کا شانہ آئے
 جب سوں پڑا ہے عکس ترا آئے بھتر تب سوں لیا ہے شکل پری خانہ آئے
 تجھ صاف مکھ پہ دیکھ کے یو خط جوہرا زنجیر لگ میں ڈال ہے دیوانہ آئے
 تیرے نین کی دیکھ کے پتلی کوں اے صنم سرتا قدم ہے صورت بت خانہ آئے
 مانند اس ولی کے ہوا مست و بے خبر
 تجھ نین سوں پیا ہے جو پیانہ آئے

رویف کی

(۲۷۳)

منگا کے پی کوں لکھوں میں ایس کی بے تابی
 لیا نین کی سفیدی سوں کا عند آبی

لکھا پلک کے قلم سوں میں اے کماں ابرو
جگر کے خون سوں تجھ تیغ کی سیہ تابی

ہوا ہے جب سوں و نور نظر نکھا سوں جدا
نہیں نظر میں مری تب سوں غیر بے خوابی
نگہ کے جھاڑ کا پھل تو ہے اے بہارِ کرم
ترے جمال کے گلشن میں نت ہے سیرابی
وئی خیال میں اس مہ کوں جو کوئی کر رکھے
تو خواب میں نہ دے اس کوں غیر مہتابی

(۲۷۴)

آیا و شوخ باندھ کے خنجر کمرستی عالم کوں قتل عام کیا اک نظرستی
طاقت رہے نہ بات کی پھر انفعال سو تشبیہ تجھ لباً کوں اگر دوں شکرستی
غم نے لیا ہے تب سوں مجھے تیج و تاب میں باندھا ہے جب سوں جو کوں اس موکمرستی
غم کے چین کوں باخزناں کا نہیں ہے خوش پہنچا ہے اس کوں آب مری چشم ترستی
یک بار جا کے دیکھ وئی اس دسن کے تئیں
لکھتا ہوں جس کے وصف کوں آب گہرستی

(۲۷۵)

اُس سوں رکھتا ہوں خیال دوستی جس کے چہرے پر ہے خال دوستی
خشک لب و کیوں ہے عالم منیں جس کوں حاصل ہے زلال دوستی
شمع بزم اہل معنی کیوں نہ ہوئے جس اُپر روشن ہے حال دوستی

اے یو۔ یوں

اس سخن سوں آشنا ہے درد مند درد دوری ہے و بال دوستی
 اے سخن تجھ مکھ کے مصحف میں مجھے دیکھنا بر چاہے و بال دوستی
 فیض سوں تجھ قد کے اے رنگیں بہار تازہ و تر ہے نہ سال دوستی
 اے ولی ہر آن کر مشق و وفا
 ہے وفاداری کمال دوستی

(۲۷۶)

جو کئی ہر رنگ میں اپنے کو شامل کر نہیں گنتے
 ہمن سب عاقلان میں اس کوں عاقل کر نہیں گنتے
 مدرس مدرسے میں گر نہ بولے درس درشن کا
 تو اس کوں عاشقاں استاد کامل کر نہیں گنتے
 خیال خام کوں جو کئی کہ دھو دے صفحہ دل سوں
 تصوف کے مطالب کوں و مشکل کر نہیں گنتے
 جو بسمل نہیں ہوا تیری نین کی تیغ سوں بسمل
 شہیداں جگ کے اُس بسمل کوں کر نہیں گنتے
 پرت کے پنتھ میں جو کئی سفر کرتے ہیں رات ہو دن
 و دنیا کوں بغیر از چاہ بابل کر نہیں گنتے
 نہیں جس دل میں پی کی یاد کی گمما کی بے تابی
 تو ویسے دل کوں سارے دلبراں دل کر نہیں گنتے
 رہے محروم تیرا زلف کے ہرے سوں و دوائم
 جو کئی تیری نین کوں زہر قاتل کر نہیں گنتے

نہ پاوے وہ دنیا میں لذت دیوانگی ہرگز
جو تجھ زلفاں کے حلقے کوں سلاسل کر نہیں گنتے
بغیر از معرفت سب بات میں گر کئی اچھے کامل
ولی سب اہل عرفاں اس کوں کامل کر نہیں گنتے

(۲۷۷)

بزرگاں کن جو کئی آپس کوں ناداں کر نہیں گنتے
سخن کے آشناں کوں سخن داں کر نہیں گنتے
طریقہ عشق بازاں کا عجب نادر طریقہ ہے
جو کئی عاشق نہیں اُس کوں مسلمان کر نہیں گنتے
گریباں جو ہوائیں چاک بے تاب کے ہاتھوں پو
گلے کا دام ہے اس کوں گریباں کر نہیں گنتے
عجب کچھ بوجھ رکھتے ہیں سر آمد بزم معنی کے
تواضع نہیں ہے جس میں اس کوں نساں کر نہیں گنتے
ولی راہ محبت میں وفاداری مقدم ہے
وفائیں جس میں اس کوں اہل ایماں کر نہیں گنتے

(۲۷۸)

سبحی! تجھ بن ہمں گلشن کوں گلشن کر نہیں گنتے
بجز تیرے مہ روشن کوں روشن کر نہیں گنتے
سکندر کیوں نہ جاوے بحر حیرت میں کہ مشاqaں
تمہارے مکھ آگے درپن کوں درپن کر نہیں گنتے

۲۳۳

نہیں تیرے رقیباں سوں عداوت دل میں ہمنا کے
 مروت دوستاں دشمن کوں دشمن کر نہیں گنتے
 اگر آنجھواں کے گوہر سوں مکمل نہیں ہوا دامن
 محبت مشرب اس دامن کوں دامن کر نہیں گنتے
 ولی دل میں ہمارے حاسداں کا خوف نہیں ہرگز
 مجرد کسی رہ زن کوں رہ زن کر نہیں گنتے

(۲۷۹)

تجھ گوش میں کیا ہے جب سوں مکان موتی اُس روز سوں ہوا ہے صافی کی کان موتی
 بالی نہیں عزیزاں! عاشق کے مارے کوں تا گوش کھینچتا ہے زیریں کمان موتی
 بے جا نہیں ہے لرزاں تجھ گوش میں رنجن منگتا ہے تجھ نگہ سوں دامن امان موتی
 اے شوخ جب کیا ہوں تعریف تجھ دتن کی میرے سخن کوں سن کر پکڑا ہے کان موتی
 بالی میں ناز نہیں کی رہتا ہے رات ہو ر دن
 مدت سستی ولی کا ہو کر پران موتی

(۲۸۰)

کاں لگ بیاں کروں میں بالال کے کھب کی شوخی
 جس کن ہے موے سوں کم دارا الحرب کی شوخی
 حیرت سوں گئی پری سوں پر مارنے کی طاقت
 دیکھی جو یک نظر بھر تجھ ناز و چھب کی شوخی
 گستاخ ہو کے ہندی تیرے قدم لگی ہے
 کس رنگ سوں کہوں میں اس بے ادب کی شوخی

۲۳۴

میرے کا تجھ دس سوں روشن ہوا ہے ہر دا
 یا قوت سوں ادھک ہے تجھ رنگ لب کی شوخی
 تجھ لب آگے سٹی ہے پستے کوں پست کر کر
 اور شرم سوں لہو میں ڈوبی عنب کی شوخی
 دل کر کے جیوں کھلونا تیرے نذر کیا ہے
 منظور ہے جسے تجھ لہو و لعب کی شوخی
 طفل طلب نے ہٹ سوں تجھ لب پہ دل بندھا ہے
 معذور رکھ دئی کے طفل طلب کی شوخی

(۲۸۱)

ترے قد کی نزاکت سوں دے مجھ سرو جیوں لکڑی
 ترے گل برگ لب آگے خجل ہے پھول کی پکڑی
 کلاہ آبرو اس کی اتاری باغباں بھونیں پر
 چمن میں پھول کی ڈالی تجھے جو دیکھ کر اکڑی
 ستم پرور سوں دکھ کہنا کٹے پر کون لانا ہے
 نہ کہیو سرا سے جو کئی نہ بوجھے سر ہے یا لکڑی
 غریبی سوں نہ سمجھو سادہ دل بقال پرفن کوں
 کہ جو کھا اُن ہر عاشق کوں بھواں کی ہاتھ لے تکرپی
 نہ ہو دے اے ولی حل ہرگز اس کا عقدہ مشکل
 تماشے سوں کہ جن نے دل منیں اپنے گرہ پکڑی

(۲۸۲)

مجھ دل میں بے دل کے سدا وہ دلبر جاناں ہے
 جیوں روح قالب کے بھتر یوں مجھ منیں پنہاں ہے
 پتلی میں میرے نین کے بستا ہے دلبر عین یوں
 پردے منیں ظلمات کے جیوں چشمہ جیواں ہے
 اس دل ربا دل دار کا ہے ٹھار میرے دل میں
 یوں دل بھتر رہتا ہے وہ جیوں دل میں ایماں ہے
 ہے دل مراد ریائے غم اور نقش اس لب سرخ کا
 رہتا ہے میرے دل میں یوں دریا میں جیوں مرجان ہے
 یوں دل میں میرے اے ولی بستا ہے وہ اہل شفا
 سینے منیں جیوں بید کے ہر درد کا درماں ہے

(۲۸۳)

یہ مراد و نا کہ تیری ہے، ہنسی آپ بس نہیں پر بسی ہے پر بسی
 گلِ عالم میں کرم، میرے اُپر جز رسیا ہے جز رسیا ہے جز رسی
 رات دن جگ میں رفیق بے کساں بے کسی ہے بے کسی ہے بے کسی
 مست ہونا عشق میں تیرے صنم ناکسی ہے ناکسی ہے ناکسی
 باعثِ رسوائی عالم ولی
 مفلسی ہے مفلسی ہے مفلسی

(۲۸۴)

زبان یار ہے از بس کہ یار خاموشی بہارِ خط میں ہے بہارِ بہارِ خاموشی
 سیاہیِ خط شبِ رنگ سوں مصوٰرِ ناز لکھا نگار کے لب پر نگارِ خاموشی

اٹھا ہے لشکر اہل سخن میں حیرت سوں غبار خط سوں صنم کے غبار خاموشی
 ظہور خط میں کیا ہے جانے بس کہ ظہور یو دل شکار ہوا ہے شکار خاموشی
 ہمیشہ لشکر آفات سوں رہے محفوظ نصیب جس کوں ہوا ہے حصار خاموشی
 غرور زرسوں بجای ہے سکوت بے معنی کہ بے صدا ہے سدا کو ہزار خاموشی
 وکی نگاہ کر اس خط سبز رنگ کو آج
 کہ طور نور میں ہے سبزہ زار خاموشی

(۲۸۵)

کیوں نہ آوے نشہ غم سوں دماغ عاشقی
 بادہ حیرت سوں ہے لب ریز ایام عاشقی
 اشک خوں آلود ہے سامان طغرائے نیاز
 مہر فرمان وفاداری ہے دماغ عاشقی
 آب سوں دریا کے ہرگز کام نہیں عشاق کوں
 گریہ حسرت سوں ہے سر سبز باغ عاشقی
 گر طلب ہے تجکوں راز خانہ دل ہو عیاں
 آہ کی آتش سوں روشن کر چہرہ عاشقی
 درد منداں باغ میں ہرگز نہ جاویں لے وئی
 گر نہ دیوے نالہ بلبل سراغ عاشقی

(۲۸۶)

مشتاق ہیں عشاق تری بانگی ادا کے زخمی ہیں محتباں تری شمشیر جفا کے
 ہر پہچ میں چیرے کے تھے لپٹے ہیں عاشق عالم کے دلاں بند ہیں تجھ بند قبا کے
 لرزاں ہے ترے دست آگے پنچہ خورشید تجھ حسن آگے مات ملائک ہیں سما کے

تجھ زلف کے حلقے میں ہے دل بے سُر بے پا طک مہر کرد حال اُپر بے سرو پا کے
 تنہا نہ وہ کی جگ منیں لکھتا ہے ترے وصف
 دفتر لکھے عالم نے تری مدح و ثنا کے

(۲۸۷)

تجھ مکھ کی آب دیکھ گئی آب کی یہ تاب دیکھ عقل گئی آفتاب کی
 تجھ حسن کے دریا کا سُنا جوش جب سستی پر غم میں اشتیاق سول نکھیاں جاب کی
 جگ تجھ لبوں کے دیکھ تبسم کوں سدھ سٹا زنجیر پائے عقل ہے موج اس شراب کی
 دیکھا ہوں جب سول خواب میں دو چشم نیم خواب صورت خیال و خواب ہوئی مجھ کوں خواب کی
 میرے سخن میں فکر سوں کر اے ولی نگاہ
 ہر بیت مجھ غزل منیں ہے انتخاب کی

(۲۸۸)

جس کوں لذت ہے سجن کے دید کی اس کوں خوشی و قی ہے روز عید کی
 دل مرا موتی ہو تجھ بالی میں جا کان میں کہتا ہے باتاں بھید کی
 زلف نہیں تجھ مکھ پر اے دریاے حسن موج ہے یہ چشمہ خورشید کی
 اُس کے خط و خال سوں پوچھو خبر بوجھتا ہندو ہے باتاں بید کی
 تجھ دہن کو دیکھ کر بولا ولی
 یہ کلی ہے گلشن اُمید کی

(۲۸۹)

پریشاں عاشقاں کے دل فدا ہیں تجھ ستم گر کے
 بلا گرداں ہیں جیو جو ہر غم تجھ تیغ و خنجر کے

۲۳۸

دیا ہے حق نے اس دنیا میں جنت کے قصور اُن کو
 بجان و دل جو کئی مشتاق ہیں تجھ حورِ سیکر کے
 ترے اس حسن عالم گیر کوں کھینچے اپس بر میں
 مگر رکھتی ہے کیا یہ آرسی طالع سکندر کے
 اگر چاہوں لکھوں تجھ لعل کے اوصاف رنگیں کوں
 رگ یا قوت سے اول بناؤں تارِ مسطر کے
 ولی تیرے سخن یا قوت سوں رنگیں ہوئے لیکن
 خریداراں جہاں بھیت کہاں ہیں آج گوہر کے
 (۲۹۰)

نرگس قلم ہوئی ہے سجن تجھ نین اگے شکرِ دبی ہے آب میں تیرے بجن اگے
 غنچے کوں گل کے حال میں آنا محال ہے تیرے دہن کی بات کہوں گرچہن اگے
 ڈالا ہے تیرے چیرے نے غنچے کوں میچ میں ہر گل ہے سینہ چاک ترے پرہن اگے
 ہے تجھ نین کے پاس مرا عجز بے اثر زارِ خانہ جاوے پیش کدھی راہزن اگے
 کہ حال پر ولی کے پیا لطف سوں نظر
 لایا ہے سر نیاز سوں تیرے چرن اگے

(۲۹۱)
 تجھ لب کی شیرنی سوں ہوئی دل کوں بستگی
 تجھ زلف کی شکن نے دیا مجھ شکستگی
 تیرے نین کے دام میں بادام بند ہے
 چھوڑا ترے لباًں سستی پستے نے بستگی

تجھ قد کی راستی نے کیا بند سرو کوں
 آزادگی سوں آج ہوئی اس کوں رستگی
 تجھ زلف سحر ساز کے جلوے کے فیض سوں
 بے طاقتی میں ہوش نے پایا ہے جنگی
 مجلس سوں جو ولی کی دوشیریں ادا اٹھا
 عشرت کے تار ساز نے پائی گستگی

(۲۹۲)

اس کوں حاصل کیوں کے ہوئے جگ میں فراغ زندگی
 گردش افلاک ہے جس کوں ایاغ زندگی
 اے عزیزاں سیر گلشن ہے گل داغ الم
 صحبت احباب ہے معنی میں باغ زندگی
 لب میں تیرے فی الحقیقت چشمہ آب حیات
 خضر خط نے اس سوں پایا ہے سراغ زندگی
 جب سوں دیکھا نہیں نظر بھر کا کل مشکین یار
 تب سوں جیوں سنبل پریشاں ہے دماغ زندگی
 آسماں میری نظر میں کلبہ تار یک ہے
 گر نہ دیکھوں تجلوں اے چشم و چراغ زندگی
 لالہ خونیں کفن کے حال سوں ظاہر ہوا
 بستگی ہے خال سوں خواباں کے داغ زندگی
 کیوں نہ ہووے اے ولی روشن شب قدر حیات
 ہے نگاہ گرم گل رویاں چراغ زندگی

(۲۹۳)

جسے عشق کا تیر کاری لگے اُسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے
 نہ چھوڑے محبت دم مرگ لگ جسے یار جانی سوں یاری لگے
 نہ ہو وے اُسے جگ میں ہرگز قرار جسے عشق کی بے قراری لگے
 ہر اک وقت مجھ عاشق پاک کوں پیاری تری بات پیاری لگے
 ولی کوں کہے تو اگر یک بچن
 رقیباں کے دل میں کٹاری لگے

(۲۹۴)

تعریف اس پری کی جسے تم سناؤ گے تاحشر اس کے ہوش کواں میں نہ پاؤ گے
 جس وقت سر کر و گے بیاں اس کی زلف کا سودا ز دوں پہ غم کے سیہ روز لاؤ گے
 جس وقت اُس کے حسن کو دیکھو گے بے حجاب حیراں ہوں کیونکہ جامے میں اپنے سماؤ گے
 طوبی طرف نہ دیکھو گے ہرگز نگاہ کر گر اس کے قد سوں جو کو اپنے لگاؤ گے
 دو گے اگر ولی کوں خبر اُس کے لطف سوں
 آتش نمن رقیب کا سینہ جلاؤ گے

(۲۹۵)

تراقد دیکھ اے سید معالی سخن فہماں کی ہوئی ہے فکر عالی
 ترے پانواں کی خوبی پر نظر کر ہوئے ہیں گل رخاں جیوں نقش قالی
 شفق لو ہو میں ڈوبا سر سوں یک لگ تو باندھا سر پہ جب چیرا گلائی
 ہوا تیرے خیالاں سوں سرا پا مراد دل مثل فانوس خیالی
 تری آنکھیاں دسیں مجھ یوں میست پیانگو یا شراب پر تگالی
 گیا ہے خوف سوں اڑ لعل کا رنگ ترے یا قوت لب کی دیکھ لالی

خیال اس خال کا ازبس ہے دلچسپ نہیں دنیا میں یک دل اس سوں خالی
 ترے لب ہو ترے ابرو کے دیکھے پڑھوں شعریں لائی اور ہلائی
 تری آنکھیاں میں ڈورے دیکھ کر سرخ بنائی خلق نے ریشم کی جالی
 کرے تا استراحت مجھ آنکھیاں میں کیا ہوں دوپٹک تو شک نہالی
 اگر پوچھے دو بے پروا مرانا توں کہو مشتاق رند لا ابالی
 ہوئے معزول خواباں جگ کے جبیں ہوا تو حسن کے کشور کا والی
 ولی تب سوں ہوا ہم کار فرما د
 سنا جب سوں تری شیریں مقامی

(۲۹۶)

کرتی ہے دل کوں بے خود اس دل و باکی گالی
 گویا ہے جام حیرت اس خوش ادا کی گالی
 کس ناز و کس ادا سوں آتا ہے اے عزیزاں
 ہے میرزا ادا میں اس میرزا کی گالی
 مدت کے بعد گرمی دل کی فرو ہوئی ہے
 شربت ہے حق میں میرے اس بے وفا کی گالی
 گلزار سوں وفا کے کیوں جا سکوں میں باہر
 کرتی ہے بند دل کوں گلگوں قبا کی گالی
 جیوں گل شگفتگی سوں جامے میں نہیں سماتا
 جب سوں سنا و آئی نے رنگین ادا کی گالی

(۲۹۷)

اقلیم دلبری کا وودل رہا ہے والی آتا ہے جس پہ صادق مفہوم بے مثالی

وحشی نگہ کوں ہرگز مند نشیں نہ پاوے محروم صید سوں ہے ہر آن شیر قالی
 جز رمز داں نہ پہنچے معنی کوں اس کے ہرگز مد نگاہ عاشق ہے مصرع خیالی
 ابیات صاف رنگیں رکھتا ہے ثنوی میں تیرے لبوں کا گویا شاگرد ہے ز لالی
 جب لگ مری حقیقت تفصیل سوں بوجھے ہرگز نہ ہو مسخر و ورنہ لا ابالی
 غیرت کوں کام فرما نا محرموں سوں مت اے نوجواں نہیں ہے ہنگام خرد سالی
 آزر دگی سوں اس کی مت خوف کر دلی توں
 ہے عین مہربانی اس مہرباں کی گالی

(۲۹۸)

اگر گلشن طرف دو نو خط رنگیں ادا نکلیے
 گل وریجاں سوں رنگ بوشتابی پیشوا نکلیے
 کھلے ہر غنچہ دل جیوں گل شاداب شادی سوں
 اگر ملک گھر سوں باہر و بہار دل کشا نکلیے
 غنیم غم کیا ہے فوج بندی عشق بازاں پر
 بجا ہے آج و ورا جہ اگر نوبت بجا نکلیے
 نثار اس کے قدم اوپر کروں ابھواں کے گوہر سب
 اگر کرنے کوں دل جوئی و و سر و خوش ادا نکلیے
 صنم آئے کروں گانا لہ جاں سوز کوں ظاہر
 مگر اس سنگ دل سوں مہربانی کی صدا نکلیے
 رہے مانند لعل بے بہا شاہاں کے تاج اوپر
 محبت میں جو گئی اسباب ظاہر کوں بہا نکلیے

بخیلی درس کی ہرگز نہ کیجیو اے پرہیزگار
وہی تیری گلی میں جب کہ مانند گدا نکلے

(۲۹۹)

اگر باہر اہل کھرسوں موہن یک قدم نکلے
تماشا دیکھنے اس کا ہر اک سینے سوں غم نکلے
ترے لکھ کے گلستاں کی اگر حوراں میں شہرت ہو
تو ہر اک مست ہو کر چھوڑ گلزار ارم نکلے
اگر اے رشک ہیں جاوے تو کرنے سیر ملک ہیں
تو ہر دیول سوں استقبال کوں تیرے صنم نکلے
ترے اس حسن پر مائل ہیں جگ کے عابد و زاہد
یو شہرت سن عجب نہیں بھوئیں سوں ابراہیم ادریس نکلے
اگر ملک عرب میں تو دکھاوے آنکھ کا جلوہ
تو اس کی دید کوں بے خود ہو آہوے حرم نکلے
فجر کے وقت گر ذلبر چلے حتام کی جانب
تو جیوں سورج ہر اک کے دل سوں یک چشمہ گرم نکلے
وہی سودا زدہ دل کی حقیقت گر سکوں لکھنا
تو دیوانہ ہو سا نکل پگ میں باہر یک رقم نکلے

(۳۰۰)

اگر ملک گھرسوں و دگل گوں قباشریں بچن نکلے
مرے سینے سوں بے تابانہ آہ کوہ کن نکلے

۲۴۴

ہر اک نقش قدم سوں دستہ گل جلوہ پیرائے
 اگر سیر گلستاں کوں دور شک صد چمن نکلے
 ختن میں ہوزر خطا میں بوئے آہو کی نہ پاوے کئی
 نگہ کی تیغ قاتل لے اگر و دمن ہرن نکلے
 بندھا ہے اے صنم جو دل ترے ماتھے کے صندل پر
 عجب نہیں ہے اگر سائے سوں اس کے برہن نکلے
 چراغاں کی نہ ہووے گرمی بازار کیوں آخر
 ولی جب جانب مجلس و وزیب انجمن نکلے

(۳۰۱)

چھوڑاے شوخ طرز خود کامی مت ہو ہر دیدہ باز کا دامی
 تجھ لب و زلف کے تماشے کوں چل کے آئے ہیں مصری و شامی
 زلف تیری ہوئی ہے چرب زباں حفظ کر قصیدہ لامی
 باغ میں تجھ انکھاں سوں پایا ہے گل زر گس تخلص جامی
 نامہ حسن پر نگہ کر دیکھ پی کی انکھیاں ہیں مہر بادامی
 اے نگیں لب کیا ہے حق نے تجھے نو نہالان حسن میں نامی
 چشم رکھتا ہوں اے سجن کہ پڑھوں تجھ نگہ سوں قصیدہ جامی
 پست لب تجھ انکھاں کوں کر یاد پہنتا ہوں قبائے بادامی
 اے ولی غیر عشق حرف دگر
 پختہ مغزاں کے نزد ہے خامی

اے بہ سکون ہا۔

(۳۰۲)

تری آنکھیاں کوں دیکھے دل ہے آہوے بیابانی
 تری زلفاں سوں جی ہے بستہ دام پریشانی
 ہوا ہے دل ہر اک عاشق کا نالاں مثل بلبل کے
 ترے مکھ نے کیا ہے جب سوں جگ بھیتر گلستانی
 ہوا یا قوت رنگیں دیکھ تیرے لعل رنگیں کوں
 ہوا سر سبز جو تجھ خط میں دیکھا رنگ ریحانی
 سجن تیری غلامی میں کیا ہوں سلطنت حاصل
 مجھے تیری گلی کی خاک ہے تخت سلیمانی
 دلی کوں گر ترے نزدیک کئی دیکھے تو یوں بوجھے
 لگی ہے صفحہ ہستی اُپر تصویر حیرانی

(۳۰۳)

چیتے کوں نہیں دی ہے یہ باریک میانی
 آغوش میں آنے کی کہاں تاب، اس کوں
 دریا سوں مری طبع کے جوشاں ہر اک شب
 کیا تاب مرے دل کوں کہ آئینہ فولاد
 ہوشمہ مجھ حال سوں واقف کہ دیا ہے
 دریا سستی نسبت ہے بجا طبع کوں میری
 معشوق کی مت گرمی ظاہر یہ نظر کر
 پائی ہے کہاں غنچے نے یہ تنگ دہانی
 کرتی ہے نگہ جس قد نازک پہ گرائی
 تجھ زلف کی تعریف میں امواج معانی
 تجھ حسن کی ہیبت سوں ہوا صورت پائی
 تجھ زبدہ آفاق کوں حق نے ہمہ دانی
 اس مرتبہ امواج سخن کی ہے روانی
 پروانے کوں جیوں شمع سوں خلاص پائی

۱۵ یہ شعر قدیم نسخوں میں نہیں ہے۔

مت دور ہو یک آن ولی پاس سوں ہرگز
اے باعث جمعیت ایام جوانی

(۳۰۴)

ترا الب دیکھ جیواں یاد آوے ترا مکھ دیکھ کنعاں یاد آوے
ترے دونیں جب دیکھوں نظر بھر مجھے تب زگستاں یاد آوے
تری زلفاں کی طولانی کوں دیکھے مجھے لیل زمستاں یاد آوے
ترے خط کا زمر درنگ دیکھے بہار سنبلستاں یاد آوے
ترے مکھ کے چین کے دیکھنے سوں مجھے فردوس رضواں یاد آوے
تری زلفاں میں یو مکھ جو کہ دیکھے اُسے شمع شبستاں یاد آوے
جو کئی دیکھے مری انکھیاں کوروتے اُسے ابر بہاراں یاد آوے
جو میرے حال کی گردش کوں دیکھے اُسے گرداب گرداں یاد آوے
ولی میرا جنوں جو کئی کہ دیکھے
اُسے کوہ و بیاباں یاد آوے

(۳۰۵)

اُس وقت مرے جیو کا مقصود برآوے
جس وقت مرے برمنیں ووسیم برآوے
انکھیاں کی کروں مسند و پتلیاں کروں بالش
وونور نظر آج اگر میرے گھر آوے

اے (ن) پلکاں کا کروں فرش لے تکیہ

۲۴۷

اس وقت مرے بخت کی ظاہر ہو بلندی
 جس وقت وہ خوش قامت عالی نظر آوے
 جائے منیں غنچے کی من رہ نہ سکوں میں
 گر پی کی خبر لے کے نسیم سحر آوے
 گر اس مرہ دل جو کا گزری میری طرف ہو
 دل کے شجر خشک کوں پھر برگ و براؤے
 اس وقت مجھے دعویٰ تسخیر بجا ہے
 جس وقت مرے حکم میں وہ عشوہ گراؤے
 تجھ چشم یہ مست کے دیکھے سستی زاہد
 تجھ زلف کے کوچے منیں ایماں بسر آوے
 تجھ لب کی اگر یاد میں تصنیف کروں شعر
 ہر شعر منیں لذت شہد و شکر آوے
 جس آن وئی وصف کروں پی کے دن کا
 ہر شعر مرا غیرت سلک گہر آوے

(۳۰۶)

سرود عیش گادیں ہم، اگر وہ عشوہ ساز آوے
 بجا دیں طبل شادی کے اگر وہ دل نواز آوے
 خار ہجر نے جس کے دیا ہے درد سر محلوں
 رکھوں نشہ من انکھیاں میں گر وہ مست ناز آوے
 جنوں عشق میں محلوں نہیں زنجیر کی حاجت
 اگر میری خبر لینے کوں وہ زلف دراز آوے

ادب کے اہتمام آگے نہ پاوے باروہاں ہرگز
 ترے سائے کی پابوسی کوں گے رنگ ایا آوے
 عجب نیں گے گلاں دوڑیں پکڑ کر صورت قمری
 ادا سوں جب چمن بھیترو و سر و سر فراز آوے
 پرستش اُس کی میرے سر پہ ہوئے سستی لازم
 صنم میرا رقیباں کے اگر ملنے سوں باز آوے
 وئی اس گوہر کانِ حیا کی کیا کہوں خوبی
 مرے گھر اس طرح آتا ہے جیوں سینے میں راز آوے

(۳۰۷)

جس وقت تبسم میں دو رنگیں دہن آوے
 گلزار میں غنچے کے دہن پر سخن آوے
 تا حشر اٹھے بوئے گلاب اس کے عرق سوں
 جس بر منیں یک بارہ دو گل پیر ہن آوے
 سایہ ہو مرا سبز برگ پر طوطی
 گر خواب میں دو نوخط شیریں بچن آوے
 مجھ حال اُپر ہالہ مرہ بر شک لجا دے
 جس وقت مجھ آغوش میں دو سیم تن آوے
 گر حال میں رقت کے ترے لب کوں کروں یاد
 ہر اشک مرا رشک عقیق یمن آوے
 کھینچیں اپس انکھیاں منیں جیوں کحلِ جواہر
 عشاق کے گر ہاتھ دو خاک چرن آوے

یک گل کوں ایس حال میں اس وقت نہ پاوے
 جس وقت چمن بیچ دور شک چمن آوے
 عالم میں ترے ہوش کی تعریف کیا ہوں
 ایسا تو نہ کر کام کہ مجھ پر سخن آوے
 گر ہند میں تجھ زلف کی، کافر کوں خبر ہو
 لینے کوں سبق کفر کا ہر برہمن آوے
 ہرگز سخن سخت کوں لاوے نہ زباں پر
 جس ذہن میں یک بار و نازک بدن آوے
 تجھ بر کی اگر وصف کوں تحریر کروں میں
 ہر لفظ کے غنچے سستی بوئے سمن آوے
 تا حشر کرے سیر خیاباں کے چمن میں
 گر گور پہ عاشق کے وہ امرت بجن آوے
 بر جا ہے اگر جگ میں ولی پھر کے دُجے بار
 رکھ شوق مرے شعر کا شوقی حسن آوے

(۳۰۸)

کسی کی گر خطا اوپر ترے ابرو پہن آوے
 نہ سمجھا کر سکے تجھ کوں اگر غفور ہیں آوے
 بجز تیرے دہن ہرگز نہ چاہوں دولت عفا
 اگر خورشید کے مانند فلک زیر نگین آوے
 نہ جاوے کچھ چراغاں سوں شبِ فرقت کی تاریکی
 اجالاتب ہو مجھ گھر میں کرب دومہ جیں آوے

کہیں مجھ دل کوں سب مل خاتم ہر سلیمانی
 خیال لعل دلبر اس میں گر ہو کر نگیں آوے
 ولی مصرع فراقی کا پڑھوں تب جبکہ دو ظالم
 کمر سوں کھینچتا خنجر، چڑھاتا آستیں آوے
 (۳۰۹)

اگر بازار میں خوبی کے دور شک پری آوے
 عجب نہیں گر فلک سیتی سرج ہو مشتری آوے
 قلم زکس کی جب لے کر لکھوں تجھ چشم کی خوبی
 ہزاراں آفریں کرتا مرے گھر عبہری آوے
 کبھی خاطر منیں خطرہ نہ آوے حور جنت کا
 اگر یک بار مجھ خلوت میں دور شک پری آوے
 سجن! میں خواب میں دیکھا ہوں تیرے مکھ کا آئینہ
 عجب نہیں گر مرے گھر دولت اسکندری آوے
 ولی رکھتا ہوں سینے میں ہزاراں گوہر معنی
 دکھاؤں اپنے جوہر کوں اگر گئی جوہری آوے

(۳۱۰)
 فلاطوں ہوں زمانے کا سجن جب مجھ گلی آوے
 نہ بوجھوں طفل مکتب کر اگر وہاں بوعلی آوے
 سرود عشق مجھ دل میں لبالب ہے، عجب مت کر
 اگر مجھ آہ کی نے سوں صدائے بانسلی آوے
 ۲۵۱

تماشا دیکھنے تیرے دہن کا اے گلستاں رو
 برنگ گل نکل کر ہر چمن سوں ہر کلی آوے
 کروں کیا اے سجن تجھ پر مرا افسوں نہیں چلتا
 وگر نہ اک اشارت میں پری مجھ گھر چلی آوے
 غرور حسن نے تجلوں کیا ہے اس قدر سرکش
 کہ خاطر میں نہ لاوے تو اگر تجھ گھر و لی آوے
 (۳۱۱)

یک بار گر چمن میں و و نو بہار جاوے
 بلبیل کے دل سوں گل کا سب اعتبار جاوے
 آوے اگر کرم سوں مانند ابرہہ حمت
 دیکھے سوں آب اس کی دل کا غبار جاوے
 چنچل کی بات لاوے طوطی اگر زباں پر
 البتہ آرسا کے دل سوں غبار جاوے
 جاتی ہے حاسداں کے یوں دل میں بیت میری
 سینے میں دشمنوں کے جیوں ذوالفقار جاوے
 مستی نے تجھ نین کی بے خود کیا و لی کوں
 آوے جو بزم مے میں کیوں ہوشیار جاوے

(۳۱۲)
 اگر وور شک گل زار ارم گلشن طرف جاوے
 عجب نہیں باغ میں مالی کیے پر اپنے پھتاوے

کہاں ہے تاب مانی کوں کہاں بہزاد کوں طاقت
 کہ تیری ناز کی تصویر تجکوں لکھ کے دکھلاوے
 رکھے جیوں دانہ تبسح عنبر طبلہ دل میں
 خیال خال دلبر عاشق بے دل اگر پاوے
 کہاں ہے آج یارب جلوہ مستانہ ساقی
 کہ دل سوں تاب جی سوں صبر سر سوں ہوش لے جاوے
 کیا ہے جس کی زلفاں نے ہمارے دل کوں سرگرداں
 نہیں کئی اس ہٹیلے کوں ہماری بات سمجھاوے
 کرے ہر زلف کوں زنجیر کرے شانہ آویزی
 اگر انصاف کوں وہ ناز میں ٹک کا م فرماوے
 دلی ارباب معنی میں اسے ہے عرش کا رتبہ
 پر کی زاد معانی کوں جو کئی کر سی یہ بٹھلاوے

(۳۱۳)

تو اس زلفاں کے جلقے سوں اگر دریا پہ چل جاوے
 عجب نہیں اے پر سی پیکر اگر گرداب بل جاوے
 کہاں طاقت ہے ہر اک کوں کہ دیکھے تجھ طرف ظالم
 ترے ابرو کی یہ شمشیر رستم دیکھ ٹل جاوے
 لگے برسات انجھواں کی ہر اک کے دیدہ تر سوں
 جہاں مانند بجلی کے مرا چنچل چل جاوے
 تو جب نہانے کوں جاوے روز روشن جانب دریا
 تری زلفاں کے ہندو کی سیاہی تاز چل جاوے

ترے فدوی ترے دربار آسکتے نہیں ہرگز
 رقیب روسیہ جاوے تو اس گھر سوں خلل جاوے
 چمن میں گر خیر جاوے ہمارے دل کی سوزش کی
 دل بلبیل کے مانند ہر گل خوش رنگ جل جاوے
 کروں جب آہ و نالہ کا علم برپا ترے غم میں
 مرے آنکھواں کی فوجاں سوں ندی کا پل کھسل جاوے
 تری آنکھیاں کی ہے تعریف ہر ہر بیت میں میری
 غزالاں صید ہو آویں جہاں میری غزل جاوے
 وئی ہے اس قدر صافی صنم کے صاف چہرے پر
 کہ اس کے وصف لکھنے میں قلم کا پگ پھسل جاوے

(۳۱۴)

دل چھوڑ کے، یار کیوں کے جاوے زخمی ہے شکار کیوں کے جاوے
 جب لگ نہ ملے نہ شراب دیدار آنکھیاں کا خار کیوں کے جاوے
 ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں جنت سوں بہار کیوں کے جاوے
 آنکھواں کی اگر مدد نہ ہووے مجھ دل کا غبار کیوں کے جاوے
 ممکن نہیں اب وئی کا جانا
 ہے عاشق زار کیوں کے جاوے

(۳۱۵)

چمن میں جلوہ گر جب دو گل رنگیں ادا ہووے
 خزانِ خاطر عاشق بہار مدعا ہووے

لے بہ یک نون پڑھا جائے یاد ال کے حذف کے ساتھ

ہوا ہوں زرد و لاغر گاہ کے مانند تجھ غم میں
 بجائے گر کشش تیری بھواں کی کہر با ہووے
 برنگ گرد باد اس کوں کرے عالم میں سرگرداں
 جسے عشق بلا انگیز خواہاں رہنا ہووے
 نہ چھوڑیں راستی روشن دلاں صبح قیامت تک
 اگر جیوں شمع ہر ہر آن تن سوں سر جدا ہووے
 آپس کے کعبہ مقصد کوں بے سعی سفر پہنچوں
 خیال اُس کا اگر کشتی میں دل کی ناخدا ہووے
 چمن میں دل کے جب گزرے خیال اس سر و قامت کا
 سراپا آہ سردِ سینہ سر و خوش ادا ہووے
 پڑھے گرافتہ ظالم لب جاں بخش سوں اپنے
 شہادت گاہ عاشق چشمہ آب بقا ہووے
 نہ ہووے یک صبح نانِ گرم سورج سوں اسے سیر
 تمھارے درس کی نعمت کی جس کوں شہا ہووے
 جدا اُس کو ہر یکتا سوں ہونا سخت مشکل ہے
 اگر یک آن ہم دریا دلاں سوں آشنا ہووے
 وہی مشکل نہیں ہرگز پہنچنا آب حیا کوں
 اگر حضر خط خواہاں ہمارا رہنا ہووے

(۳۱۶)

اگر موہن کرم سوں مجھ طرف آوے تو کیا ہووے
 ادا سوں اس قد نازک کوں دکھلاوے تو کیا ہووے

مجھے اس شوخ کے ملنے کا دائم شوق ہے دل میں
 اگر یک بار مجھ سوں آ کے مل جاوے تو کیا ہووے
 رقیباں کے نہ ملنے میں نہایت اس کی خوبی ہے
 اگر دانش کوں اپنی کام فرماوے تو کیا ہووے
 پیا کے قند لب او پر کیا ہے ہٹ مرے دل نے
 محبت سوں اگر ٹک اس کوں سمجھاوے تو کیا ہووے
 ولی کہتا ہوں اس موہن سوں ہر اک بات پر دے میں
 اگر میرے سخن کے مغز کوں پاوے تو کیا ہووے
 (۳۱۷)

اگر مجھ کن، تو اے رشک چین ہووے تو کیا ہووے
 نگہ میری کا تیرا کھ وطن ہووے تو کیا ہووے
 یہ روزاں کے ماتم کی سیاہی دفع کرنے کوں
 اگر یک نس تو شمع انجمن ہووے تو کیا ہووے
 تری باتاں کے سننے کا ہمیشہ شوق ہے دل میں
 اگر یک دم تو مجھ سوں ہم سخن ہووے تو کیا ہووے
 مَوا جو شوق میں تجھ دیکھنے کے اے ہلال ابرو
 اسے انکھیاں کے پردے کا کفن ہووے تو کیا ہووے
 اگر غنچہ من یک رات اس ہستی کے گلشن میں
 ولی مجھ بر میں دو گل پیر بن ہووے تو کیا ہووے

(۳۱۸)

گرمی سوں دو پری رو جب شعلہ تاب ہووے
برجہا ہے دل جلوں کا سینہ کباب ہووے
جو تجھ سوں ہو مقابل دو شرم سوں عجب نہیں
جیوں عکس آرسی میں گر غرق آب ہووے
تصویر تجھ پری کی دیکھا ہے جن نے اس کا
برجہا ہے گر تخلص حیرت آب ہووے
آلودہ کیوں نہ ہووے دامان پاک زاہد
جب دست ناز نہیں میں جام شراب ہووے
شبم میں غرق ہووے شرمندگی سوں ہر گل
و گل بدن چمن میں جب بے حجاب ہووے
تیرے لبوں کے آگے برجہا ہے اے پری رو
گر آب زندگانی موج شراب ہووے
کیوں بے خودی نہ آوے اس وقت پرولی کوں
دو سرو ناز پیکر جب نیم خواب ہووے

(۳۱۹)

تجھ رخ سوں جب کنارے صبح نقاب ہووے
عالم تمام روشن جیوں آفتاب ہووے
آوے تو کیا عجب ہے شیشے پہ دل کے آفت
جس وقت دو ستم گرمست شراب ہووے

برجا ہے انجن میں اس دل رُبا کی آئے دل
 گر تار سوں نگہ کے تار رباب ہووے
 کیوں کر رہے عزیزاں تار کی شب غم
 دو رشک ماہ انور جب بے حجاب ہووے
 گرمی سوں دیکھتا ہوں تیری طرف اے گل رو
 تا دور قیب بد خو جل بل کباب ہووے
 ہے ماہ نو کے دل میں یہ آرزو ہمیشہ
 اے شہسوار آ کر تیری رکاب ہووے
 ہر ہر نگہ سوں اپنی بے خود کرے دلی کوں
 دو چشم مست سرخوش جب نیم خواب ہووے

(۳۲۰)

دو محبت میں تری فانی ہوئے روز و شب جو محو حیرانی ہوئے
 دیکھ تجھ ابرو کی جو ہر دار تیغ جو ہر اں تلوار کے پانی ہوئے
 تجھ نین کے خنجر ادا پر کر نظر دیدہ باز اں چشم قربانی ہوئے
 اے سجن تیری پرت کے دوست کے دوستاں کئی دشمن جانی ہوئے
 جب سوں تو کھایا ہے پان اے آفتاب تیرے لعل لب بد خسانی ہوئے
 تجھ دہان کا لعدم کی یاد سوں بات میں عشاق کئی فانی ہوئے
 تجھ دتن کی دیکھ خوبی گوہراں غرق دریائے پشیمانی ہوئے
 تجھ کوں جو دیکھے یہاں اے صبح رو جیوں سرج دل اُن کے نورانی ہوئے

عشق میں اُس رشک لیلیٰ کے وکی

مثل مجنوں کئی بیا بانی ہوئے

(۳۲۱)

جب کیا رات کوں تجھ زلف نے بے تاب مجھے
تب پریشانی میں جیوں کال دے خواب مجھے
تیرے غیب کے خیالاں میں پھنسا جب ستمی دل
عشق نے بحر میں غم کے کیا گرداب مجھے
مضطرب عشق سوں ہوں محکوں ملامت نہ کرو
تپش دل نے دیا ریشہ سیلاب مجھے
جب کیا چاہ ترے چاہ زخماں کی یو دل
چرخ گرداں نے دیا گردش دولاں مجھے
خم ہوئی قوس قزح اس کا خم ابرو دیکھ
جس نے دیوار میں غم کے کیا محراب مجھے
چمن اُمید کا گرمی سوں گنہ کی جو سکھا
ابر رحمت نے کیا فیض سوں سیراب مجھے
جم کے رتبے سوں وئی مرتبہ اوپر ہے اگر
جام میں دل کے میسر ہوئے ناب مجھے

(۳۲۲)

سر خوشی حاصل ہوئی ہے آج گوناگوں مجھے
سزہ خط نے دیا ہے نشہ افیوں مجھے
کشتہ منت، نہیں مینائے زنگس کا کبھی
ہے خیال چشمِ خواباں بادہ گل گوں مجھے

لا رو گل مجھ سوں لے جاتے ہیں رنگ بولے درد
 گل رخاں کے عشق نے جب سوں کیا ہے خوں مجھے
 ہوش کھونا عاشق بے دل کا کچھ مشکل نہیں
 نام لے اُس رشک لیلی کا کر و مجنوں مجھے
 کیوں نہ ہو دے آہ میری ہمسر سر و بلند
 یاد آتا ہے عزیزاں و وقدموزوں مجھے
 کثرت اسباب دل لینے کوں کچھ درکار نہیں
 یک نگاہ لطف سوں کر اے صنم مفتوں مجھے
 آبرو کی کس سوں را کھوں جگ منیں چشم امید
 سر گھڑی کوئے ہیں رسوا دیدہ پُرخوں مجھے
 کیا ہوا اگر عقل دور اندیش کی سنتا ہوں بات
 ہوش سوں کھو دے گا آخر دلبستگیوں مجھے
 اے دلی رکھ دل میں آوے دو صنم آہنگ شوق
 نغمہ عشاق کا آوے اگر قانون مجھے

(۳۲۳)

کیوں نہ حاصل ہو رم آہو مجھے اُس کی انکھیاں نے کیا جادو مجھے
 رات آنے کہہ کے پھر آیا نہیں پیچ دیتا ہے دو مشکیں مو مجھے
 اے عزیزاں کیا کروں اخلاص کی پہنچتی نہیں گل بدن سوں بو مجھے
 کیوں کے بیٹھوں گوشہ آرام میں کھینچتا ہے دو کماں ابرو مجھے
 بلبل نالاں ہوا ہوں درد سوں جب نظر آیا ہے دو گل رو مجھے
 شوخی چشم پری کا دنگ ہوں حیرت افزا ہے رم آہو مجھے

ذہن میں بتا ہے دو خورشید رو گر مئی غم سوں ہوئی ہے خوب مجھے
 بسکہ ہوں تیری جدائی سوں ضعیف آرسی دیتی نہیں ہے رو مجھے
 اے ولی ہے جگ میں محراب دعا
 قبلہ رو کا ہر خم ابرو مجھے
 (۳۲۲)

تجھ نگاہ مست سوں حاصل ہے مدہوشی مجھے
 تجھ لب خاموش نے بخشی ہے خاموشی مجھے
 غیر سوں خالی کیا ہوں دل کو اپنے جیوں جاب
 تجھ نگاہ نے جب سوں بخشی خانہ بردوشی مجھے
 جام میں روشن ہے جم کی سلطنت کا سب حساب
 عیش سلطانی کا ہے فیض قدح نوشی مجھے
 تجھ کمر کی تاب پر طاقت ربانی ختم ہے
 اس نزاکت نے دیا میل ہم آغوشی مجھے
 اے ولی از بس کہ اس کی یاد میں ہے محو دل
 غیر کے خطرے سوں نس دن ہے فراموشی مجھے

(۳۲۵)
 حافظے کا حسن دکھلایا ہے نسیانی مجھے
 ہے کلید قفل دانش طرز نادانی مجھے
 موجزن ہے دل میں میرے ہر رین میں پیچ و تاب
 جب سوں تیری زلف نے دی ہے پریشانی مجھے
 ۲۶۱

کیوں پرکاریاں نہ آویں حکم میں میرے تمام
 تجھ دہن کی یاد ہے مہر سلیمانی مجھے
 یک پلک دو جے پلک سوں نہیں ہوئی ہے آشنا
 جب سوں تیرے حسن نے بخشی ہے حیرانی مجھے
 اے دلی حق رفاقت کے ادا کرتے کیا
 مستحق مغفرت آلودہ دامانی مجھے

(۳۲۶)

مدت ہوئی سجن نے کتابت نہیں لکھی آنے کی اپنے رمز و کنایت نہیں لکھی
 میں اپنے دل کی تجکوں حکایت نہیں لکھی تیری مفارقت کی شکایت نہیں لکھی
 کرتا ہوں اپنے دل کی من چاک اسے جو آہ کے قلم سوں کتابت نہیں لکھی
 تصویر تیرے قد کی مصوّر نہ لکھ سکے ہرگز کسی نے ناز کی صورت نہیں لکھی
 مارا ہے انتظار نے محکوں ولے ہنوز اُس بے وفا کوں دل کی حقیقت نہیں لکھی
 و و دل ہے نور حق سستی فارغ کہ جس میں مصحف سوں تجھ جمال کے آیت نہیں لکھی
 کیوں سنگ دل تمام مسخر ہوئے، اگر طالع میں میرے کشف و کرامت نہیں لکھی
 ڈرتا ہوں سادگی سستی موہن کی اے دلی
 اس خوف سوں رقیب کی غیبت نہیں لکھی

(۳۲۷)

پڑا حیرت میں دل اُس حسن عالم گیر کے دیکھے
 مصوّر دنگ ہے جس جلوہ تصویر کے دیکھے
 ہوا جی محویوں اُس زلف خم در خم کے دیکھے سوں
 کہ جیوں ہوتی ہے طالب کی حقیقت پیر کے دیکھے

۲۶۲

تری زلفاں کے پیچاں سوں مرے دل کو اندیشہ نہیں
 کہ دیوانے کو جیوں پر وا نہیں زنجیر کے دیکھے
 مراد دیکھ کہ غمِ تیرے کوں تیرے ہوئی ہے خوش وقتی
 کہ جیوں ہوتی ہے شادی شیر کوں نچیر کے دیکھے
 کھلایوں دل مرا تیری نگہ کے تیر کی خاطر
 کہاں آغوش جیوں کر کھولتی ہے تیر کے دیکھے
 ترے مکھ کے صفحے پر خط لکھا قدرت کے کاتب نے
 تعجب میں ہیں سب خطاط اس تحریر کے دیکھے
 ولی کے دل کوں یوں ہوتی ہے راحت تجھ گلی بھیت
 کہ جیوں ہوتی ہے خاطر منشرح کشمیر کے دیکھے

(۳۲۸)

مست تیرے جام لب کا باغ میں لالا ہے
 بے خودی کا ہاتھ میں اُس کے سدا پیالا ہے
 شوق سوں تجھ سرو قد کے سرکشی پایا ہے سرو
 سب نہالوں میں سخن اس کا سدا بالا ہے
 تجھ لٹک چلنے کی کیفیت صنوبر نے سنا
 تو گلاں کی انجمن میں مست و متوالا ہے
 بے نشا ہے جس کے دل میں نہیں محبت کی شراب
 شیشہ خالی نمں مجلس سوں نر والا ہے

لہ بروزن فع

اس انکھاں ہو زلف کا ازبس کہ دیکھا ہے طلسم
شعر تیرا اے دلی یو سحر بنگالا ہے

(۳۲۹)

کمر اس دل ربا کی دل ربا ہے نگہ اُس خوش ادا کی خوش ادا ہے
سجن کے حسن کوں ٹک فکر سوں دیکھ کہ یہ آئینہ معنی نما ہے
یہ خط ہے جو ہر آئینہ راز اسے مشک ختن کہنا بجا ہے
ہوا معلوم تجھ زلفاں سوں اے شوخ کہ شاہ حسن پر ظل ہما ہے
نہ ہو وے کوہ کن کیوں آ کے عاشق جو و شیریں ادا گل گوں قبا ہے
نہ پوچھو آ - وزاری کی حقیقت عزیزاں عاشقی کا مقتضا ہے

دلی کوں مت ملامت کر اے واعظ

ملامت عاشقوں پر کب روا ہے

(۳۳۰)

نگہ کی تیغ لے دو ظالم خوں خوار آتا ہے
جگت کے خوب رویاں کا سپہ سالار آتا ہے
ہر اک دیدے کوں حکم آ رہی ہے اس کے جلوے سوں
جد ہاں دو حیرت افزا جانب بازار آتا ہے
سُرج کو بوجھتا ہوں صبح کے تاراں سوں بھی کتر
نظر میں میری جب دو یار مرہ رخسار آتا ہے
صنوبر کے دل اوپر کیوں نہ ہو قائم قیامت تب
ادا سوں جب جہنم بھیتر و خوش رفتار آتا ہے

لے بہ قدر یک حرکت

مثال شمع کرتا ہے سنے کی انجمن روشن
وکی جس شب کوں مجھ دل میں خیال یار آتا ہے

(۲۳۱)

ترے خورشید مکھ او پر عجب جھلکار دتا ہے
ترے رخسار پر تل نقطہ پر کار دتا ہے
اگرچہ جامِ جم میں راز عالم تھا عیاں لیکن
ترے مکھ کے سجنجل میں دوجا اسرار دتا ہے
انکھیاں ز گس، زلف سنبل دہن غنچہ عذاراں گل
ترے مکھ کے گلستاں میں یوسب گلزار دتا ہے
حقیقت زلف تیری کی جگت پر کچھ نہیں ظاہر
یو بے شک مجھ گناہاں کا سیہ طومار دتا ہے
نگہبانی کوں تجھ مکھ کی بندھے ہے زلف نے حلقہ
خزینے حسن کے او پر یو بے شک مار دتا ہے
تری چنچل انکھیاں کی جگ منیں تمثیل ظاہر نہیں
مگر پتلی نین کی یو کشن اوتار دتا ہے
تری انکھیاں کے پردے میں خدا کے راز ہیں مخفی
سیاہی نین کی یو نقطہ اسرار دتا ہے
ترے گلزار مکھ او پر پسینے کا یو شبنم نہیں
کہ ہریک بوند رخ او پر دیر شہوار دتا ہے
وکی مشافِک درس کا اگر نہیں تو سبب کیا یو
جو تجھ دربار پر دایم ہزاراں بار دتا ہے

(۳۳۲)

مغز اس کا سو باس ہوتا ہے گل بدن کے جو پاس ہوتا ہے
 آشتابی، نہیں تو جاتا ہوں کیا کروں جی ادا اس ہوتا ہے
 کیوں کے کپڑے رنگوں میں تجھ غم میں عاشقی میں لباس ہوتا ہے؟
 تجھ جدائی میں نہیں اکیلا میں درد و غم آس پاس ہوتا ہے
 اے ولی دل ربا کے ملنے کوں
 جی میں میرے ہلا س ہوتا ہے

(۳۳۳)

آج سر سبز کوہ و صحرا ہے ہر طرف سیر ہے تماشا ہے
 چہرہ یار و قامت زیبا گل رنگین و سرور غنا ہے
 معنی حسن و معنی خوبی صورت یار سوں ہویدا ہے
 دم جاں بخش نو خطاں مجکوں چشمہ خضر ہے میحا ہے
 مکرنازک و دہان صنم فکر باریک ہے معما ہے
 موبہ ہو اس کوں ہے پریشانی زلف مشکیں کا جس کوں سودا ہے
 کیا حقیقت ہے تجھ تو وضع کی یو تطف ہے یا مدارا ہے
 سب دل ربائی عاشق ہر ہے لطف ہے دلاسا ہے
 جوں ولی رات دن ہے محو خیال
 جس کوں تجھ وصل کی تمنا ہے

(۳۳۴)

عشاق کی تسخیر کوں بالایہ بلا ہے یا ناز مجسم ہے یا تصویر ادا ہے
 لہ بمعنی معطر۔

از بس کہ دل اس رشک پر چو بندھا ہوں
 یا لفظ ہے رنگین ہم آغوش معانی
 جاتا نہیں گلشن کی طرف صبح و گل رو
 بیماری عاشق ہے تجھ انکھیاں ستی لیکن
 مجھ حال پر اے بوعلی وقت نظر کر
 گر حکم میں میرے ہو سعادت تو عجب نہیں
 یک دید کا وعدہ دیا توں اپنی رضا سو
 راضی ہوں میں اس پر کہ تری جس میں رضا
 پایا ہوں ولی سلطنت ملک قناعت
 اب تخت و چتر حق میں مرے ارض و سما ہے

(۳۳۵)

نہ وہ بالائے وہ بالی بلا ہے
 تغافل شوخ کا عاشق کے حق میں
 کہا مژگاں نے اس کی سوزہاں سوا
 نہ جاوے تجھ کوں چھوڑے گلشن ناز
 نہ ہے دولت کہ دائم سایہ یار
 مراد دل کیوں نہ جاوے اس گلی میں
 ہمیشہ عندلیب عاشقی کوں
 گلی اس دل ربا کی دل کشا ہے
 گل مقصود تیرا نقش پا ہے
 ہمارے سر پہ جیوں ظل ہما ہے
 ولی آتے ہیں راہ عشق میں دو

کہ جن کوں استقامت کا عصا ہے

(۳۳۶)

دیکھا ہوں جسے دو مبتلا ہے خواباں کی نگاہ نہیں بلا ہے

گر تجھ کوں ہے عزم سیر گلشن دروازہ آرسی کھلا ہے
 صیقل سوں تیری بھواں کی اے شوخ آئینہ عشق کوں جلا ہے
 تجھ باج نظر میں بلبلاں کی گلشن نہیں دشت کر بلا ہے
 خواباں کا ہوا جو سرد بازار تجھ حسن کا جب سوں غلغلہ ہے
 جیوں شمع ہوا جو تجھ پہ عاشق وہ سر سوں قدم تلک جلا ہے
 اے اہل ہوس نگاہ مت کر بالائے سہی تداں بلا ہے
 یک دل نہیں آرزو سوں خالی بر جا ہے محال اگر خلا ہے
 تسخیر کیا ہے گوش گل کوں
 بلبل کا دلی عجب گلا ہے

(۳۳۷)

صنم میرا سخن سوں آشنا ہے مجھے فکر سخن کرنا بجا ہے
 چمن منیں وصل کے ہر جلوہ یار گل رنگیں بہار مدعا ہے
 نہ بخشے کیوں ترا خط زندگانی کہ موج چشمہ آب بقا ہے
 تغافل نے ترے زخمی کیا مجھ تری یہ کم نگاہی نیچا ہے
 نہیں واں آب، غیر از آب خنجر شہادت گاہ عاشق کر بلا ہے
 غنیمت بوجھ ملنے کوں دلی کے
 نگاہ پاک باز اں کیمیا ہے

(۳۳۸)

گلستانِ لطافت میں ترا قد سرور عنا ہے
 ہمیشہ ناز کی کے آجیوں میں جلوہ پیرا ہے

عدم ہے تجھ دہن کا جگ میں ثانی اے پری پیکر
 اگر بالفرض والتقدیر ثانی ہے تو عنقا ہے
 ہوا ہے دل نشیں و دسرو قامت بس کہ مجھ دل میں
 صنوبر گر مرے سائے سوں پیدا ہو تو برجا ہے
 پریشانی کے مکتب کا معلم اس کوں کہہ سکے
 تری زلف پریشاں کا صنم جس سر میں سودا ہے
 وکی میری تو اضع سوں رقیب سنگ دل دائم
 پشیمان ہے خجل ہے منفعیل ہے سخت رسوا ہے

(۳۳۹)

قد ترا رشک سرور عنقا ہے	معنی ناز کی سراپا ہے
تجھ بھواں کی میں کیا کروں تعریف	مطلع شوخ و رمز وایما ہے
ساقی و مطرب آج ہیں ہم رنگ	نشہ بے خودی دو بالا ہے
کیوں نہ ہر ذرہ رقص میں آوے	جلوہ گر آفتاب سیما ہے
نہ رہے اس کے قد کوں دیکھ بجا	سر و ہر چند پائے برجا ہے
چمن حسن میں نگہ نہ کر دیکھ	زلف معشوق عشق پیچا ہے
نہ کرے کیوں نثار نقد نیاز	جس کوں تجھ ناز کی تمنا ہے
کیوں نہ مجھ دل کوں زندگی بخشے	بات تیری دم مسیحا ہے
سنبل اس کی نظر میں جا نہ کرے	جس کوں تجھ کیسواں کا سودا ہے
اس کے بیچاں کا کچھ شمار نہیں	زلف ہے یا یہ موج دریا ہے
ترک کر اے رقیب و سرعونی	آہ میری عصائے موسا ہے
آج تجھ غم سوں ہے وکی گریاں	دیکھ خجل پور کا تماشا ہے

(۳۴۰)

کماں ابرو پہ جو قرباں ہوا ہے دل اس کے تیر کا پیکاں ہوا ہے
 بھواں تیغ و پلک خنجر، نگہ تیر، یو کس کے قتل کا ساماں ہوا ہے
 مراد دل مجھ سوں کر کرے وفائی پسند خاطر خو باں ہوا ہے
 پیاسے جام دل سوں بادہ خوں جو بزم عشق میں مہماں ہوا ہے
 عزیزاں کیا ہے پروانے کے دل میں کہ جی دینا اُسے آساں ہوا ہے
 طبیبیاں کا نہیں محتاج ہرگز جسے درد بتاں درماں ہوا ہے
 برنگ گل فراق گل رغاں میں گریباں چاک تادا ماں ہوا ہے
 سواد خط خواباں دل کشی میں بہار گلشن ریحماں ہوا ہے
 ولی تصویر اس کی جن نے دیکھا
 مثال آرسی حیراں ہولہ ہے

(۳۴۱)

عشق نئیں یہ ہنر بر آیا ہے دشمن ہوش و صبر آیا ہے
 دیکھ اُس کی کلاہ بارانی چاند پر آج ابر آیا ہے
 مجھ سوں وحشی ہیں خوش نین، گویا فوج آہو میں بر آیا ہے
 یا صنم کا ہے غمزہ بے دیں یا ولایت سوں گبر آیا ہے
 اے ولی کیا سبب کہ آج صنم
 بر سر جو ر و جبر آیا ہے

(۳۴۲)

سُرج ہے شعلہ تری اگن کا جو جافلک پر جھلک لیا ہے
 نمک نے اپنے نمک کوں کھو کر ترے نمک سوں نمک لیا ہے

یہ درسوں تیرے جو نور جکسا سو اس سوں تارے ہوئے منور
 یو چاند تجھ حسن کا جو نکلا فلک نے تجھ سوں اچک لیا ہے
 ترے درس کا یہ نور انور جدھاں سوں روشن ہوا ہے جگ میں
 تہاں سوں بجلی نے اس چمک سوں اپس چمک میں چمک لیا ہے
 ترے شکر لب کی کیا ثنا کہوں کہ لعل جگ میں جو ہے معزز
 ترے لبوں کی یہ دیکھ سرخی سو اس نے رنگ و دمک لیا ہے
 جو کھول لٹ کوں چلا لٹک کر جھلک جھلک کر جو مکھ دکھایا
 سوں لٹ کو دیکھے ولی اٹک کر سجن نین میں اٹک لیا ہے

(۳۴۳)

مکتب میں جس کے ہاتھ ادا کی کتاب ہے
 ظاہر ہوا ہے مجھ پہ ترے ناز سوں صنم
 خوبی میں آج ہم سبق آفتاب ہے
 رنگیں بہار حسن بہار عتاب ہے
 مانند موضوع کیا اس کے شوق نے
 جس موکر کا ناؤں نزاکت تاب ہے
 کیفیت بہار ادا تب سوں ہے عیاں
 دو مست ناز جب سستی مست شراب ہے
 تیرے نین کے دور میں بے وقرب ہے شراب
 مے خانہ تجھ نگاہ سوں دالم خراب ہے
 دیوان میں ازل کے طے جبے حسن عشق
 تب سوں نیاز و ناز میں باہم حساب ہے
 پوشیدہ حال عشق رہے کیوں کے اے ولی
 غماز یاد زلفِ صنم پیچ و تاب ہے

(۳۴۴)

عشق میں جس کوں مہارت خوب ہے
 مشرب مجنوں طرف منسوب ہے

لے بر وزن فع

عاشق بے تاب سوں طرز وفا جیوں ادا محبوب کی محبوب ہے
 عشق کے مفتی نے یوں فتویٰ دیا دیکھنا، خواباں کا درس خوب ہے
 لخت دل پر خط لکھا ہوں یار کوں داغ دل ہر سر مکتوب ہے
 غمزدہ و ناز و ادائے ناز نہیں ظلم ہے طوفان ہے آشوب ہے
 لکھ دیا یوسف غلامی خط تجھے گرچہ نور دیدہ یعقوب ہے
 ہر گھڑی پڑھتا ہے اشعار وکی
 جس کوں حرف عاشقی مرغوب ہے

(۳۴۵)

جسے اقلیم تنہائی میں انداز اقامت ہے
 جبین حال پر اُس کی سدا رنگ سلامت ہے
 گزرا اس سر دقامت کا ہوا ہے جب سوں مسجد میں
 موذن کی زباں او پر ہمیشہ لفظ قامت ہے
 مجھے روز قیامت کا رہائیں خوف اے واعظ
 خیال قامتِ رعنا مرے حق میں قیامت ہے
 ہوا ہے صورت دیوار زائد کنج عزلت میں
 یہی اس حسن حیرت بخش کی ظاہر کرامت ہے
 ہوا ہے جو جبین فرساتری محراب ابرو میں
 صف عشاق میں اس کوں بحکم عشق امامت ہے
 یہ بختی ہوئی جگ میں نصیب عاشق بے دل
 یہ تجھ زلف پریشاں کی پریشانی کی شامت ہے

نہ ہونا صبح کی سختی سوں مکر اے دل شیدا
 سدا نقد محبت کا محک سنگ ملامت ہے
 شرف ذاتی ہے تجھ کوں اے گل گل زار معشوقی
 تجلی مکھ اُپر تیرے سیادت کی علامت ہے
 ولی جو عشق بازی کی حقیقت سوں نہیں واقف
 سخن اس کا قیامت میں گل باغ ندامت ہے
 (۳۴۶)

جس دل رُباسوں دل کوں مرے اتحاد ہے
 دیدار اُس کا میری آنکھاں کی مراد ہے
 رکھتا ہے بریں دلبر رنگیں خیال کوں
 مانند آرسی کے جو صاف اعتقاد ہے
 شاید کہ دام عشق میں تازہ ہوا ہے بند
 وعدے یہ گل رخاں کے جسے اعتماد ہے
 باقی رہے گا جور و ستم روز حشر لگ
 تجھ زلف کی جفا میں نہٹ امتداد ہے
 مقصود دل ہے اُس کا خیال اے ولی مجھے
 جیوں مجھ زباں پہ نام محمدؐ مراد ہے
 (۳۴۷)

سر و میرا ہر سوں آزاد ہے شوخ ہے بے درد ہے صیاد ہے
 ہاتھ سوں اُس غمزہ خوں ریز کے داد ہے بے داد ہے فریاد ہے
 آب ہووے کیوں کے دل اس سرو کا سخت ہے بے رحم ہے فولاد ہے

عشق میں شیریں بچن کے رات دن آہ دل پر تیشہ فریاد ہے
 غم نہیں مجنوں کوں ہرگز اے ولی
 خانہ زنجیر اگر آباد ہے

(۳۴۸)

ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے غمزدہ خوں خوار ظالم بر سر بے داد ہے
 کیوں نہ ہو فوارہ خوں جوش زن رک گشتا ہر نگاہ تیز خوں باں نشتر فساد ہے
 یک گھڑی تجھ ہجر میں اے دل رہا تنہا نہیں مونس و دم ساز میرا آہ ہے فریاد ہے
 تل بناتے دیکھ اس کوں مجھ پہ یوں ظاہر ہوا صید کرنے کوں ہمارے رعبت صیاد ہے
 آسماں اوپر نہ بوجھو چادر ابر سفید جانماز زائد عزت نشیں بر باد ہے
 حرف شیریں اس سستی مٹتے ہیں ہر دم جلوہ گر اہل معنی کی زباں کیا تیشہ فریاد ہے
 سرو کی دار سگی اوپر نظر کر لے ولی
 باوجود خود نمائی کس قدر آزاد ہے

(۳۴۹)

گل رخاں میں جس کے سر پر طرہ زرتار ہے
 زیب گلزار ادا و سرو خوش رفتار ہے
 چہرہ گل رنگ و زلف موج زن خوبی منیں
 آیت جنات تجری تحتہا الانہار ہے
 بس کہ بے درداں ہوئے ہیں مجتمع چاروں طرف
 بستہ زلف پر کا رویاں پہ مارا مار ہے
 زخم دل تھا گرچہ کاری لیکن اس سوں غم نہیں
 سبزہ خطِ دل آرا مرہم ز نگار ہے

۲۴۴

کیوں کے جاوے بواہوس اس کی گلی میں ہو دلیر
 ہر نگاہ تیز اس کی تیر ہے تروار ہے
 کیوں نہ لیویں زاہداں تجھ دیکھ طرہ زبرہمن
 رشتہ اخلاص تیرا رشتہ زنا ہے
 مت نصیحت کر ولی کوں اے سخن نا آشنا
 ترک کرنا عشق کوں دشوار ہے دشوار ہے

(۳۵۰)

عشق میں صبر و رضا درکار ہے فکر اسباب وفا درکار ہے
 چاک کرنے جامہ صبر و قرار دل پر رنگیں قبا درکار ہے
 ہر صنم تسخیر دل کیوں کر سکے دل ربائی کوں ادا درکار ہے
 زلف کوں وا کر کہ شاہ عشق کوں سایہ بال ہما درکار ہے
 رکھ قدم مجھ دیدہ خوں بار پر گر تجھے رنگ حنا درکار ہے
 دیکھ اس کی چشم شہلا کوں اگر ز گس باغ حیا درکار ہے
 عزم اس کے وصل کا ہے اے ولی
 لیکن امداد خدا درکار ہے

(۳۵۱)

بیاباں عاشقاں کوں ملک اسکندر برابر ہے
 ہراک گوہراں جھوکا تخت کے اختر برابر ہے
 جنوں کے ملک کے سلطان کوں کیا کیا حاجت ہے
 بگولا سرا پر مجنوں کے سوا فسر برابر ہے

۲۷۵

جو کئی حاصل کیا ہے دولت عالی کوں سوزش کی
 پھپھولا اس دل دریا بھتر گوہر برابر ہے
 فنا کر کہ جو کئی دنیا کی سمجھا زندگانی کوں
 اسے گزراں کرنے کوں جنگل ہو رہا گھر برابر ہے
 ولی دیواں میں میرے تودہ دفتر کی حاجت نہیں
 کہ مجھ دیواں میں ہر اک شعر سود دفتر برابر ہے

(۳۵۲)

نہ سمجھو خود بخود دل بے خبر ہے نگہ میں اُس پر یار کی اثر ہے
 اچھوں لگ مکھ دکھایا نہیں اپس کا سچن مجھ حال سوں کیا بے خبر ہے
 مروت ترک مت کر اے پر یارو محبت میں مروت معتبر ہے
 ترے قد کے تماشے کا ہوں طالب کہ راہ راست بازی بے خطر ہے
 تری تعریف کرتے ہیں ملائک ثنا تیری کہاں حد بشر ہے
 بیان اہل معنی ہے مطول اگرچہ حسب ظاہر مختصر ہے
 ولی مجھ رنگ کوں دیکھے نظر بھر
 اگر دودل رہا مشاق ز رہے

(۳۵۳)

نہ جانوں خط میں تیرے کیا اثر ہے کہ اُس دیکھے سوں دل زبرد ز رہے
 اُسے باریک بین کہتے ہیں عاشق نظر میں جس کی دونا زک مکر ہے
 نہ ہو فے کیوں ہجوم راست بازاں جہاں اس سرو قامت کا گزر ہے
 ہر اک سوں آشنا ہونا ہنر نہیں پر یار خسار سوں ملنا ہنر ہے
 نہ پاؤں تجھ سوں گر سب زخداں نہال عشق بازی بے ثمر ہے

۲۷۶

رہیں گے خاک ہو تیری گلی میں وفاداری ہماری اس قدر ہے
 ولی مجھ دل کی آتش پر نظر کر
 جہنم کی زباں پر الحذر ہے

(۲۵۴)

مکھ ترا آفتاب محشر ہے
 رگ جاں سوں ہوا ہے خوں جاری
 پہنچتا ہے دلوں کوں ہر جاگہ
 مکھ ترا بحر حسن ہے جاناں
 بات میٹھی ترے لبوں کی صنم
 قد سوں تیرے کدھیں نہ پایا پھل
 تجھ بن اے نور بخش محفل دل
 آگ ہٹی ہے بہت در نیزہ بلند
 دود آتش کیا ہے سرمہ چشم
 صفحہ دل پہ درد کوں لکھنے
 آج جیوں آر سی ہوے ہیں عزیز
 سادہ رو ہیں ہمیشہ با عزت
 مجکوں پہنچی ہے آر سی سوں یہ بات
 سیر دریاے معرفت کوں سنوار
 شور اس کا جہاں میں گھر گھر ہے
 یاد تیری پلک کی نشتر ہے
 غم ترا روزی ممتد ہے
 زلف پر پیچ موج عنبر ہے
 حد انگیز شیر و شکر ہے
 حق میں میرے درخت بے بر ہے
 حال مجلس تمام اتر ہے
 شمع نہیں آفتاب محشر ہے
 داغ دل دیدہ سمندر ہے
 رشتہ آہ تار مسطر ہے
 خود نمائی جنوں کا جوہر ہے
 آب نرس دن محیط گوہر ہے
 صاف دل وقت کا سکندر ہے
 کشتی دل اگر قلمندر ہے
 اے ولی کیا ہے حاجت قاصد
 نامہ میرا پر کبوتر ہے

اے بروزن سوچتا۔

قبلہ اہل صفا شمشیر ہے ہادی مشکل کشا شمشیر ہے
 غازیوں اہل سعادت کیوں نہ ہوں سایہ بال ہما شمشیر ہے
 بوالہوس اس کے آگے کیوں آسکے صورت دست قضا شمشیر ہے
 کیوں نہ دشمن کے کرے سینے میں جا ناخن شیر خدا شمشیر ہے
 اولاً ریحان و آخر لالہ رنگ ظاہر ابرگ حنا شمشیر ہے
 زندہ جاوید شہدا کیوں نہ ہوں موجہ آب بقا شمشیر ہے
 سالک راہ فنا کوں دم بدم آخرت کی رہنما شمشیر ہے
 صاحب ہمت کوں نت ہے دست گیر مرشد حاجت روا شمشیر ہے
 راہ غربت میں کہ مشکل ہے تمام ناتوانوں کا عصا شمشیر ہے
 دشمنوں کیوں کر سکیں مکر و فریب صیقل زنگ دغا شمشیر ہے
 ہے کلید فتح باب مدعا ناخن مشکل کشا شمشیر ہے
 کیوں نہ ہو دے آبِ سرسوں تا قدم جوہر کانِ حیا شمشیر ہے
 کیوں نہ ہو دے قتل عاشق دم بدم شوخ کی بانگی ادا شمشیر ہے
 جن نے پکڑا گوشہ آزادی اُس کوں موج بوریا شمشیر ہے

کعبہ فتح و ظفر میں اے ولی
 شکل محراب دعا شمشیر ہے

عاشقاں کی قید تیرا حسن عالمگیر ہے بلبلوں کے واسطے ہر موج گل زنجیر ہے
 تجھ نین کی ہے نگاہ راست تیرے خطا کج ادائی تجھ بھواں کی جوہر شمشیر ہے
 حسن تیرا عالم علوی سوں دیتا ہے خبر یہ دم عیسیٰ کی تیرے دم میں تاثیر ہے

کیا کہے حیراں تری تعریف اے آئینہ رو مو بہ مو تیرا سراپا ناز کی تصویر ہے
 اے ولی کہتی ہے بلب اس کا سن رنگیں سخن
 غنچہ لب کے لب اُپر جیوں بوے گل تقریب ہے
 (۳۵۷)

نشہ لب کوں تشنگی مے کی نہیں ناسور ہے
 پنبہ مینا اسے جیوں مرہم کا فور ہے
 یاد سوں ساقی کے نس دن ہر پلک ہے شاخ تاک
 اشک حسرت اس اُپر جیوں خوشہ انگور ہے
 اُس کا دل ہر گز نہ ہو دیراں ازل سوں تا ابد
 یاد سوں دلدار کی جس کا سہ معمور ہے
 نفس سرکش پر جو گئی پایا ہے یہاں فتح و ظفر
 دارِ عقبی کے بھتر الحق وہی منصور ہے
 تجھ تجلی کے صحیفے کا سُرج ہے یک ورق
 عکس تیری زلف کا جگ میں شب و بجور ہے
 جو سیاہی ہو ر سفیدی سوں ہوا ہے آشنا
 اہل بینش کی نظر میں و وسد منظور ہے
 جلد رو ہو عشق کی رہ میں کہ تا پہنچے نزدیک
 کاہلی کوں سٹ دے اے سالک کہ منزل دور ہے

اے میر تقی میر نے اپنے تذکرے میں یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔
 جلد چل ملک عشق کی رہ میں کہ تا پہنچے کہیں۔ کاہلی کو رہ نہ دے سالک کہ منزل دور ہے

خاکساری جس کوں سلطانی ہے اس عالم میں
 کاسہ خالی اُسے جیوں چینی فغفور ہے
 یار کے دیدار کا طالب ہے موسیٰ ہر زماں
 اے ولی دربار اُس کا اس کوں کوہ طور ہے

(۲۵۸)

نہ بوجھو خود بخود موہن میں اڑ ہے رقیب روسیہ فتنہ کی جڑ ہے
 ہر اک زلفاں کے دیکھے شہیں اٹکتا اٹکتا ہوں جہاں دل کی پکڑ ہے
 کروں کیوں سنگ دل کے دل کوں تسخیر زبردستی میں بیجا پُر کا گڑ ہے
 نہیں بل دار چیرا سر پر اس کے عزیزاں! یو جوانی کی اکڑ ہے
 برستا ہے سجن کے مکھ اُپر نور نگاہوں کی ہر ایک جانب سوں جھڑ ہے
 عجب تیزی ہے تجھ پلکاں میں اے شوخ دو عالم اس دودھاری سوں دودھڑ ہے
 ولی تو بحر معنی کا ہے غواص
 ہر اک مصرع ترا موتیاں کی لڑ ہے

(۲۵۹)

اُس کے نین میں غمزہ آہو بچھاڑ ہے
 اے دل سنبھال چل کہ آگے مار دھاڑ ہے
 تجھ نین کے چمن میں کیوں آسکوں کہ بھاں
 خاراں کی ٹھار خنجر مرثگاں کی بارڑ ہے
 جس کوں نہیں ہے بوجھ ترے حسن پاک کی
 تنکا نزدیک اُس کے مثال پہاڑ ہے

لے بیجا پور

زگس کے پھولنے کی کرے سیر دم بہ دم
جو تجھ نگاہ مست کا کیفی کراڑ ہے

دل میں رکھا جدھاں سوں ولی تجہ دنتن کی یاد
دارم منن تدھاں سوں سنے میں دڑاڑ ہے

(۳۶۰)

حسن کا مندفشیں وودلبر ممتاز ہے دلبراں کا حسن جس مسند کا پا انداز ہے
غیر حیرت ہے خبر اُس آنہ رو کی کے راز کے پردے میں جس کی خاموشی آواز ہے
اُس نزاکت آفریں پر ناز ہے کیا ناز کا سرستی پاؤں تلک سب ناز ہے سب ناز ہے
دل منیں آکر ہوا خلوت نشیں تیرا خیال غم تر اسینے میں میرے راز کا ہمارا ہے
وواپس کے وقت کا منصور ہے عالم منیں صدق سوں تجھ بات میں بہ عاشق سر باز ہے
سو کھ کر تجھ غم منیں یہ تن ہوا ہے جیوں رہا دل مرا سینے میں میرے جیوں کہ تار ساز ہے

یاد سوں اُس رشک گلزار ارم کی اسے ولی
رنگ کوں میرے سدا جیوں بوئے گل پر داز ہے

(۳۶۱)

لہریا پیر ا صنم کا بس کہ خوش انداز ہے دل ربانی میں برنگ موج گل ممتاز ہے
موسم خط میں نہ کر فکر اے گل رنگیں ادا سبزہ گلزار خوبی کا ابھی آواز ہے
رو برو آنے میں اس کے حال دل ظاہر ہوا جلوہ آئینہ رویاں کاشف ہر راز ہے
غیر سوں الفت پکڑنا ہجر میں درکار نہیں دم بہ دم آہ دل بے تاب نہر دم ساز ہے
زندگی میں طائر دل کوں خلاصی کیوں کے ہو پنجہ ظلم ستم گر چنگل شہباز ہے
درد منداں کی نظر سوں اس کا گرنا ہے بجا جو برنگ طفل اشک عاشقاں غماز ہے
زندہ کرنا استخواں کوں گرچہ تھا کا یہ مسیح زندہ کرنا شوق کوں تجھ ناز کا اعجاز ہے

۲۸۱

درہ منداں کوں سد ہے قول مطرب دل نواز
 گرمی افسردہ طبعاً شعلہ آواز ہے
 بزم کوں رونق دیا ہے جب سوں و دعالی مقام
 رشتہ آہ دل بے تاب تار ساز ہے
 دیکھنا آئینہ رو کا امر مشکل نہیں ولے
 سد راہ سینہ صافاں طالع ناساز ہے
 اے ولی یہ مصرع موزوں ہے ہر دل کا عزیز
 قامت رعنا صغیر کا سرو باغ ناز ہے

(۳۶۲)

مجھ حکم میں دو راست قد دل نواز ہے
 جس کے ہر ایک بول میں عشرت کا ساز ہے
 دمساز زہرہ رو ہے جو خالی ہے آپ سوں
 نے کی صدائے خاص سوں واضح یہ راز ہے
 کہتے ہیں کھول پردہ شناسان مدعا
 جو اوج میں ہوا کے اڑے شاہ باز ہے
 جب سوں رکھا ہوں عشق کے آتش اُپر قدم
 تب سوں مثال عود مرا جو گداز ہے
 اے بواہوس نہ دل میں رکھ آہنگ عاشقی
 جاں باز عاشقاں پہ یہ دروازہ باز ہے
 کرنے کوں سیر راہ حجاز و عراق عشق
 عشاق پاس ساز و نوا سب نیاز ہے
 تو اصل دائے میں ہے جگ کے دُج میں فرع
 اوج و حسیض بیچ تو ہی یکہ تازہ ہے
 تیرے خیال میں جو ہوا خشک جوں رباب
 مضراب غم کا ہاتھ اس اوپر دراز ہے
 محراب تجھ بھواں کی عجب ہے مقام خاص
 ہر چند تیری طبع مخالف نواز ہے
 سن حرف راست باز کا مت بل رقیب سوں
 خاراں دلاں کے چشم کی نسبت کے فیض رول
 بولی تجھے صبا نے سر زلف یہ سخن
 سرے کوں اصفہاں کے عجب امتیاز ہے
 نوری روز عاشقاں کا ترا حسن و ناز ہے

بانگ بلند بات یہ کہتا ہوں اے ولی
 اس شعر پر بجا ہے اگر محکوں ناز ہے

لہ پستی

(۳۶۳)

زلف موہن کی کہ عنبر بیز ہے حسن کے دعوے کی دست آویز ہے
 ہے گل رعنا بہار حسن کا ناز تیرا، جو نیل آئینہ ہے
 شوق کے مرکب کوں راہ عشق میں اے سخن تیری نگہ ہمیں ہے
 ہر پلک تیری کہ ہے تیغ فرنگ عاشقاں کے مارنے کوں تیز ہے
 ہاتھ میں میرے نہ سمجھو تم بیاض شوخ کے ملنے کی دست آویز ہے
 چاہتا ہوں دل سنی اے ناز نہیں جنگ تیری و و کہ صلح آئینہ ہے
 تجھ سخن کے وصف لکھنے میں قلم ابر نیساں کے منہ دُر ریز ہے
 تجھ تغافل سوں ہوا ہے رونا گریہ عاشق کہ خوں آئینہ ہے
 دل مرا اے دلبر شیریں بچن تجھ لباب کے شوق سوں لبریز ہے

اے ولی لگتا ہے ہر دل کوں عزیز
 شعر تیرا بس کہ شوق انگیز ہے

(۳۶۴)

ہر نگاہ شوخ و سرکش دشنہ خوں ریز ہے
 تیغ اس ابرو کی ہر دم مارنے کوں تیز ہے
 عشق کے دعوے میں اس کی بات رکھتی ہے اس
 سنبل زلف پری سوں جس کوں دست آویز ہے
 آج گل گشت چمن کا وقت ہے اے نو بہار
 بادہ گل رنگ سوں ہر جام گل لبریز ہے
 جب سوں تیری زلف کا سایہ پڑا گلشن میں
 تب سنی صحن چمن ہر ٹھار سنبل خیز ہے

۲۸۳

سادہ رویاں کوں کیا مشتاق اپنے حسن کا
شعر تیرا اے ولی از بس کہ شوق انگیز ہے
(۳۶۵)

تحصیل دل کے ہو نہ یہ مکھ کتاب بس ہے
داناہے منتخب کوں یہ انتخاب بس ہے
مجھ حال کا کرے گر آکر سوال دلبر
تو لا جواب ہونا مجھ کوں جواب بس ہے
تاب کمر سوں تیری بے تاب بس کہ ہوں میں
مانند زلفِ خواں مجھ بیچ و تاب بس ہے
جو عشق کے نگر کلہے صوبہ دار جگ میں
مجنون لیلیٰ حسن اس کا خطاب بس ہے
جو کئی ولی کے مانند پیتا ہے عشق کی مے
اس برہا کے جلے کوں دل کا کباب بس ہے
(۳۶۶)

عاشق کوں تجھ درس کا دائم خیال بس ہے
خاموش ہو کے رہنا اتنا چہ قال بس ہے
گر خلق عید خاطر منگتی ہے ماہ نو کوں
مجھ دل کی عید ہونے ابرو ہلال بس ہے
گر کانوروں میں لوگاں عالم کوں موہتے ہیں
مجھ دل کوں موہ لینے یہ خط و خال بس ہے

کامرد - شہر بنگالہ

ہر دل ربا کوں ہرگز دیتا نہیں ہوں دل میں
دل بستگی کوں میری دو بے مثال بس ہے
ہر چنڈے وکی ہوں میں غرق بحر عصیاں
مجکوں شفیع محشر حضرت کی آل بس ہے

(۲۶۷)

ہم کوں شفیع محشر وودیں پناہ بس ہے
شر مندی ہمارے عذر گناہ بس ہے
خاطر سوں گئی ہے خواہش اسباب دنیوی کی
ہمت برہ کی رہ میں مجھ زاد راہ بس ہے
جو صاف دل ہیں اُن کوں درکار نہیں ہے زینت
جیوں آرسی، مندی سر پر کلاہ بس ہے
اسباب جنگ رکھنا درکار نہیں ہمن کوں
دشمن کے مارنے کوں اک تیر آہ بس ہے
نہیں آرزو کہ بیٹھوں مسد پہ سلطنت کی
تیری گلی میں آنا یہ دست گاہ بس ہے
درکار نہیں ہے مسجد مسجدے کوں عاشقاں کے
محراب تجھ بھواں کی اے قبلہ گاہ بس ہے
مت تیر ہو رکماں کی کہ فکر اے خوش ابرو
عاشق کے مارنے کوں سیدھی نگاہ بس ہے
تجھ عشق کے جلے کوں کیا کام چاندنی سوں
تجھ حسن کا تماشا اے رشک ماہ بس ہے

۲۸۵

بے جا ہے بادشاہی ہر خوب رو کوں دینا
 خوبی کے تخت اوپر اک بادشاہ بس ہے
 دل لے گیا ہمارا جادو سوں دو پر سی رو
 دیوانگی ہماری اس پر گواہ بس ہے
 درکار نہیں کہ دیکھوں ہر اک ادا کوں تیری
 تجھ چال کا تماشا اے کج کلاہ بس ہے
 غم نہیں اگر رقیباں آئے ہیں چڑھ ولی پر
 اے دوست تجھ کرم کی اس کوں پناہ بس ہے

(۳۶۸)

آج ہر گل نور کی فانوس ہے ، کوہ و صحرا صورت طاؤس ہے
 گر نہ نکلے سیر کوں دو نو بہار ظلم ہے ، فریاد ہے ، افسوس ہے
 اے صنم تیرے دہن کے شوق سوں ہر کلی میں نغمے ناقوس ہے
 نور سوں تجھ یاد کی اے شمع رو پردہ دل پردہ فانوس ہے
 دیکھ کر اس کی ادا و ناز کوں ہر پر ی کوں خواہش پا بوس ہے
 دل نہ دے دوجے کوں غافل بوجھ اے کم نگاہی شوخ کی جاسوس ہے
 دیکھنے سوں سیر نہیں ہوتا ولی
 مدعا اس کا کنار و بوس ہے

(۳۶۹)

سرو میرا جب ستی گل پوش ہے ہر طرف سوں بلبلان کا جوش ہے
 اے سخن یک بات ہے لیکن اسے بوجھتا ہے دو کہ جس کوں ہوش ہے
 گول پگڑی کے نہ پھر ہرگز تو گرد گول پگڑی حسن کا سر پوش ہے

دیکھنا تجھ قد کا اے نازک بدن باعث خمیازہ آغوش ہے
 اب خلاصی عشق سوں ممکن نہیں دام دل، زلف دو دامی پوش ہے
 کیوں نہ ہو امید کار وشن چراغ شمع مجلس ساقی مے نوش ہے
 ہر سخن تیرا لطافت سوں وکی
 مثل گو ہر زینت ہر گوش ہے

(۳۷۰)

دل طلب گار ناز مہوش ہے لطف اس کا اگر چہ دل کش ہے
 مجھ سوں کیوں کر ملے گا حیراں ہوں شوخ ہے، بے وفا ہے سرکش ہے
 کیا تر کا زلف کیا ترے ابرو ہر طرف سوں مجھے کشا کش ہے
 تجھ بن اے داغ بخش سینہ و دل چمن لالہ دشت آتش ہے
 اے وکی تجربے سوں پایا ہوں
 شعلہ آہ شوق بے غش ہے

(۳۷۱)

ہر طرف ہنگامہ اجلا ف ہے مت کسو سوں مل اگر اشرف ہے
 ہر سحر تجھ نعمت دیدار کی آرسی کوں اشتہائے صاف ہے
 نہیں شفق ہر شام تیرے خوابوں پنچہ خورشید مخمل با ف ہے
 نقد دل دو جے کوں دینا تجھ بغیر حق شناسوں کے نزل اسراف ہے
 کیا کروں تفسیر غم، ہر اشک چشم راز کے قرآن کا کشاف ہے
 مست جام عشق کوں کچھ غم نہیں خاطر ناصح اگر ناصاف ہے
 وسوسے سوں دل کو مت کر زرقب سینہ صافوں کی نظر صراف ہے
 جب سوں و آتا ہے ہمراہ رقیب درد منداں کا مکاں اعراف ہے

۲۸۷

رحم کرتا نہیں ہمارے حال پر شوخ ہے سرکش ہے بے انصاف ہے
 اے ولی تعریف اس کی کیا کروں
 ہر طرح مستغنی الاوصاف ہے

(۳۷۲)

ہر چند کہ اس آہوے وحشی میں بھڑک ہے
 بے تاب کے دل لینے کوں لیکن ندھڑک ہے
 عشاق پہ تجھ چشم ستم گار کا کھپسنا
 تروار کی او جھڑ ہے یا کتے کی سڑک ہے
 گرمی سوں تری طبع کی ڈرتے ہیں سید بخت
 غصے سوں کڑکنا ترا بجلی کی کڑک ہے
 تیری طرف انکھیاں کوں کہاں تاب کہ دیکھیں
 سورج سوں زیادہ ترے جامے کی بھڑک ہے
 کرنے کوں ولی عاشق بے تاب کوں زخمی
 دو ظالم بے رحم نیٹ ہی ندھڑک ہے

(۳۷۳)

اے دوست تیری یاد میں دل کوں کمال ہے
 نقش مراد آئینہ تیرا خیال ہے
 ہے راستی سوں قد کوں ترے مرتبہ بلند
 جنت میں اس کے عشق سوں طوبی نہال ہے
 حاجت نہیں ہے شمع کی اس انجمن میں
 جس انجمن میں شمع سجن کا جمال ہے

۲۸۸

آاے مہ دو ہفتہ مرے پاس ایک روز
 ہر آن تجھ فراق کی سینہ پہ سال ہے
 ہم سایہ بیتاں نے کیا قدم را دوتا
 اس مدعا پہ طرہ خم دار دال ہے
 زاہد کوں مثل دانہ تسبیح ایک آن
 کوچے سستی ریا کے نکلنا محال ہے
 لازم ہے درس یار کی تحصیل رات دن
 ہر مدرسے کے بیچ یہی قیسل و قال ہے
 جب سوں ترے خیال نے دل میں کیا گزر
 بے تاب جیو مرے پر غضب وجد و حال ہے
 اے عاشقاں کی عید تامل سوں کر نظر
 تیری بھواں کی یاد میں تن جیوں ہلال ہے
 صد برگ سوز بان سستی کہتا ہے یونہی
 غنچے کوں تجھ دہن سوں سدا انفعال ہے
 روئے زمیں کا خال ہے زینت میں اے صنم
 تیرا جو مثل نقش قدم پائمال ہے
 تیری نین کی یاد میں جن نے سفر کیا
 اس کے سفر کی راہ نگاہ غزال ہے
 بانگ بلند بات یہ کہتا ہوں اے سجن
 کعبے میں تجھ جمال کے تل جیوں ہلال ہے

خاموش گر رہا ہے ولی تو عجب نہیں
خواص کا ہمیشہ خموشی کمال ہے

(۳۷۴)

حسن تیرا سُرج پہ فاضل ہے مکھ ترار شک بدر کا مل ہے
حسن کے درس میں لیا جو سبق مجھ نرک فاضل و مکمل ہے
رات دن تجھ جمال روشن سوں فضل پروردگار شامل ہے
جس کوں تجھ حسن کی نہیں ہے خبر بے گماں و وجہاں میں غافل ہے
زاد رہ دل سوں جو بغل میں لیا عشق کے پنتھ میں دو عاقل ہے
عشق کے راہ کے مسافر کوں ہر قدم تجھ گلی میں منزل ہے
اے ولی طرغ عشق آسان نہیں
آزمایا ہوں میں کہ مشکل ہے

(۳۷۵)

نشہ بخش عاشقاں و وساقی گل فام ہے
جس کی آنکھیاں کا تصور بے خودی کا جام ہے
کھولنا زلفاں کا کچھ درکار نہیں اے خوش نین
یک نگاہ ناز تیری دو جہاں کا دام ہے
آفتاب آتا ہے محرم ہو کے تجھ کو چے طرف
صبح صادق اس کے برین جامہ احرام ہے
دل کوں جمعیت ہے جب جاتا ہوں دنبال صنم
آر سی کے ساتھ میں سیماں کوں آرام ہے

مت قدم رکھ اس طرف لے زاہد خلوت نشین
 غمزدہ خوں خوار ظالم دشمنِ اسلام ہے
 جس صنم کی سرکشی کا جگ میں ہے صیت بلند
 شکر حق و و کافر بدکیش میرا رام ہے
 لے ولی کیوں خشک مغزی کا نہیں کرتا علاج
 یاد اُن انکھیاں کی تجھ کوں روغنِ بادام ہے
 (۲۷۶)

اس سر و خوش ادا کوں ہمارا سلام ہے اُس یار بے وفا کوں ہمارا سلام ہے
 لیتا نہیں سلام ہمارا حجاب سوں اُس صاحبِ حیا کوں ہمارا سلام ہے
 اُس باجِ دل میں میرے دو جانشین کے مدعا اُس دل کے مدعا کوں ہمارا سلام ہے
 ناز و اداسوں دل کی مرے بتلا کیا اُس ناز نہیں پیا کوں ہمارا سلام ہے
 آرام جان و دل ہے ولی جس کا دیکھنا
 اُس جانِ دل ربا کو ہمارا سلام ہے

(۲۷۷)
 اس شاہِ نو خطاں کوں ہمارا سلام ہے جس کے نگینِ لب کا دو عالم میں نام ہے
 سرشارِ انبساط ہے اُس انجمنِ منین جس کوں خیالِ تیری انکھیاں کا دم ہے
 جس سرزمین میں تیری بھواں کیاں کروں خوبی ہلالِ چرخ کی وہاں ناتمام ہے
 جب لگ ہے تجھ کی میں رقیبِ سیاہ رو تب لگ ہمارے حق میں ہر اک صبحِ شام ہے
 تنہا نہ بد عشق میں تیر ہوا ولی
 یہ زلفِ حلقہ دار دو عالم کا دام ہے

(۳۷۸)

ترا مجنوں ہوں صحرا کی قسم ہے طلب میں ہوں تمنا کی قسم ہے
سراپا ناز ہے تو اے پرکاریا رو مجھے تیرے سراپا کی قسم ہے
دیا حق حسن بالا دست شجکوں مجھے تجھ سرو بالا کی قسم ہے
کیا تجھ زلف نے جگ کوں دوانا تری زلفاں کے سودا کی قسم ہے
دورنگی ترک کر ہر اک سے مت مل تجھے تجھ قد رعنا کی قسم ہے
کیا تجھ عشق نے عالم کوں مجنوں مجھے تجھ رشک لیلیٰ کی قسم ہے

ولی مشتاق ہے تیری نگہ کا
مجھے تجھ چشم شہلا کی قسم ہے

(۳۷۹)

صنم میرا نیٹ روشن بیاں ہے برنگ شعلہ سرتا پا زباں ہے
نظر کرنے میں دل اس کا لیا ہوں کندِ گل، نگاہ بلبلاں ہے
بجا ہے گر و وسر و گلشن ناز ہماری راستی پر مہرباں ہے
وفا کر حسن پر مغرور مت ہو وفاداری بہار بے خزاں ہے
صنم مجھ دیدہ و دل میں گزر کر ہوا ہے، باغ ہے آب رواں ہے
ہوا تیر ملامت کا نشانہ نظر میں جس کی ودا بروکماں ہے

ولی اس کی جفا سوں خوف مت کر
جفا کر نا وفا کا امتحاں ہے

(۳۸۰)

یوتل زنگی و خط مشک ختن ہے سخن مصری و لب کان یمن ہے
مجھ اوپر کھینچتے ہیں تیغ ہندی ترے ابرو کہ ہیں جن کا وطن ہے

ہوئی ہے دنگ تصویر فرنگ دیکھ تری صورت کہ یہ رشک دمن ہے
 دسے تیرے نین میں کانورودیں تری باتاں میں بنگالے کافن ہے
 ترے لب میں دسے لعل بدخشاں سخن تیرا ہراک دُرِ عدن ہے
 تری یہ زلف ہے شام غریباں جبین تیری مجھے صبح وطن ہے
 ولی ایران و توران میں ہے مشہور
 اگرچہ شاعر ملک دکن ہے

(۳۸۱)

عارفان پر ہمیشہ روشن ہے کہ فن عاشقی عجب فن ہے
 کیوں نہ ہو منظر تجلی یار کہ دل صاف مثل درپن ہے
 عشق بازاں ہیں تجھ کلی میں مقیم بلبالاں کا مفتام گلشن ہے
 سفر عشق کیوں نہ ہو مشکل غمزدہ چشم یار رہ زن ہے
 بار مت دے رقیب کوں اے یار دوستاں کا رقیب دشمن ہے
 تنگ چشمی ہے راہ بے بصری گرچہ مقدار چشم سوزن ہے
 محلوں روشن دلاں نے دی ہے خبر کہ سخن کا چراغ روشن ہے
 گھیر رکھتا ہے دل کوں جامہ تنگ جگ منیں دور دور دامن ہے
 عشق میں شمع رو کے جلتا ہوں حال میرا سمجھوں پہ روشن ہے
 اے ولی تیغ غم سوں خوف نہیں
 خاکساری بدن پہ جوشن ہے

(۳۸۲)

دشمن لے دین دشمن ہے راہزن کا چراغ رہزن ہے
 اے یہ مطلع تذکرہ میر میں ہے اور معاصر کے نسخہ میں بھی ملا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

س روئی ہے حسن اہل لباس چہین دامن کا زیب دامن ہے
 پاک بازی میں دل کوں ہے عزت صافی درپن آب درپن ہے
 باغ گل راستی کا ہے سر سبز سر و گلشن میں حسن گلشن ہے
 اے ولی صاحب سخن کی زباں
 بزم معنی میں شمع روشن ہے

(۳۸۳)

شکار انداز دل و دامن ہرن ہے لقب جس شوخ کا جادو نین ہے
 ہوا ہے جو شہید لالہ رویاں برنگ داغ دل خوئیں کفن ہے
 نہیں درکار گل گشت چمن زار بہار عاشقاں و گل بدن ہے
 کرے گی سنگ دل کے دل میں جانقش صدائے بے دلاں فریاد فن ہے
 بجائے اس کوں کہنا خسرو وقت نظر میں جس کی و شیریں بچن ہے
 تراقداے بہار گلشن ناز مثال سرو زیب انجمن ہے
 خودی سوں اولاً خالی ہوائے دل اگر اس شمع روشن کی لگن ہے
 غلام و فدوی درگاہ احمد بق سدا اس کی زباں پر یو بچن ہے
 ہوا جو خادم شاہ ولایت
 ولی ہے والی ملک سخن ہے

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ)

اور ذیل کے دو شعر بھی نسخہ معاصر میں ملتے ہیں۔

ترش روئی ہے حسن اہل لباس زیب دامن کا زیب دامن ہے
 پاک بازی میں دل کی ہے لذت صافی درپن میں آب درپن ہے

(۳۸۴)

ترے لب پر جو خط عنبریں ہے خط یا قوت سوں نقش نگیں ہے
 چمن آرائے باغ خوش ادائی نہال قد سرو گل حبس ہے
 کہو زائد کوں جاوے اس گلی میں اگر مشتاق فردوس بریں ہے
 نہ آوے گی کدھی لکھنے میں ہرگز مصوّر یو ادائے ناز نہیں ہے
 ہمیشہ دیکھتی ہے تجھ کمر کوں نگہ میری سدا باریک میں ہے
 مرے حق میں عنایت نامہ یار مثال شہیر روح الامیں ہے
 کرے اک آن میں جگ کوں دوانہ نگہ تیری کہ جادو آفریں ہے
 نہیں گل برگ گلشن میں اے لالین ترے گل کوں کا یو دامن زیں ہے
 سویدا کی نمط جاوے نہ ہرگز خیال اس خال کا جو دل نشیں ہے

ولی جن نے سنا میرے سخن کوں
 زباں پر اس کی ذکر آفریں ہے

(۳۸۵)

ہر اک سوں مل متواضع ہو سروری یہ ہے
 سنبھال کشتی دل کوں قلندری یہ ہے
 نکال خاطر فاتر سوں حجام کا غم
 صفا کر آئینہ دل سکندری یہ ہے
 توجان بوجھ، آجانا ہوا سو میں بوجھا
 کہ زندگی منیں مقصود زر گری یہ ہے
 خیال یار کوں رکھ اپنے دل میں محکم کہ
 کہ عاشقاں کے نزک شیشہ و پریا یہ ہے

بسا عزیز ہیں تجھ مکھ کے آفتاب پرست
 تو جلوہ گر ہو کہ اب ذرہ پروری یہ ہے
 ٹک اک نقاب اُچا کر اپس کا مکھ دکھلا
 کہ دلبراں کے نزک حق دل بری یہ ہے
 بسا دل سوں اپس کے تو یاد حنا قانی
 ولی کوں دیکھ کہ اب رشک انور تحی یہ ہے

(۳۸۶)

نکل اے دل رہا گھر سوں کہ وقت بے حجابی ہے
 چمن میں چل بہار نستر ہے ماہتابی ہے
 کسی کی بات سنتا نہیں کسی پر رحم کرتا نہیں
 ہٹیللا ہے، شمر ہے، جفا جو ہے، شرابی ہے
 گیا ہے جب سوں و وگل روچمن میں مے کشی کرنے
 ہراک گل صورت ساغر ہراک غنچہ گلابی ہے
 گلی میں اُس ستم گر کی نہ جائے دل، نہ جائے دل
 کہ جاں بازی میں آفت ہے، قیامت ہے، خرابی ہے
 کسے طاقت ہے انکھیاں کھول کر دیکھے تری جانب
 جھلک تجھ حسن روشن کی شعاع آفتابی ہے
 تمھارے اے سخن مدت سوں فدوی، میں دعا گو ہیں
 ہمیں سوں بے حسابی بات کرنا بے حسابی ہے
 وفاداری بہار گلشن خوبی ہے اے گل رو
 نہ بوجھو سرسری ہرگز سخن میرا کتابی ہے

۲۹۶

بہار عاشقی کوں تازہ کرنا اے گل رعنا
 تلفت ہے، مدارا ہے، کرم ہے، بے عتابی ہے
 ولی پایا رباعی چار ابرو کے تصور میں
 تخلص چشم گریاں کا بجا ہے گر سحابی ہے

(۳۸۷)

مفلسی سب بہار کھوتی ہے مرد کا اعتسار کھوتی ہے
 کیوں کے حاصل ہو مجکوں جمعیت زلف تیری تشرار کھوتی ہے
 ہر سحر شوخ کی نگہ کی شراب مجھ انکھاں کا خمار کھوتی ہے
 کیوں کے ملنا صنم کا ترک کروں دلبری اختیار کھوتی ہے
 اے ولی آب اُس پری رو کی
 مجھ سینے کا غبار کھوتی ہے

(۳۸۸)

دل کوں تجھ باج بے قرار ی ہے چشم کا کام اشک باری ہے
 شب فرقت میں مونس و ہمد بے قراروں کوں آہ و زاری ہے
 اے عزیزاں مجھے نہیں برداشت سنگ دل کا فراق بھاری ہے
 فیض سوں تجھ فراق کے سا جن چشم گریاں کا کام جاری ہے
 فوقیت لے گیا ہوں بلبل سوں گرچہ منصب میں دو ہزار کا ہے
 عشق بازوں کے حق میں قاتل کی ہر نگہ خنجر و کسٹاری ہے
 آتش ہجر لالہ روسوں و کی
 داغ سینے میں یاد گاری ہے

اے (ن)، حسن، عشق، عقل۔

(۳۸۹)

عشق بے تاب جاں گدازی ہے حسن مشتاق دل نوازی ہے
 اشکِ خوئیں سوں جو کیا ہے وضو مذہبِ عشق میں نمازی ہے
 جو ہوا رازِ عشق سوں آگاہ دو زمانے کا فخر رازی ہے
 پاک بازاں سوں یوں ہوا مفہوم عشقِ مضمون پاک بازی ہے
 جا کے پہنچی ہے حدِ ظلمت کوں بس کہ تجھ زلف میں درازی ہے
 تجربے سوں ہوا مجھے ظاہر نازِ مفہوم بے نیاز کا ہے
 اے ولی عیش ظاہری کا سبب
 جلوہٴ شاہد مجازی ہے

(۳۹۰)

کوچہٴ یارِ عین کا سی ہے جو گئی دل وہاں کا باسی ہے
 پی کے بیراگ کی ادا سی سوں دل پہ میرے سدا ادا سی ہے
 اے صنم تجھ جیس اُپر یہ حال ہندوے ہر دوار باسی ہے
 زلف تیری ہے موجِ جہنا کی تل نرک اس کے جیوں سنا سی ہے
 گھر ترا ہے یہ رشک دیول چیں اس میں مدت سوں دل اُپا سی ہے
 یہ سب یہ زلف تجھ زخداں پر ناگنی جیوں کٹوٹے پہ پیاسی ہے
 طاس خورشید غرق ہے جب سوں بر میں تیرے لباس طا سی ہے
 جس کی گفتار میں نہیں ہے مزا سخن اس کا طعام باسی ہے
 اے ولی جو لباس تن پہ رکھا
 عاشقاں کے نرک لباسی ہے

لے کنویں کا قدیم اٹلا۔

(۳۹۱)

تراکھ مشرقی، حسن انوری، جلوہ جمالی ہے
نیں جامی، حبیب فردوسی و ابرو ہلالی ہے
ریاضی فہم و گلشن طبع و دانادل، علی فطرت
زباں تیری فصیحی و سخن تیرا زلالی ہے
نگہ میں فیضی و قدسی سرشت طالب شیدا
کمال بدر دل اہلی و انکھیاں سوں غزالی ہے
تو ہی ہے خسرو روشن ضمیر و صاحب شوکت
ترے ابرو یہ مجھ بیدل کوں طغرائے وصالی ہے
ولی تجھ قد و ابرو کا ہوا ہے شوقی و مائل
تو ہر اک بیت عالی ہو ہر اک مصرع خیالی ہے

(۳۹۲)

نہ پوچھو خود بخود اس شوخ میں صاحب کمالی ہے
نگاہ پاک بازاں حسن کے گلشن کا مالی ہے
نہ جانوں کیا بلا لادے گی اُس کے کان سوں لگے
بلائے جان مشتاقاں کہ جس کا نانوں بالی ہے
سدا اس موکر کا وصف آتا ہے زباں اوپر
عزیزاں طبع میں میری عجب نازک خیالی ہے
زباں پر قمریاں کی یہ سخن جاری ہے گلشن میں
کہ عشقِ سرو قدر رکھتا ہے جس کی فکر عالی ہے

۲۹۹

ہمیشہ جیوں صنوبر، راست بازاں وجد کرتے ہیں
 گرفتِ پریار و مصرع بر جستہ حالی ہے
 عیاں ہے شاہ بیتِ عبہری تجھ چشمِ جادو سوں
 کہ شمر تجھ بھواں میں معنی بیتِ ہلالی ہے
 کہا اس شکرین گفتار نے میرے سخن سن کر
 کہ طوطی کی زباں اوپر عجب شیریں مقالی ہے
 نہ جانوں کس پریار و کا گزرے آج مجلس میں
 کہ حیرت سوں ہر اک گل و مثال نقشِ قالی ہے
 دلی دوسر و قامت ہے بہار گلشنِ خوبی
 نہ رہنا اس کی صحبت میں نیٹ بے اعتدالی ہے

(۳۹۳)

باغِ ارم سوں بہتر موہن تری گلی ہے
 ساکن تری گلی کا ہر آن میں دلی ہے
 تجھ عشق کی صدا سوں لبریز ہوں سراپا
 ہر استخوان میں میری آواز بانسی ہے
 بولے ہیں اہل دل نے یہ بات تہہ دلی سوں
 عارف کا دل بغل میں تر آن ہو سکی ہے
 تجھ مکھ کے گردِ یو خط بار یک ہے ولین
 انکھیاں کوں نور دینے جیوں قطعہ جلی ہے

لہ شاہ بیت، غزل کا بہترین شعر، بیت الغزل (نور اللغات)

امید ہے کہ ہووے مجھ درد سر کا درمان
 جامے کا رنگ تیرے اے شوخ صندلی ہے
 یک بار دل جلے کوں ٹھہرا کدھی نہ دیکھا
 تیری نگاہ ظالم مانند بجبلی ہے
 آتا نہیں ہے تجھ بن اک آن خواب راحت
 تکیہ مرے سر ہانے ہر چند مخملی ہے
 ہرگز ترے دہن میں نہیں رنگ و بو سخن کا
 گو یاد ہن یہ تیرا تصویر کی کلی ہے
 مجکوں کہا سجن نے لاؤں گا بندگی میں
 زمرے میں شاعراں کے ہر چند تو ولی ہے

(۳۹۴)

قد میں تیرے دو خوش خرامی ہے جس سوں تجھ ناز کی تمامی ہے
 گرچہ سب خوب رو ہیں خوب دلی سر و میرا سبھوں میں نامی ہے
 ہر ایک تیری اے نگہ بد مست نشہ بخشی میں شعر جامی ہے
 آتش شوق زلف سوں تیری دل عاشق کباب شامی ہے
 سر و کوں باوجود آزادی تجھ سستی دعویٰ غلامی ہے
 جو بندھا تجھ نگیں لب سوں دل اس کوں عالم میں نیک نامی ہے
 آتش عشق سوں نکل جانا عشق بازاں کے حق میں خامی ہے
 تب کا مشاق جی ہے لکھن سوں کشن سوں جب کہ رام رامی ہے

اے ولی اس کے بیت ابرو میں

معنی نسخہ حسامی ہے

(۳۹۵)

گرچہ طسنا زیا ر جانی ہے مایہ عیش جاد دانی ہے
 یاد کرتی ہے خط کوں زلف صنم کام ہندو کا بید خوانی ہے
 تجھ سوں ہرگز جدا نہوں اے جاں جب تلک مجھ میں زندگانی ہے
 آشنا نو نہال سوں ہونا ثمرہ گلشن جوانی ہے
 دل میں آیا ہے جب سوں سروروا تب سوں مجھ شعر میں روانی ہے
 اے سکندر نہ ڈھونڈ آب حیات چشمہ خضر خوش بیانی ہے
 وقت مرنے کے بولتا ہے یتنگ کہ محبت رفیق جانی ہے
 گرچہ پابند لفظ ہوں لیکن دل مرا عاشق معانی ہے
 اے وکی فکر صاف صاحب دل
 گو ہر بحر نکتہ دانی ہے

(۳۹۶)

سدا ہم کوں خیال رنگ روے یار جانی ہے
 ہمارے شیشہ دل میں شراب ارغوانی ہے
 زبان حال سوں کہتا ہے خضر سبزہ نو خط
 بیاں کرنا صنم کے لب کا آب زندگانی ہے
 گیا ہے حسن کی شادی میں از بس بے تکلف ہو
 سراپا عشق کے بریں لباس زعفرانی ہے
 تواضع کی توقع نو نہالاں سوں نہ رکھ اے دل
 کہ بے باکی و شوخی لازم وقت جوانی ہے

۳۰۲

ہوا ہے شوق زلف مو کمر سوں جو سخن سرزد
ولی و شعر نازک موج دریائے معانی ہے

(۳۹۷)

موبہ مو میں تجھ غم سوں ضعف و ناتوانی ہے
ٹھک کرم کرو سا جن، وقت مہربانی ہے
دیکھنے سوں خواباں کے منع مت کر اے زاہد
موسم بزرگی نہیں عالم جوانی ہے
جیو یاد کرتا ہے نو بہار کے خطکوں
رات دن برہمن کا کام بید خوانی ہے
کنج غم میں تنہا نہیں عاشق بلا انگیز
گر شب جدائی میں آہ یار جانی ہے
یک سخن ترے لب سوں اے مسیح روح افزا
حق میں جاں نثاروں کے آب زندگانی ہے
تجھ سوں ہم نشین ہونا، اے گل بہار دل
وجہ شادمانی ہے، عیش جادو دانی ہے
نام اس دورنگے کا، کیوں نہ ہو گل رعنا
چہرہ ارغوانی ہے، جامہ زعفرانی ہے
جب سوں نو خط گل رو، جلوہ گر ہے گلشن میں
سبزہ کبریا ہے، رنگ گل خزانہ ہے
سادہ روپہاں کے سب گوش رکھ کے سنتے ہیں
اے ولی سخن تیرا، گوہر معانی ہے

تجھ کوں خواباں میں بادشاہی ہے سر اُپر سایۂ الہی ہے
 باعثِ دل ربائی عا شق خوش نگاہوں میں خوش نگاہی ہے
 کم نکلنے میں اس پری رو کے عشق بازاں کی خیر خواہی ہے
 جگ میں تیری بھواں کی شہرت سوں کشتی عاشقاں تباہی ہے
 قتل عشاق پر بندھیا ہے کمر غمزدہ تیغ زن سپاہی ہے
 شاہ خواباں کے رخ پہ سبزہ خط حسن کی فوج کی سیاہی ہے
 کیوں نہ ہو عشق باز خسرو وقت عشق کا داغ چتر شاہی ہے
 نو خطاں کی طرف نہ جا زاہد زید و تقویٰ کی وہاں مناہی ہے

عشق بازاں میں ہے ولی ثابت

طالبِ گلِ رخاں کساہی ہے

مت تصور کرو مجھ دل کوں کہ ہر جانی چمن حسن پری رو کا تماشا فانی ہے
 گلِ رخاں کیوں نہ کہیں بجوں سکندر طالع جلوہ گر بر میں ترے جامہ دارانی ہے
 یاد کرتا ہے سدا مصرع زنجیر جنوں دل بے تاب کہ تجھ زلف کا سودا فانی ہے
 چشم خونبار کوں رونے سوں نہیں ہر گنم خط شب رنگ ترا سرمہ بینائی ہے
 دیکھ کر اس کوں مٹے سرو و صنوبر باند اس قدر قد میں ترے جلوہ رعنائی ہے
 شیخ مت گھرسوں نکل آج توں غباں کھنڈ گول دستار تری باعث رسوائی ہے

اے ولی رہنے کوں دنیا میں مقام عاشق

کو چہ یار ہے یا گوشہ تنہائی ہے

(۴۰۰)

شکر و د جان گئی، پھر آئی عیش کی آن گئی پھر آئی
تیرے آنے سستی لے راحت جاں شہر کی جان گئی پھر آئی
پھر کے آنا تر ہے باعث شوق جس طرح تان گئی پھر آئی
تیرے آنے سستی لے مایہ حسن عشق کی شان گئی پھر آئی

اے دلی قند مکر رہے یو بات
شکر، و د جان گئی پھر آئی

(۴۰۱)

ترا مکھ ہے چراغ دل رہائی عیاں ہے اس میں نور آشنائی
لکھا ہے تجھ قد اوپر کاتب صنع سراپا معنی نازک ادائی
تو ہے سراپاؤں لگ از بس کہ نازک نگہ کرتی ہے تجھ پگ کوں حنائی
ہوا تیری نگہ کی بس کہ ہے مجھ ہوا ہے دل مرا تیر ہوائی
شنا تیری کیا ہوں ورد از بس بجا ہے گر کہیں مجھ کوں شنائی
محبت میں تری اے گوہر پاک ہوا ہے رنگ میرا کہر بائی
تری انکھیاں کی مستی دیکھنے میں گئی ہے یار سا کی پار سائی

دلی ہنستی ہے ہر شب بزم میں شمع
پتنگ میں دیکھ کر عشقِ ریائی

(۴۰۲)

سجن میں ہے شعار آشنائی نہ ہو کیوں دل شکار آشنائی
صنم تیری مروت پر نظر کر ہوا ہوں بے قرار آشنائی
نہٹ دشوار تھا مجھ دل میں اے جاں زمان انتظار آشنائی

ہوا معلوم تجھ ملنے سوں لالین کہ رنگیں ہے بہار آشنائی
 حیا کے آب سوں باغ وفا میں رواں ہے جو بار آشنائی
 وفاد شمن نہ ہواے آشنا رو وفا پر ہے مدار آشنائی
 مروت کے ہمیشہ ہاتھ میں ہے عنان اختیار آشنائی
 مدار اترک مت کر لے حیا دوست مدار اسے حصار آشنائی
 ولی اس واسطے گریاں ہوں ہر آن
 کہ تر ہو سبزہ زار آشنائی

(۴۰۳)

تجھ لکھ کارنگ دیکھ کنول جل میں جل گئے
 تیری نگاہ گرم سوں گل گل پگھل گئے
 ہر اک کوں کاں ہے تاب جو دیکھے تری طرت
 شیراں تری نگاہ کی دہشت سوں ٹل گئے
 صافی ترے جمال کی کاں لگ بیاں کروں
 جس پر قدم نگاہ کے اکشر پھسل گئے
 مرنے سستی جو آگے موئے اس جگت منیں
 تصویر کی منظر و خودی سوں نکل گئے
 پائے ہیں جو کہ لذت دیں جگ میں اے ولی
 وہاں اس دنیا منیں حسرت سوں مل گئے

(۴۰۴)

اندوہ و غم کی بات ترے باج بن گئی
 آواز میری آہ کی پھرنا لگن گئی

۱۔ احشر اس کا ہوش میں آنا محال ہے
جس کی طرف صمغ کی نگاہِ نین گئی
سُرمے کا منہ سیاہ کیا اُن نے جگ منیں
جس کی نین میں پیو کی خاک چرن گئی
تنہا سواد ہند میں شہرت نہیں صمغ
تجھ زلف مشک بو کی خبر تا حُسن گئی
اب لگ وئی پیانے دکھایا نہیں درس
جیوں شمع انتظار میں ساری رین گئی

فرویات

(۱) مفلسی بے کسی کی فوجاں نے شہر دل کوں کیا ہے ویراں آ

(۲) اُجالے کوں اس مکھ کے دیکھے سستی، خجالت سوں کئی رات چندر چھپا

(۳) اس صنم نے جب اٹھایا مکھ سستی اپنا نقاب
صبح صادق کا گریباں پھاڑ جیوں سورج دسا

(۴) تجھ گال پر نہ کا نشان دستا مجھے اس دھات کا (کذا)
روشن شفق پر حکمگے جیوں چاند پھلی رات کا

(۵) خجالت سستی ہر غنچہ گریباں میں کھسے سر گرباغ میں مذکور ہو اُس تنگ دہن کا

(۶) مجھے اچرج یہی آتا پیا کے پان کھانے کا
نجانوں کیا سبب یا قوت اصلی کے رنگانے کا

(۷) مذہب عشق میں تری صورت دیکھنا ہم کوں فرض عین ہوا

(۸) باج حق کے نہیں کوئی واقف ہماری آہ کا
مدھے یہ دیوان بے تاب کی بسم اللہ کا

(۹) مرہ جبین پر لگائے کیوں ٹیکا ماہ میں کام کیا ہے دیوی کا

(۱۰) دونوں بھواں کے میانے ٹیکا نہیں زری کا
ہے قوس کے برج میں جھلکار مشتری کا

(۱۱) انھو کی فوج کالے شاہ خواں دیا ہوں تجھ محلے میں محلا

(۱۲) تیری آنکھیاں کے سامنے سرمہ ہوا ہوں میں
اے سنگ دل ہنسی کوں توں ذرہ نظر میں لا

(۱۳) غور حسن سٹالے چار ابرو اب کرم کرنا پڑا ہے موترے یا قوت پر قیمت کوں کرم کرنا

(۱۴) ہجر کے کیف میں گزک مجکوں اس جگر کے بنا کباب نہ تھا

(۱۵) تری آنکھیاں نے مجھ اے شوخ بدست چھکایا ہے، چھکایا ہے، چھکایا

(۱۶)

نقاش جیوں ناز و ادا مجھ یار کی نالکھ سکا
میں اس کی صورت اور ادا دل کے صفحے پر ب لکھا

(۱۷)

دیکھا نہیں کسی نے دن رات میں اچھوں لگ
ہتّاب کے اُجالے میں آفتاب دیکھا

(۱۸)

لہا صبا (گر) جوں توں ہے مہرباں تو (جا کے) بول دلبروں
کہ تجھ ادھر کے طلب میں جیوں ادھر آ رہا

(۱۹)

آج دلبر نے مجھ پیام کیا شکر اللہ فلک نے کام کیا

(۲۰)

گھنا لے بال بال بے کے بلا کی بیل میں گویا
جنم عاشق کشی کرنا سکھی کے کھیل میں گویا

(۲۱)

جن نے تیرے حسن کے دریا کوں دیکھا آنکھ بھر
وہ ہوا خالی پس سوں جگ میں مانند حباب

(۲۲)

دیکھ تجھ ابرو کوں شکل کژدم جادو نگاہ
مار کے مانند کھایا تجھ زلف نے بیچ و تاب

لہ قوسین میں جو الفاظ ہیں یہ زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔

(۲۳)

اے کعبہ روکھڑا تو ہوا جیوں ادا کے ساتھ
بولے مکبران کہ ”قد قامت الصلاة“

(۲۴)

حسن اس کا ہوا ہے خوش خط آج ہے سزاوار گر دیوے اصلاح

(۲۵)

خال بھی مکھ پر ترے یوں ہی دے جوں کہ بیٹھا زاع آگلشن بھتر

(۲۶)

تجھ جام لب سوں بوند پڑے خاک جم میں گر
لے جام مثل لالہ نکالے دو بھو میں سوں سر

(۲۷)

کرتا ہوں جاں سپاری کتھئی ہیں ہاتھ جس کے
کرنے کوں دل کوں چونا آتا ہے پان کھا کر

(۲۸)

میں نہ جانا تھا کہ تو نادان ہے دل دیا تھا تجکوں دانا بوجھ کر

(۲۹)

گر تو منگتا ہے کہ دیکھوں رنگ وسعت مشربی
صدق نیت سوں شتابی دامن صحرا پکڑ

اے بروزن طے ۔

اے زمین

(۳۰)

نگاہ تیز، پلک تیز، غمزہ تس پر تیز ہوئے ہیں دل کے لیے یہ تمام نشتر تیز
رقیب پر جو چلے بس تو اس کوں چاک تو کر پکارے حشر تلک غم سوں دو "بریز بریز"

(۳۱)

مارے پلک کے تیراں محبوب آپ دھس دھس
روزن ہوا ہے سب تن جیتا اتال بس بس

(۳۲)

بچھا بچھل سے مستی میں تری کا ہے کی انگیا ہے
چھپا چھاتی چھبیلی ہاتھ سوں مہنس کر کہی نکل

(۳۳)

اس کے نہانے کی سن خبر آیا چشمہ آفتاب گرم نکل

(۳۴)

توں ہے حق سنی ہم زباں ہم کلام ترا قاب قوسین ادنیٰ مقام

(۳۵)

کیا غم ہے اس کوں گرمی خورشید حشر سوں
بخت سیاہ جس کے سراو پر ہے سائبان

(۳۶)

نہ جانوں دو ہلال ابرو کس اوپر جلا ہے باندھ تیغ مغربی کوں

(۳۷)

ہر نقش پاسوں دیدہ قمری دے اگر دوسرے خوش خرام چلے سیر باغ کوں

لے پوچھا

(۳۸)

اور مجھ پاس کیا ہے دینے کوں دیکھ کر تجلوں روئے دیتا ہوں

(۳۹)

اس سرو قد کے غم سوں گردن میں طوق بھا کر
قمری نمون الم سون کو کو پکارتا ہوں

(۴۰)

نبض عاشق میں تان کا ہے جیو تانت بجنے میں راگ بوجھا ہوں

(۴۱)

نکربات اے جان ہر ایک سوں مگر بول میرے سنی نیک توں

(۴۲)

ترشی چین و شکر لب یار حق میں میرے ہے شربت لیموں

(۴۳)

تجھ زلف سوں اے غیرت لیلیٰ بید خواناں ہوئے ہیں سب مجنوں

(۴۴)

دستا ہے تو چھ مجھ کوں جدھر دیکھتا ہوں میں
تیرے خیال بیچ ہوا دل ہزار میں

(۴۵)

دور ہے لیکن نزک دستا ہے مجھ دل ہوا تجھ دیکھنے کوں دور ہیں

(۴۶)

گناہوں کے سیہ نامے سوں کیا غم اس پریشاں کوں
جسے یہ زلف دست آویز ہے روز قیامت میں

۳۱۳

(۴۷)

کشتی پہ مجھ نین کی انجھواں کے قافلے چڑھ
مقصود کے حرم کوں احرام بندھ چلے ہیں

(۴۸)

کیوں مارتے ہو تیغ سب جن ہم میں دم نہیں
پنہاں نگہ تمہاری یہ گیتی سوں کم نہیں

(۴۹)

اے پتنگ جل کے تجھ موئے پیچھے شمع ثابت قدم ہے جلنے میں

(۵۰)

موسن ادھر رنگیں بدل کھایاں مستی لائے ہیں
لب پر شفق اور شام کوں ایک ٹھار کر دکھلائے ہیں

(۵۱)

گر تمنا ہے کہ ہوں روشن دلال میں سر بلند
مجھ سوں پر دانے اُپر ہوموم دل لے شمع رو

(۵۲)

یاد میں تجھ قد کی اے گلزار حسن آہ میری سبز ہے مانند سرو

(۵۳)

کیا کام اس کوں پھر کے شرابا طور سوں
پی جس نے تجھ لبوں سوں شراب دو آتش

(۵۴)

ازبس کہ شکستہ دل ہوں غم سوں لکھتا ہوں شکستہ خط سوں نامہ

۳۱۴

(۵۵)

قرنے لاف جب مارا مرے معشوق کے مکھ سین
ہوا حیران و سرگرداں خجالت سوں حشر لگ دو

(۵۶)

عاشقی کی شاخ آخر گل کرے آرسی طوطی کو جیوں بلبل کرے

(۵۷)

ناجوت ہے الماس کوں ظالم ترے دندان کی
نارنگ دستا لعل میں تیرے لب خندان کی

(۵۸)

اس کے نین میں مورت پیاکئی نت بھری ہوگی
جگر کے کاٹ عینک کوں حتی جگ پر دھری ہوگی

(۵۹)

گردش چشم دکھا مجکوں دیے ہیں بالے
گوشہ چشم استی دیکھ بہت گھر گھالے

(۶۰)

تاچند کہوں بات تری خوش شکلی کی اے شوح ترے غمزے نے جو کی سوہلی کی

(۶۱)

رخسارہ معشوق نہاں شد بہ تہ زلف
سورج نہیں دستا جو ہوا ہو بدلی کی

(۶۲)

شعلہ خوجب سوں نظر آتا نہیں تب سوں انگاروں پہ لوٹے ہے ولی

(۶۳)

جب کہ تو نین میں سماتا ہے جو میرا نکھال میں آتا ہے

(۶۴)

درزن کوں کہا، کیا ہے ترے بریں دکھا ٹک
بولی کہ نکو چھپٹر مجھے سینا ہے

(۶۵)

ترے موے میاں آنکے (یہ) چوٹا کیا بچارا ہے
ترے انکھیاں آنکے جاناں چکارا کیا چکارا ہے

(۶۶)

لکھ ترا جیوں روز روشن زلف تیری رات ہے
کیا عجب یہ بات ہے یک ٹھار دن ہو رات ہے

(۶۷)

پیو کی انکھیاں میں نشہ، معجون گویا زگس کے لالہ دربر ہے

(۶۸)

دود آہ شوق مشتاقاں نہیں خط نہیں یہ حسن کا آغاز ہے

(۶۹)

شاخ گل ہے یا نہال راز ہے سرو قد ہے یا سراپا ناز ہے

(۷۰)

تجھ طرف اکثر ہیں آہن دل رجوع دل ترا کیا سنگ متفاطیس ہے

(۷۱)

خواب کی مجلس میں پر تو اسی کا شمع ہے بوجھ وہی اس بات کوں خاطر کہ جس کی جمع ہے

۳۱۶

(۷۲)

یک شمع گر در پیش و پس را کھے ہزاراں آرسی
دستا ہے نور ہر اک منیں لیکن وہی یک شمع ہے

(۷۳)

تحصیل حاصل نیئیں اُسے جس میں جو قال و قیل ہے
اُس کو تدهاں فاضل کہو جو فارغ التحصیل ہے

(۷۴)

کھلے ترا بحر حسن و زلفاں موج گردش چشم عین طوفاں ہے

(۷۵)

پیو کوں دیکھا نہیں ہوں اس نوبت دل مرا اس سبب سوں جھانجھ میں ہے

(۷۶)

بچھا مالن کوں دو گینداں سو کیا مخفی کیے بر میں
کہا تجھ کیا غرض اس سوں چلا جاتا تو ہر یک کچھ ہے

(۷۷)

آپ سیتی دو ہو وے بے گانہ عشق میں جس کوں اوس میں یاری ہے
اوس بنائیں ولی کیتیں کچھ کام رات دن اوس کوں آہ و زاری ہے

(۷۸)

چھبیلی چھپ سوں درزن کا ہلانا بات ٹک دیکھو
یو کچھ سیتی نہیں (لیکن) مرے دل کوں کڑھاتی ہے

لے یہ شعر اس طرح بھی ملتا ہے

نین گشتی تری میں پتلی نوح تس میں گردش سو عین طوفاں ہے

(۷۹) کچھ بھلائییں رقیب کوں لگتا ایک پاپوش خوب لگتی ہے

(۸۰) عشق کرنا تو ایک سین کرنا عشق دو ٹھور بے حیائی ہے

(۸۱) میں نے چوچی اہیرنی کی مسلی مجھ کوں اُس نے نہ کچھ ملائی دی

(۸۲) تجھ شمعِ روسے روشن ہوتی ہے شب کی مجلس
معشوق چاہتے ہیں پر وانگی وہاں کی

نوٹ: 'فردیات' کے سلسلے میں مندرجہ بالا اشعار نہ معتبر ہیں نہ مستند۔
بہت سے نسخوں میں تو یہ ملتے ہی نہیں، اور جن میں ملتے ہیں اُن سب
میں مختلف ہیں۔ ایسے کئی اشعار تو صرف رعایتِ لفظی یا ایہام پر مبنی
ہیں اور بعض کے تو معنی ہی واضح نہیں۔ مجبوراً اصل کے مطابق نقل
کر دیے گئے۔ ہاشمی

رُباعیات

(۱) یک بارگی تجھ دیکھنے مجھ دل مل جا
سنسار کی انکھیاں جلے سب جیو جلے
گل تل ہو رہا گال منیں تل مل جا
جینے کا بھروسہ سا کسے یک تل مل جا

(۲) تجھ عشق سوں عشاق کا من آگ ہوا
ہر تختہ لالہ پہ لکھی لالی سوں
خورشید منن، تمام تن آگ ہوا
تجھ رنگ کی غیرت سوں چین آگ ہوا

(۳) دل جام حقیقت سٹی جو مست ہوا
یہ باغ دسا نظر میں تنکے سوں بھی کم
ہر مست مجازی سوں زبردست ہوا
اور عرش عظیم پگ تلے پست ہوا

(۴) تجھ منن میں جی دام محبت دیکھا
تجھ مکھ کے بھتر روز دسا روشن مجھ
تجھ لب مننیں، دل جام مروت دیکھا
تجھ زلف میں دل شام مشقت دیکھا

(۵) اے جیو دو عالم کا ترے مکھ پہ ندا
مجھ عاجز بے کس پہ نظر رحم سوں کر
محتاج تری ذات سوں سب شاہ گدا
اے منظر ہر زائے منظور خدا !

(۶)

مے خانہ جگ کا جس نے سر جوش کیا اس ہاتھ سون عالم نے قدح نوش کیا
اس سید عالم کوں جو دیکھا ایک بار یک بار گی عالم کوں فرا موش کیا

(۷)

کسوت کوں آپس رنگ سوں گل فام کیا جب بریں دو دامی کوں گل اندام کیا
دو دام دو بادام نین دو جے یوزلف شش دام نے مجھ ششدر و ناکام کیا

(۸)

یہ ہستی موہوم دے مجکوں سراب پانی کے اُپر نقش ہے یہ مثل حباب
ایسے کے اُپر دل کوں نہ کر ہر گز بند آپس کوں نہ کر خراب لے خانہ خراب

(۹)

سورج کے اُپر جوش کرے شرم و حجاب گرد و کرم سوں کرے اس مکھ سوں نقاب
تجھ مکھ کی تجلی سوں پڑیں چونک تمام بولیں کہ ”ہوا ہے آج یو یوم حساب“

(۱۰)

تجھ لب منیں دستا ہے مجھے آبِ حیات تجھ زلف کی ظلمات میں ہے لیلِ برات
لے سبزہ خضر! تجھ قدم سوں شاید اُس آبِ حیات کوں ملوں راتِ برات

(۱۱)

منگتا ہے مراد ل کہ آپس لب کے ہات اس حسن کی دولت سوں دے یک بورنگا
تجھ حکم پہ یو داد و دہش ہے موقوف تاخیر نہ کر اس منیں ہے بات کی بات

(۱۲)

تجھ مکھ کا ہے یو پھول چمن کی زینت تجھ شمع کا شعلہ ہے لگن کی زینت
فردوس میں زنگس نے اشائے سوں کہا ”یہ نور ہے عالم کے نین کی زینت“

۳۲۰

(۱۳)

ہے حسن کی اقلیم میں توں شاہ ہنوز خوبی کا تری مشتری ہے ماہ ہنوز
اس وقت میں توں ہے مالک مصر بہار یوسف کوں ہے تجھ عزیز کی چاہ ہنوز

(۱۴)

رکھتا ہوں میں دل میں درد جاں کاہ ہنوز اے شوخ نہیں ہوا توں آگاہ ہنوز
تجھ غم سوں ہیں گر پہ چشم پر آب ولے سینے میں بجاہے آتش آہ ہنوز

(۱۵)

نہیں نقد خزینے میں مے غیر از داغ جس داغ کی حسرت سوں ہوا لاہ داغ
سینے منیں اک غم کا محل باندھا ہوا ہیں آہ کے جس بیچ کئی لاکھ چراغ

(۱۶)

رکھ دھیان کوں ہر آن تو معبود طرف رکھ سیں کوں ہر حال میں مسجود طرف
معدوم کوں موجود سوں کیا نسبت ہے اولیٰ ہے کہ مائل ہو توں موجود طرف

(۱۷)

دیوان ازل بیچ خداے بے چوں یہ حکم کیا عام کہ ہاں "کن" فیکوں
افراد و عالم کا بندھا شیرازہ اس دفتر کو نہیں پہنہرت ہے توں

(۱۸)

تجھ عشق سوں نت بے سروسا ماں ہوں میں تجھ زلف سوں بے تاب پریشاں ہوں میں
تجھ مکھ کی صفائی کوں نظر میں رکھ کہ مدت سستی جیوں آئینہ حیراں ہوں میں

(۱۹)

یو مکھ کوں ترے دیکھ گلا شرم سوں ماہ یہ چاہ زرخ کی لے گیا یوسف چاہ
تجھ نین کے جلوے کوں جو زرخس دیکھی اس کثرت جلوہ سوں ہوئی خیرہ نگاہ

(۲۰)

اے خلق کے زیب و زین! مجھ حال کوں دیکھ!
اے جدِّ حسن حسین! مجھ حال کوں دیکھ!
تجھ باج مجھے نہیں ہے دو جا جگ میں
شاہنشاہ مشرقین! مجھ حال کوں دیکھ!

(۲۱)

تجھ یاد کے تئیں روح سوں ہمدم کہتے تجھ نام کے تئیں دافع ہر غم کہتے
تجھ باج دُجے کوں جو نہ دیکھے بہتر تو خلق تجھے ”سید عالم“ کہتے

(۲۲)

تجھ فیض سوں انکھیاں کوں مری نہ تیری
تجھ یاد سوں ہر اشک مراد شک پری
از بس کہ ترا حمال سینے میں رکھا
پایا ہے مرے خیال نے دیدہ وری

(۲۳)

یہ نین ترے محلوں دِخیں جنجالی ہو رکاں میں بالاں کے نزک یہ بالی
کہو زلف کوں سمجھا کہ نکو مار کسی مشہور مثل ”سانپ لڑا منہ خالی“

(۲۴)

منصور تری دار اُپر حیراں ہے فضاں تری راہ میں سرگرداں ہے
در بار میں تیرے نہیں موسیٰ کوں بار یہ نور ترا بوجھ، ترادر باں ہے

لے بروزن فع۔ لے کسی کو۔ لے (کذا)

(۲۵)

کو نین حسن حسین کا ممنوں ہے اس یاد سول عشرت کا بنہ مخزوں ہے
ایسوں کے اُپر روار کھا داغ، فلک جس داغ سول لائے کا جگر پیخوں ہے

(۲۶)

دو زلف سیدل کمند انداز ہوئی
اُس مرغ اُپر دل کے سوجیوں باز ہوئی
بیکس کوں اپس کس سول بندھے کس کوں دکھو
ناکس کے عمل کر کے سرافراز ہوئی

محرمات

(۱)

تجھ قد نے مجھ نگاہ کوں عالی نظر کیا
تجھ مکھ نے شوق بدر کوں دل سوں بدر کیا
لب نے ترے عقیق کوں خونیں جگر کیا
مستی نے تجھ نین کی مجھے بے خبر کیا
دل کوں مرے بھواں نے تری جیوں بھنور کیا

تجھ چشم نیزہ باز کی جرأت کوں دل میں رکھ
تیری بھواں کی تیغ کی دہشت کوں دل میں رکھ
پلکاں کے خنجر اں کی صلابت کوں دل میں رکھ
تیری نگہ کے تیرگی ہیبت کوں دل میں رکھ
سورج نے تن اپس کا سراسر سپر کیا

ہے تجھ کوں مرتبہ منیں کیواں سوں بر تری
تجھ مکھ کوں دیکھ دنگ ہیں کیا حور کیا پری
ناہید میں کسی نے نہ دیکھی یہ دلبری
تجھ مہر کا ہوا ہے دل و جاں سوں مشتری
جب سوں ترے جمال پہ مہ نے نظر کیا

تیرا فراق تھا دل و سینہ پہ مثلِ سل
مدتِ سوں دل رہا تھا ترے غم میں پا بگل
دیکھانہ تھا میں خواب میں آرام ایک تل
تب سوں ہوا ہے محملِ لیلیٰ کی شکلِ دل
جب سوں ترے خیال نے دل میں گزر کیا

تیرے درس میں علمِ معانی پڑھا ہے جی
تجھ لکھ کوں دیکھ شرح بھی شمشیر کی لکھی
لیلاوتی تو خیال میں پائے ہے منہ ہی
ہر شب تری زلف سوں مطول کی بحث تھی
تیرے دہن کوں دیکھ سخن مختصر کیا

شہرت کا تیری جگ میں بجا ہر طرف دہل
تجھ سر و قد کوں دیکھ ہوئے بند جز و کل
سرشار تجھ نین کے نشے سوں ہے جامِ مل
حق تجھ عذار دیکھے سوں سر جا ہے رنگِ گل
پیدا ترے لباًں سستی شہد و شکر کیا

تیری معاونت میں ہیں نت مرتضیٰ علی
تو اس سبب سوں ملک سخن میں ہوا بلی
خورشید کی نمن ہے تری طبعِ منجلی
تیرا یہ شعر جگ میں موثر ہے اے ولی
تو دل منیں ہر ایک کے جا کر اثر کیا

نکو کر آشنائی غیر سوں اے سیم تن ہرگز
 نہواے شمع رو ہر انجمن میں شعلہ زن ہرگز
 نہ مل مائل ہو ہر طوطی سوں اے شکر شکن ہرگز
 نہ مل ہر بلبل مشتاق سوں اے گل بدن ہرگز
 ہر اک گلشن میں جیوں نہ کس نہ کھول اپنے نہیں ہرگز

فصیحاں خلق کے سارے تجھے شیریں بچن کہتے
 پشانی روز روشن ہو زلف کالی رین کہتے
 مبصر ہو جواہر کے تجھے دُرِ عدن کہتے
 جہاں کے گل رغاں سارے تجھے نازک بدن کہتے
 تو ہر پلکاں کے کانٹاں پر نہ رکھ اپنے چون ہرگز

سدا مشتاق ہے طوبی ترے قد جیوں صنوبر کا
 تجلی میں ترایہ مکھ آہے خورشید محشر کا
 دہن تیرا سو خیر انجام ہے یہ جام کوثر کا
 تو بے شک روح ہے جگ میں خلاصہ چار عنصر کا
 بجز تجھ روح کے قائم نہ ہو جگ کا بدن ہرگز

دور خسارے ترے روشن یہ دو انور تارے ہیں
 ترے چنچل نین آگے چکارے کیا چکارے ہیں
 عزیزاں مصر کے سارے تری خاطر سنوائے ہیں
 زلیخا سے کئے عاشق ترے پر جیو دارے ہیں

نہ کر مسکن ہر اک یوسف کا یہ چاہ ذقن ہرگز

توں ہے محبوب عالم کا ولے عالم سوں ہو یک سو
 توں محبوباں میں عنقل ہے نگو دکھلا کسی کوں رو
 جو آتش داں کیا دل کوں، لجا دھاں زلف عنبر بو
 بغیر از عید مت دکھلا کسی کوں یہ ہلال ابرو
 نہ مل ہتھاب میں بھی کس سوں اے چندر بدن ہرگز

جو تیرے عاشق صادق ہیں ان کو لیں آں سوں کیا
 جو تجھ برہا کے آوارہ ہیں ان کوں خانماں سوں کیا
 جو دھویا پاتھاپس جی سوں اسے مطلب جہاں سوں کیا
 جو شائق شمع روکا ہے اسے دسو اس جاں سوں کیا
 نہ دھرنا مثل پروانے کے پروائے کفن ہرگز

نشانی حق کے پانے کی جہاں کی بے نیازی ہے
 کشائش کام اپنے کی جگت کی کار سازی ہے
 تواضع خاکساری ہے ہمارا سرفرازی کا ہے
 حقیقت کے لغت کا ترجمہ عشق مجازی ہے
 وہ پائے شرح میں مطلب نہ بوجھے جو متن ہرگز

سمجھ اے عاشق صادق تجھے غم عین راحت ہے
 رقیب نا ملائم کی ملامت پُر ملاحیت ہے
 خلق کی سخت گوئی یہ کلام پُر فصاحت ہے
 دم تسلیم سوں باہر نکلنا سو قباحت ہے
 نہ دھراس دائرے سوں ایک دم باہر چرن ہرگز

وئی اس منزل مشکل میں ثابت رکھ قدم اپنا
 نظر میں رکھ ہر اک لمحے میں احوال عدم اپنا
 ایس مرشد کوں دائم بوجھ رہبر دم بدم اپنا
 غنیمت جان اس تن کے قفس میں مرغ دم اپنا
 نہ پہنچے گا بغیر از شوق توں حب الوطن ہرگز
 (۳۱)

عاشق ترے جمال پہ شیدا ہوئے اتال
 وہ دل میں آئینے سوں مصفا ہوئے اتال
 جو زنگ سوں خودی کے تجلی ہوئے اتال
 طالب ترے سوا طالب مولیٰ ہوئے اتال
 تب عاشقاں کی صفت میں تماشا ہوئے اتال
 رخسار یہ دو مطلع انوار ہیں ترے
 مشہور حسن خلق سوں اطوار ہیں ترے
 عشاق کئی برہ منیں بیمار ہیں ترے
 کئی دل زلف کے بند میں گرفتار ہیں ترے
 ہو کر اسیر جگ منیں رسوا ہوئے اتال
 مشہور جگ میں نام سوں تو ماہ روا ہے
 اپنے دکھوں کے درد کا درمان تو ہے
 تیری صورت لے انکھاں کے آگے رو بروا ہے

لے بروزن برت ۔

تجہ کو جگت میں حسن سوں نت آبرو آہے
خوبی سستی بہار کے دریا ہوئے اتال

تجہ روپ کے دریا میں دور خوار ہیں کنول
عالم کے دلبراں میں اتا تو ہے خوش شکل
تیرے آگے سوں ناٹھ گئے دلبراں سکل
تیری انکھاں کوں دیکھ جتے مرگ تھے چنچل
وحشی ہوا ٹھ کے جانب صحرا ہوئے اتال

ہے چاند کی منن توں خوبی کے گلن منیں
ہے شمع کی منن تو ہراک انجمن منیں
گلزار ہے بہار سوں بے شک دکن منیں
جو تھے تماشا ہیں دکن کے چمن منیں
تجہ گل اُپر دو بلبل شیدا ہوئے اتال

تجہ برہ کے غنیم نے گھیرا ہے ملک دل
آرام نہیں ہے جیو کے کشور کوں ایک تل
نیناں تری یہ ملک کوں لوٹیں پلک سوں مل
ہمت کوں مار صبر کوں کیستے نیٹ خجل
ہمنا کے دل ستانے کوں سنبھا ہوئے اتال

کہتا ہوں شجکوں دل سستی سن بات اے صنم
عاشق اُپر اتا تو نہ کر جور اور ستم

لے سنبھا۔ نام سردار غنیم (ن تقی)

تیغِ تغافلِ کوں نہ سٹ اس پہ دم بدم
تیری صفت کے بیچ جو کیتا وئی ختم
تو شعر اس کے جگ میں ہویدا ہوئے اتال

(۴۱)

گلشن میں مجھ سنے کے اے صاحبِ جمال چل
مجھ دل کے چار باغ میں اے نو نہال چل
مجھ طبع کے چین میں اے رنگیں خیال چل
میری نگہ کی رہ پہ اے فرخندہ فال چل
ہے روزِ عید آج اے ابرو ہلال چل
تجھ زلف مشکبو کی چلی باس گھر بہ گھر
اس بوسوں آج مست ہیں کیا جن و کیا بشر
دل تجھ نگہ کے دام میں ہے بند سر بسر
تیری نین کی دید کوں اے نور ہر نظر
شک نہیں اگر ختن سستی آویں غزال چل
عالم کے خشک و تر نے کیا دل کوں بحر و دشت
کس اہل دل کوں جا کے کہوں دل کی سرگزشت
مجھ راز دل کا آج پڑا بام پر سوں طشت
مکن نہیں ہے تن کی طرف اس کی بازگشت
جو دل گیا ہے دلبر دل کش کی نال چل

اے بہ قدر یک حرکت

ہے سبزہ زار حسن سراپا سواد ہند
 خوابان بانگ سوں بھرا ہے بلاد ہند
 عشاق باصفا کے ہے سینے میں یاد ہند
 پیتم کی زلف بیچ دسا مجھ سواد ہند
 اس راہ مار بیچ میں اے دل سنبھال چل
 یہ حرف راست جا کے کہو خرقہ پوش کون
 اے کج خرام چھوڑ دے ظاہر کے جوش کون
 دیتے نہیں ہیں ساغر دل خود فروش کون
 وحدت کے مے کدے میں نہیں بار ہوش کون
 اُس بے خودی کے گھر کی طرف سدھ کو ڈال چل
 دین محمدی سوں ہے دو جگ کی آبرو
 مطلوب ہے یہ، اس کون جو ہے کفر کا عدو
 کر مختصر جہاں منیں دنیا کی گفتگو
 اے بے خبر اگر ہے بزرگی کی آرزو
 دنیا کی رہ گزریں بزرگوں کی چال چل
 بوجھا ہوں دل کے فیض سوں سارے جلّت کی گت
 آوے نہ کوئی کام بجز حق کے عاقبت
 بد خصلتی کے گل میں نہیں بوے عاقبت
 گر عاقبت کے ملک کی خواہش ہے سلطنت
 خوش خصلتی کے ملک میں اے خوش خصال چل

دل کی بہشت اہل حقیقت کی بزم ہے
 وہاں کی شراب صاحب معنی کو مضم ہے
 عانی ہیں بخت ان کے جنہیں وہاں کا عزم ہے
 اُس انجمن کی سیر کا گر عزم جزم ہے
 سایہ ممن تو پیر کے دائم دُنبال چل
 تجھ باج جان و دل کوں نشاط و طرب نہیں
 دل بستگی زلف سوں تری بے سبب نہیں
 کہتا ہوں حرف راست اگرچہ ادب نہیں
 آیا تری طرف جو ولی تو عجب نہیں
 آتے ہیں تجھ گلی منیں صاحب کمال چل

(۵)

ناز سوں آ تجھے ادا کی قسم مہرباں ہو تجھے دیا کی قسم
 میں وفادار ہوں وفا کی قسم خیر خواہوں میں ہوں خدا کی قسم
 مان اس صادق آشنا کی قسم
 بوالہوس تجھ اُپر رکھے ہیں نظر جب سوں تجھ احسن کی سنے ہیں خبر
 حرف میرا سن لے پری پیکر کم نمانی کوں مدعا کر کر
 مت کہیں جا تجھے حیا کی قسم
 دل کوں تجھ عشق سوں ہے غم ناک لیکن اس سوں نہیں ہوں میں شاکی
 کم ہے عالم میں عصمت و پاکی دیکھ اے شوخ تیرا بے باکی
 خوف میں ہوں سدا رہا کی قسم
 گر سخن فہم تحکوں پاؤں گا حال دل کا تجھے سناؤں گا

بندہ بے درم کہاؤں گا یہ قدم چھوڑ کر نہ جاؤں گا
 تجلوں ہے تیری خاک پاکی قسم
 سٹ رقیباں اے نور دیدوں کے مت ہو فرماں میں ان یزیدوں کے
 سہو کر حرف ان پلیدوں کے لطف سوں اطراف شہیدوں کے
 تجلوں ہے شاہ کربلا کی قسم
 عشق کے درس کا ہوں میں استاد طفل مکتب ہے مجھ آگے فریاد
 بندہ تیرا ہوں گرچہ ہوں آزاد بس کہ رکھتا ہوں تجھ قدم کی یاد
 دل مرا خوں ہوا خاک کی قسم
 شوق تیرا ہوا ہے جس کوں امام ان نے پایا ہے مدعاے تمام
 عشق تیرے میں ہے حیات دوام عاشقوں نہیں ہے موت سوں کام
 مرقد پاک اولیا کی قسم
 سرکشوں سوں ہے راہ عرفاں دور اُن کوں یک آن نہیں ہے بار حضور
 خود نمائی کا ترک یہاں ہے ضرور خاکساری ہے حق آگے منظور
 خاک درگاہ مصطفیٰ کی قسم
 نقش دنیا کا کھینچ مت دل پر دشمن جو ہے محبت زر
 عشق کی راہ میں قدم کوں دھر دل سوں اپنے نکال و ہم و خطر
 راہ سیدھی ہے رہنما کی قسم
 معرفت حق کی کام مشکل ہے اہل پندار اس سوں غافل ہے
 اے ولی علم سوں یہ حاصل ہے علم انسان کوں مکمل ہے
 گل گل زار ہل اتی کی قسم

تیرے قدم کے فرش رہ میرے نین سب دن اچھو
 تجھ نقش پا مجھ سیس کا حب الوطن سب دن اچھو
 مجھ شاہ کے یوسف کوں یہ چاہ ذقن سب دن اچھو
 غنچہ نمط تجھ باس کا دل پیر ہن سب دن اچھو
 مجھ نین کے نعلین میں تیرے چرن سب دن اچھو
 تجھ نور کی بخشش سستی یہ سور ہو ر چنر ہوا
 تیری زلف کی باس سوں یہ مشک ہو ر عنبر ہوا
 یک پل میں تیرا مرتبہ افلاک سوں برتر ہوا
 پیاسے محبتاں دیکھ کر تو ساقی کوثر ہوا
 فردوس سوں بھی بڑھ کے ہے یہ انجمن سب دن اچھو
 یسین و طہ والضحیٰ نازل ہوئے تجھ شان میں
 واللیل اور الشمس ہے تجھ زلف و مکہ کے دھیان میں
 افلاک سب پیدا ہوئے لولاک کے الحان میں
 تجھ یاد سوں راحت اچھو ہر مومنات کی جان میں
 تیرے چرن کی خاک سوں روشن نین سب دن اچھو
 تجھ گل نے دل جا کر دیا گلزار میں ہر گل کے تنیں
 بیچوں میں بھانسا زلف نے ہر حور کی کاکل کے تنیں
 تجھ زلف و مکہ نے مبتلا کیتے ہیں جزو ہو گل کے تنیں
 سایہ سوں اپنے کر دیا پیدا گل و سنبل کے تنیں
 اے رشک گلزار ارم تیرا چمن سب دن اچھو

دل کی صدف میں کر جتن تجھ عشق کے گو ہر رکھوں
 سینے کے معدن کے بھتر تجھ نیہ کا جو ہر رکھوں
 دائم سخن کے لب اُپر تجھ قول کی شکر رکھوں
 ہر دم طبع کی سیس پر تجھ یاد کا افسر رکھوں
 تیرا محبت کا رتن دل میں جتن سب دن اچھو
 مجھ جلانے کا حکم خورشید کوں سب نے دیا
 ہر رات مہ کے بات میں تو نور کی مشعل دیا
 تاروں نے موتی کے طبق پائے ہیں تجھ سے لے پیا
 تیرے کرم کے ہاتھ سوں موسیٰ یذبیضالیا
 ہمدم دم عیسیٰ سوں یو امرت بچن سب دن اچھو
 تجھ باج، مخصوص جہاں وے ذات عالی چار ہیں
 اس امت غمناک کے وے ذات عالی چار ہیں
 جن کوں محبت ان کی نسیں بے شک و ناہنجار ہیں
 جو ان سوں روگر داں ہوئے دونوں جہاں میں خوار ہیں
 ان کی محبت کا ولی دل میں وطن سب دن اچھو

(۷)
 مشق کر اے دل سدا تجرید کی عاشقی ہے ابتدا تو حید کی
 ترک مت کر گفتگو تفرید کی جن کوں لذت ہے سخن کے دید کی
 ان کوں خوش وقتی ہے روز عید کی
 اے صنم یک دم نہیں تجھ سوں جدا دور مت بوجھ آپ سوں لے خوش لقا

جیوسوں حاضر ہوں خدمت میں سدا دل مرا موتی ہو تجھ بالی میں جا
 کان میں کہتا ہے باتاں بھید کی
 چھب ہے تیری نشہ صہبائے حسن رنگ ہے تیرا چمن آراے حسن
 قد ہے تیرا رحمت والاے حسن زلف نہیں تجھ کچھ پہ لے دریاے حسن
 موج ہے یہ چشمہ خورشید کی
 خرد سالی میں ہے شوخی معتبر اس سبب ہیں عاشقاں خونیں ہر
 ہر باں ہو خط نمایاں ہو اگر اس کے خط کی خال سوں پوچھو خبر
 بوجھتا ہندو ہے باتاں بید کی
 بر میں تیرے ہے لباس صندلی رنگ گل ہے تجلوں فرش مخملی
 جنت فردوس ہے تیری گلی ، تجھ دہن کوں دیکھ کر بولا دلی
 یہ کلی ہے گلشن امید کی

(۸)

یا قوت لب تیرے سخن یہ دل مرے کا قوت ہے
 اور خیال تیرا دل منیں جیوں کان میں یا قوت ہے
 شہرت سوں تیرے حسن کی معمور سب ناسوت ہے
 تجھ یاد کی تسبیح سوں سینہ مرا ملکوت ہے
 تجھ عشق کا مجھ دل منیں جبروت ہو رلا ہوت ہے
 و شاد ہے دنیا میں دل جو پڑ ہوا تجھ غم ستمی
 زخمی تری شمشیر کا بیزار ہے مرہم ستمی
 جرم جرم جو ہے تجھ سوز میں ڈرتا نہیں دو جرم ستمی

جم گرچہ غالب دم پہ ہے قائم ہے جی تجھ دم سستی
 نہیں دم کی کچھ پروا اسے جو عاشق مہوت ہے
 تجھ شوق سوں یہ دل مرا تجھ مکھ من در پن ہوا
 تجھ عشق کے گوہر سستی سینہ مرا معدن ہوا
 تجھ مکھ سرج کی تاب سوں یہ جیو مرار و شن ہوا
 تجھ روپ کے گلزار سوں تن من مرا گلشن ہوا
 میرے نین میں تو سجن جیسے چندر میں جوت ہے
 تیرا برہ آکر بسا مجھ خاطر رنجور میں
 آوارگی لے کر سٹا اس سینہ معمور میں
 ڈالا کن مجھ دل میں یوں جیسے کن تھی طور میں
 ثابت سجن کے عشق سوں جو حال تھا منصور میں
 یوں عشق میرا جگ منیں اثبات ہو رہیوت ہے
 تجھ شوق کے دریا میں دل ماہی منں پیراں ہے
 کر صید اس کوں اے سجن یہ تجھ شکار پاگ ہے
 تجھ ماہ بن جگ میں ولی مغموم اور غمناک ہے
 تجھ جان بن دل کا کفن بیشک کنول جیوں چاک ہے
 تجھ غم منیں جھک جھک سجن یہ تن مرا تابوت ہے

(۹)

نہ تنہا حسن خواہاں دل رہا ہے ادا ہی سخن دانی بلا ہے
 سخن داں آشنا فضل خدا ہے صنم میرا سخن سوں آشنا ہے
 مجھے فکر سخن کرنا بجایا ہے

لٹک سوں آاوسر وکبک رفتار دکھا اپنی جھلک اے لالہ رخسار
کیا ہے دل کوں میرے کھنکھار چمن میں وصل کے ہر جلوہ یاد
گل رنگیں بہار مدعا ہے

لیا ہے گھیر عشق بے ریا مجھ برہ آزار و بے صبری دیا مجھ
پلا دیدار کا شربت پیا مجھ تغافل نے ترے زخمی کیا مجھ
ترکی یہ کم نگاہی نیچا ہے

عجب تجھ بر میں ہے اے یار جانی نشاط دل لباس زعفرانی
ترے جلوے سوں پایا ہوں جوانی نہ بخشے کیوں ترا خط زندگانی
کہ موج چشمہ آب بقا ہے

صف مرثگان خوباں مل کے یکسر اٹھے ہیں عاشقاں پر کھینچ جمدھر
ادا کا ہر طرف اٹا ہے لشکر نہیں دھاں آب غیر از آب خنجر
شہادت گاہ عاشق کر بلا ہے

وفا ہے بادشاہ عاشقی میں تجمل ہے سپاہ عاشقی میں
نہیں شوخی نگاہ عاشقی میں وہی آتے ہیں راہ عاشقی میں
کہ جن کوں استقامت کا عصا ہے

گدا ہیں جو محبت کی گلی کے سدا وہم سفر ہیں بجلی کے
نہیں بلبل و دہر گل کی گلی کے غنیمت بوجھ ملنے کوں ولی کے
نگاہ پاک بازاں کیمیا ہے

مستزاد

(۱)

گل پیر ہناں کا
رنگیں دہناں کا
تنہا نہیں خورشید
سیمیں بدناں کا
اے کشتہ خواں
جادو نیلاں کا
ہر لالہ رنگیں
خونیں کفناں کا
مجھ شعر کوں سننے
شیریں بچیاں کا

بے تاب کیا شوق نے مجھ دل کوں بدن میں
جیوں غنچہ کیا بند محبت کے چمن میں
مجھ دل کی تمن عشق سوں گردش میں ہمیشہ
مشتاق ہو پھر تا ہے سدا ماہ لگن میں
مت بوجھ کہ ہے آپ سوں وحشت منیں آہو
پھیلا ہے سحر جا کے یہ اطراف ختن میں
رکھتا ہے محبت کا سدا داغ جگر پر
تجھ عشق سوں کیا حال ہے ٹک دیکھ چمن میں
فرہاد کی آتی ہے سدا روح صبا ہو
مذکور ہے از بس کہ وئی میرے سخن میں

(۲)

گویا ہے چمن من
پھرتا ہے وہ بن بن
بولا مجھے یوں دل

کیتا ہے نظر جب سستی اس رشک پر یار
باندھا ہے جو کئی جیوں کوں تجھ عشوہ گری پر
دیکھے سوں ترے داغ کے جلوے کوں جگر پر

کیا خوب اٹھا نقش عقیق جگری پر
 چنچل نے نظر ناز سوں آہو پہ کیا نہیں
 قرباں ہوا اُس چشم کی والا نظر سیا پر
 ہموار کیا آپ اُپر ترسک و فنا کوں
 باندھا ہے کمر ناز سوں اب حیلہ گری پر
 بوجھا ہے ولی تب سستی موہن نے سرج کوں
 کیتا ہے نظر جب سستی دستار زری پر

(۳۱)

معلوم نہیں کس نے مرے دل کوں لیا ہے
 کس شوخ ستم کرنے مجھے بیچ دیا ہے
 اس شوخ نظر باز کے انداز نگہ کا
 دیوانہ مرے دل کوں کہو کس نے کیا ہے
 ظاہر میں تر و تازہ و باطن میں ترا داغ
 جیوں لالہ اُسے بوجھ کہ شب رنگ ہوا ہے
 عاشق کوں ہے بے تابی و بے طاقتی دل
 بن عشق جو عالم میں فراغت سوں جیا ہے
 تنہا نہیں سرشار ولی شوق سوں تیرے
 تجھ عشق کا اس بزم میں جو جام پیا ہے

ان عشوہ گراں میں
 ان موکران میں
 گر کام نہیں یہ
 جادو نظر ال میں
 رکھتا ہے جو دائم
 خونیں جگراں میں
 سرمایہ بینش
 ہے بے بھراں میں
 اے ساقی بدست
 ہے بے خبراں میں

ترجیع بند

(۱)

مرے دل میں دوسروں کی فام ہے
رخ روشن و زلف مشکین یار
خلاصی نہیں تا دم زندگی
برہ میں طلب مت کر و صبر کوں
جو دل یار کی محکوں دیوے خبر
شب و روز مجھ عاشق پاک کوں
سدا تجھ پر یار کی خدمت میں
کہ جس شوخ کا خوش ادا نام ہے
مجھے یاد ہر صبح و ہر شام ہے
نکبہ شوخ کی جیو کا دام ہے
برہ دشمن صبر و آرام ہے
نہیں دل و وجہ شید کا جام ہے
فراموش کرنا ترا کام ہے
یہی درد منداں کا پیغام ہے

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

کہاں ہے عزیزاں! دور شک پر
کہاں ہے دو گلزار باغ وفا
کرے جگ میں شرمندہ خورشید کوں
وہی ہے مرے حرف کا قدرداں
کہے کیوں نہ عشاق کے دل کون بند
عزیزاں کسی غیر سوں مت کہو
کہ جس ناہر و کا ہے جگ مشتری
کہ ہے شان جس کی سدا دلبری
اگر بر میں بہنے لباس زری
کہ جو ہر نہ بوجھے بجز جو ہری
کہ رکھتا ہے انکھیاں میں جادوگری
رقیباں کی دیکھا ہوں میں زرگری

کہو جا کے میری طرف سوں اسے تخلص ہے جس چشم کا عبہری

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

بزور نراکت بزور ادا صفت گلر خاں میں ہے تو مقتدا

مددگار تھے جب تلک بخت سعد نہ رہتا تھا یک آن تجھ سوں جدا

یکایک ترے ہجر نے اے صنم کیا محو سب عشرت ابتدا

کروں تجھ سوں کیوں آرزو ہے جواب سدا کوہ تکمین ہے بے صدا

ترے غم سوں تپتی ہے چھاتی مری ہوئے اشک سوں دونین زبدا

بجا ہے سنو گر مری التماس کہ سنتے ہیں شہ عرض حال گدا

تغافل کوں مت کام فرما سجن مری بات سن کر برائے خدا

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

ترے دیکھنے کوں اے زکس نین چلے چھوڑ آ ہو دیار ختن

دو مانند شمشیر پانی ہوا جو دیکھا ترے ابروئے تیغ زن

تری یاد کرنے سوں اے نو نہال ہوا دل مرا رشک صحن چمن

مکربستہ سوز ہوں جیوں پتنگ لگی تجھ سوں اے شمع جب سوں لگن

کیا دل نے تیری گلی میں مقام کہ ببل کا دامن ہے گلشن وطن

دیا جی جو تجھ فتنہ ناز کوں ہوا صبح محشر سوں اس کا کفن

سرا پا بدن گل کے پانی ہوا ترے غم سوں جیوں شبنم لے گل بدن

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

ترے ابروؤں کا جو دیکھا کمال
گدائی کا کاسہ لے آیا ہلال
ترے گوش میں گوشوارے نہیں
ہوا نجم کا بدر سوں اتصال
فراموش دل سوں کیا حور کوں
نظ جس کوں آیا ہے تیرا جمال
عجب روز تھا اور عجب وقت تھا
جدائی کا ہرگز نہ تھا احتمال
نہایت کوں ہووے گا سیارہ دل
ترے مکھ کے مصحف سوں نکلی ہے فال
جو کچھ اس سوں ظاہر ہوا تھا مجھے
ہوا ہے وہی حال اے نو نہال
تمنا نہیں اور کچھ دل منیں
سدا تجھ سوں میرا یہی ہے سوال

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

کہو بات اُس شوخ بے باک کی
حقیقت کہو اس ستم ناک کی
ہوا مجھ پہ ظاہر کہ ہر سیس کوں
لیاقت نہیں ترے فتراک کی
زمین پر رکھا جب سوں نے قدا
ہوئی شان اس روز سوں خاک کی
ہوئی برق شاگرد آخر کوں آ
ترے غمزدہ شوخ و چالاک کی
کہاں بات سنتا ہے غمناک کی
شراب جوانی سوں سرشار ہے
جفا کار ہے گردش افلاک کی
سدا عاشقاں کھینچتے ہیں جفا
اپس ناز کے مت ہو فرمان میں
قسم ہے تجھے ایزد پاک کی

شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں

ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

ترے مکھ پہ اے ناز میں یونقاب
جھلکتا ہے جیوں مطلع آفتاب
ادا فہم کے دل کی تسخیر کوں
تراقد ہے پو مصرع انتخاب
بجا ہے ترے حسن کی تاب سوں
تری زلف کھاتی ہے گریچ و تاب

نظر کر کے تجھ مکھ صفائی اُپر
 ترے عکس پڑنے سوں اے گل بدن
 ہوئی آرسی شرم سوں غرق آب
 عجب نہیں اگر آب ہووے گلاب
 کر میں بخت میرے اگر ٹک بدو
 ولی اس سجن سوں ملوں بے حجاب
 تعلل تغافل کا اب وقت نہیں
 مرا حال سن کر اے عالی جناب
 شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
 ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

(۲) در مدح قدوة العارفين شاہ وحید الدین

اے تو مقبول سرور عالم
 جلوہ گر تو ہے آفتاب یقین
 اے تو فہرست دفتر عالم
 تجھ سوں روشن ہے پیکر عالم
 علم ظاہر و علم باطن سوں
 تو ہے عالم میں رہبر عالم
 دل عرفاں سرشت ہے تیرا
 منظر خلق و منظر عالم
 ہے زمین پر یو آستان شریف
 مرجع خلق و منظر عالم
 نام تیرا ہے ورد صاحب درد
 دست گیری تری ہو ظاہر تب
 ہے ترے نام پر سدا قرباں
 تجھ اُپر جیوں سرج ہویدا ہے
 اس زمانے میں حق نے تجھ کو کیا
 ذات تیری کا ہے مفخر عالم
 جب کہ برپا ہو محشر عالم
 روز و شب سال و مہ سر عالم
 مطلب جملہ مضمحل عالم
 مہتر خلق و بہتر عالم

اے امام جمیع اہل یقین

قبلہ راستاں وجیہ الدین

اے تو ہے آفتاب عالم تاب
دل تراکان علم و بحر عمل
روے انور کی تیرے دیکھ ضیا
متفق ہو کے عاقلان نے کہا
فکر تیری ہے آب دانش و ہوش
لکھ سوں تیرے بچن مبارک سن
اے تو مجموعہ فرائد است تمام
تا قیامت گریز پانہ اچھے
مانگتے ہیں مدد سوں تجھ شہ کی
اس زمانے میں بے گماں بے شک

اے امام جمیع اہل یقین

قبلہ راستاں وجہ الدین

فیض تیرا ہے ابر نیسانی
دل ترا مظہر تجلی حق
سجدہ کرنے کوں روز آتا ہے
تیری درگاہ کی خاک دیکھ گیا
ہر سحر آفتاب کرتا ہے
عالماں دیکھ تجھ فصاحت کوں
تجھ دل صاف سوں ہوئی ظاہر
ہے ولایت کے تخت پر کلوں
زندگی بخش ہے خیال ترا

دو جہاں پر کیا در افشانی
لکھ ترا رونق مسلمان
چاند سر تا قدم ہو پیشانی
روئے آب حیات سوں پانی
تیرے روضے اُپر زرافشانی
سٹ دیے دعویٰ سخن دانی
آئینے میں تمام حیرانی
شوکت و حشمت سلیمانی
یاد تیری ہے آب حیات

جن نے دیکھا ہے پاک مرقد کوں اُن نے پایا ہے شرب حقانی

اے امام جمیع اہل یقین

قبلہ راستاں وجیہ الدین

اے شہ بحر و بر ہے تجھ سر پر
تو ہے مقبول حق کی درگاہ کا
کاں فلک کے ملائکہ دیکھیں
آسماں سوں اتر کے آتے ہیں
ہے سزاوار انجمن میں تری
وہ ہے روضہ زمیں اُپر تیرا
کیا کہوں گنبد شریف کوں میں
تجھ سوں خورشید کوں و پایا ہے
تجھ سوں سب خادماں کوں نہ تیرے
دو جہاں میں مرا ہے مقصد یہ
اے امام جمیع اہل یقین

قبلہ راستاں وجیہ الدین

اے گل گلشن حسین حسن
عالم فرش سوں لجا بر عرش
فیض تیرا عیاں ہو جس ساعت
گو ہر فکر تجھ سوں ہے سیراب
خلق یوں بہرہ تجھ سوں پاتی ہے
آسماں کے اُپر گداز ہے نت
تجھ سوں روشن ہوا زمین و زمین
حق نے جنت کیا ترا مسکن
بحر کا پُر گہر کرے دامن
جو ہر عقل تجھ سوں ہے روشن
فیض جیوں آفتاب سوں معدن
شوق تیرے سوں ماہ سیمیں تن

عشق تیرے کی آگ میں خورشید سرسوں لے پگ تلک ہوا ہے اگن
 دیکھنے کوں ترے ہوا مشتاق گل نرگس سوں کھول چشم چمن
 یوں تو ہے انتخاب عالم میں جیوں کہ ہے آدمی میں نطق سخن
 خوش بصارت بدل کیا ہے ولی گرد تیرے قدم کی کحل نین
 اے امام جمیع اہل یقین
 قبلہ راستاں وجہ الدین

۱۵ اس ترجیع بند کو پڑھ کر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ولی نے شاہ وجہ الدین
 قدس سرہ کا زمانہ پایا ہے۔ یہ بزرگ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے مرید
 تھے اور ۹۹۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کا مدرسہ اور خانقاہ اور مزار شہر
 احمد آباد میں واقع ہے جس کا فیضان تعلیم شاہ صاحب مبرور کے بعد بھی جاری
 رہا۔ چنانچہ ولی اپنے زمانے میں اس مدرسہ و خانقاہ میں مقیم و مستفیض ہوتے
 رہے۔ ان دونوں ترجیع بندوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی نے اپنے
 آخر زمانے میں یا اس وقت میں اس کی فکر کی ہے جب وہ زبان کو بہت
 صاف کر چکے تھے۔ ان کے ابتدائی کلام میں جو پُرانے اور دکنی محاورات
 والفاظ بکثرت ملتے ہیں ان کا پتا اس میں نہیں۔

قصائد

در حمد و نعت و منقبت و موعظت

(۱)

لے زباں پر تو اول اول
نام پاک خدائے عز و جل
لائق حمد نہیں ہے اس بن اور
اس اُپر متفق ہیں اہل مل
یاد اس کی ہے سب اُپر لازم
شکر اس کا ہے مدعاے سکل
آسماں اور زمیں کے سب ساکن
یاد کرتے ہیں اس کو ہر پل
شکر اس کا محیط اعظم ہے
وہ ہے سلطان بارگاہ ازل
اس کے بھیتہ اگر بشناور ہوں
روز محشر تلک سکوں نہ نکل
بعد حمد خدائے بے ہمتا
یاد کر نعت سید مرسل
جس کی ہمت کی ہے ترازو میں
دو جہاں مثل دانہ خردل
اس کی مجلس میں آہوا ہے کھڑا
صفت آخر میں جو ہر اول
گر ہو دو آفتاب گرم عتاب
آسماں جائیں مثل موم پگھل
دیکھ اس کے جلال و عظمت کوں
بادشاہاں کا دنگ ہے دنگل
گر کرے بحر پر غضب کی نظر
ماہیاں جائیں جل کے بھیتہ جل
اس فصاحت آگے دسے محکوں
نطق سبحاں عبارت ہمیل

کاللاں سوں سناہوں یہ نکتہ
 نام اس کا ہے حرز ہر مومن
 دیکھ اس زلف و لکھ کوں بے جا ہے
 بعد اس آفتاب انور کے
 صاحب صدق و عدل و علم و حیا
 ان کوں اصحاب میں سباق ہے
 ہیں دجے دو کہ دین کے بل سوں
 ہیں تجھے دو کہ جن کے لوہوسوں
 ختم خلفا کی کیا کہوں میں بات
 جب ہوا و وسوار دلدل پر
 دو ہے یکتاے دیں کہ جن نے کیا
 نام اس کا کہ جس کے تقویٰ سوں
 ہے علی دو کہ جس کی دہشت سوں
 خوف اس کا عہد و کی چھاتی پر
 ہیں یہ چاروں ستون شرع متین
 مشرق و مغرب و جنوب و شمال
 چار عنصر ہیں دین کے تن کے
 ہیں یہ اسلام کے صحیفے پر
 نام ان کا ہے عرش کے اوپر
 بعد ان کے ہیں دو امام جہاں
 ہر دو سلطان کشور کونین

عشق اس کا ہے بادی اکمل
 یاد اس کی ہے واقع کلؤل
 بحر اور بر میں عنبر و صندل
 چار ہیں اہل علم و اہل عمل
 ایک سوں ایک اکمل و افضل
 دین کوں جو کے قبول اول
 کفر کے دست و پا کوں کیتے شل
 رنگ بکڑا کلام عز و جل
 جس کے رتبے کا عرش پر ہے محل
 فوج پر فوج دل پہ مار اڈل
 لاکھ مشکل کوں ایک پل میں حل
 زور نے زور بل نے پایا بل
 جی گیا دشمنان کاتن سوں نکل
 جیوں ہرن کے سنے اوپر پھیل
 دیں کا ہے ان سوں مستقیم محل
 سب کوں ان چار ذات سوں بل
 چار دیوار باغ شرع پھل
 چار اطراف صورت جدول
 گرچہ ظاہر ہیں آسماں کے تل
 نور چشم پیمبر مرسل
 ہر دو مقبول شاہ روز ازل

ایک خوں سوں زمیں کیا محفل
 جو کہ گزرا ہے ان پہ حال کُبل
 بھال خوشی ہے سبستی افضل
 جو کیا جیواں اُپر بل بل
 ترک دنیا ہے مدعاے سکل
 یو ہے سر پاؤں لگ محفل و غل
 کہ مبادا ہو دین زچ حائل
 طالب یار نو ہے یہ چنچل
 طالب اس کے نہیں ہیں جزا جہل
 گوجہ ظاہر ہے صورت نرمل
 بے وفا ہے مدام یہ کسمل
 مت زمیں زندگی میں جائے نگل
 نہیں حاصل بغیر درد و کسل
 اکثر اس دیکھ کر گئے ہیں پھسل
 حرف شیریں ہے یہ ز شیر و عسل
 یہ ہیں ملک و فا کے اہل دَوَل
 عقدہ دل کوں نہیں کیا کئی حل
 بے حجابانہ عشق کے آگل
 عقدہ راز کی بتایا کل
 چھوڑ دے درس قطبی و منہل
 گر مطول پڑھے و گر اُطول

ایک کاتن ہوا ہے اطلس سبز
 ملک، مستی میں دشمنوں کے سبب
 اس میں دم مارنے کی جاگہ نہیں
 مقصد دو جہاں دو پایا ہے
 کرم حق ہے آرزو سب کی
 گل دنیا کوں زیب تاج نہ کر
 اس سوں ہرگز نہ باندھ جی اپنا
 ایک گھر میں رہے نہ بچلی یہ
 اہل دانش نہ جائیں اس کے نزدیک
 یہ کدورت ہے سر سوں پاؤں لگ
 یو کسی سوں وفانہ کی ہرگز
 مثل قاروں نہ باندھ مال سوں دل
 اس کی صحبت میں اے خجستہ خصال
 یہ ہے پالغز طامعان و حرص
 ترک کر سب کوں بات میری سن
 مرتبہ بوجھ عشق باز اں کا
 عالماں سوں پچھا ہوں میں اکثر
 جو کہا حال دل کوں میں جا کر
 مرجبا کہہ کے مجھ بلایا پاس
 یوں کہا، دیکھ درس شاہد راز
 تیج اس زلف کا نہ پاوے کئی

سب پر ی پیکراں چین و چگل
 جب مرے عاشق اس کوں آوے کل
 عشق میرے میں جی دیا تمل
 نرگستاں ہوا ہے سب جنگل
 گر کرے یک نگاہ و و چنیل
 حال اپنی بسر گئے منگل
 مشک جس کے اگے ہے بوے بصل
 گر سنے اس لبوں کی بات غسل
 زرد رو اُس اگے ہیں جیوں پتل
 جیوں گل شمع گل پڑیں گل گل
 جیوں پتنگ پر گئے ہیں اس کے گل
 آرسی دل کی جو کیا صیقل
 ہے مرا جیو اُس اُپر بل بل
 یوں انجھو مکھ اُپر پڑیں ڈھل ڈھل
 عقل کی فوج میں پڑی ہل چل
 کھول انکھیاں کوں اپنی مثل کنول
 دل سوں ہر حرف پر گیا بل بل
 شوق میرا چلا کشادہ بغل
 پاک بازاں سوں کیوں آتا او جھل
 مثل دیوانہ یک میں بھاسا نکل
 یوں کہا ہو کے مضطربے کل

لکھ دیے اس کوں بندگی کا خط
 اس قدر ہے وہ یار بے پروا
 یوں نہ پوچھے کہ کیوں دوانے نے
 فیض سوں اس نین کے ہے بینا
 وحشت آہواں کوں رام کرے
 جب سوں اس کا خرام دیکھے ہیں
 وصف اس کیسوؤں کا کیا بولوں
 ہووے غیرت سوں سر کہ پیشانی
 جاں تلک ہیں جہاں میں سمیں ساق
 گرم رو ہو و و گر چین بھیتہ
 جن نے اس شمع رو کوں دیکھا ہے
 ہو سکے اس پر ی کا ہم زانو
 جس رین میں اسے نہ دیکھوں میں
 جیوں ستارے ٹوٹیں فلک اوپر
 عشق اُس کے کا جو کٹک دیکھا
 دیکھ اس آفتاب کوں جا کر
 عشق مرشد سوں سن کے یہ باتیں
 دوڑ کر تجھ گلے لگانے کوں
 دور کر مکھ اُپر سوں یہ گھونگھٹ
 اس کے بالاں طرف چلا اٹھ دل
 دیکھ اس دل رہا کوں برف میں

ناخدا ترس آج سوں نہیں تو
 مجھ اُپر یوں ستم روانہ رکھے
 سن کے یہ بات لکھ سوں پردے کوں
 ہوئے کل باز اِپس میں ناز و نیاز
 دیکھ اس کوں کہ یک بیک آیا
 اس قدر ہے صفا ترے لکھ پر
 وصف تیرے کا کیوں نہ ہوں عازم
 اے شفا بخش! تجھ قدم کی خاک
 تجھ قدم میں یو کچھ ہے رنگ صفا
 وہ ہے تیری قباے دارائی
 عشق تیرا ہے موج طوفاں جوش
 توں تغافل سوں دل کوں کھینچا ہے
 دل جو تجھ زلف نیچ بند ہوا
 دل ہے اسپند تب سبھی جب سوں
 قد سوں تیرے یہ جی نہال ہوا
 جس کوں اے مہ نہیں ہے تیرا وصل
 جو ہوا تجھ سوں دور اے خورشید
 بس کہ دیکھا ہوں آب تجھ لکھ کی
 نور خورشید کی نمط اے شوخ
 دل نے بولا کہ یو چھلا داسے
 آہواں لکھ دیے غلامی خط

تجھ کوں بوجھا ہوں میں ز روز ازل
 گر ہو خوف خداے عزوجل
 جیوں اُچا یا درس کوں دینے بدل
 حسن دل کے گلے ہوا ہیکل
 یہ سخن مجھ زباں سوں بھار نکل
 کہ گیا ہے نگہ کا پاؤں پھسل
 طبع یہاں دوڑتی ہے جیوں کوتل
 درد کے درد سر کا ہے صندل
 نہیں دکھا اس کو خواب میں محمل
 چرخِ اطللس ہے جس آگے گل
 جس سوں ہے عقل کی بنا میں خلل
 بوجھی ہوئی بات میں ہے کیا اُٹکل
 کون کھولے یہ عتدہ لاحل
 غم میں تیرے ہوا ہے تن منقل
 وصل تیرے سوں دل نے پایا پھل
 نگ ہے اُس پہ نہہ طبق کا محل
 ماہ کے مثل و دکھٹا گل گل
 انجھو آتے ہیں مجھ نین میں اُبل
 حسن تجھ لکھ اُپر کرے جھل جھل
 دیکھ کر یو ترا جمالِ بھل
 دیکھ تجھ نین میں خطِ کا جل

دیکھ تیری یہ چشم و شک غزال مدح تیری میں یو کہا ہوں غزل

غزل

اے یہ تیرے نین ہیں و وچنچل
عاشقاں پر چلا ہے یو غمزہ
تجھ پلک کا بیان کیوں کے کروں
اے عدیم المثال دوزد کھے
یاد تیری بھواں کی مجھ دل میں
دیکھ تیری نین میں پتلی کوں
ایک کہتے ہیں مکھ یو کعبہ ہے
اور ہیں اس اُپر کہ مسجد میں
آخر شش اتفاق سوں بولے
اے مہ ہسراں کرم سیتی
ڈرنکو تیرے ساتھ آوے گی
اشک چشم اور غبار دل سوں لے
ماں مبادا پھسل پڑے اس ٹھار
کیا کہوں تجھ رقیب کے حق میں
غیر اس کے کہ روزِ عشرت میں
یوں رقیباں کی گفتگو ہے قبیح

دیکھنے جن کوں خلق آوے چل
ہاتھ میں لے کے تیغ تیز اجل
جس کی ہے یاد مجکوں نت پل پل
گر مکرر دکھے تجھے احوں
جیوں مجھی کے گلے منیں ہے گل
عالموں میں پڑا ہے جنگ و جدل
اس میں پتلی نے کیوں کیا ہے محل
کن نے ڈالا ہے طرح رنگ دیوں
یہ ہے صنم حندائے عز و جل
شب تار یک زیم کھر سوں نکل
آہ مجھ دل کی ہاتھ لے مشعل
عاشقاں راہ میں گئے دل دل
ٹک نزاکت سوں یہاں سنبھال کے چل
بات جس کی ہے تلخ از حنظل
ناگہاں اس کوں مکھ دکھاوے اجل
جیوں کہ ارذل کی زشت ہے کل کل

اے ولی ترک کر یو حرف دراز
کہ ہے خیر الکلام قل و دل

ابر میں یہ نہ بوجھ نعرہ رعد
 دل کو شادی ہے کیوں نہ باجے آج
 خلق عالم میں حق کی حکمت سوں
 زندگانی کے درد سر کا علاج
 عمر تیری دیراز ہو جگ میں
 اے ولی یہ قصیدہ رنگیں
 جو ہیں پیاسے سخن کے ان کے نزدیک
 شعر میرا ہے آب سوں نرمل
 گوش حاسد میں جب پڑے یو شعر
 راکھ ہو جائے رشک سوں جل بل

(۲)
در نعت حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عشق میں لازم ہے اول ذات کوں فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دائم یادِ یزدانی کرے
یار کے گلزار پر دو نین کر ابر بہار
پیچ کھا سینے میں دل کوں سنبلستانی کرے
مرتبہ خلّت پناہی کا دو پاوے گا جو کئی
مثل اسماعیل اول جی کوں قربانی کرے
جوش دے یک بارگی دل کے دریا کوں لہو ستی
گوہرا بھواں کوں رور و رنگ مرجانی کرے
جو اپس تن کوں گلاوے عشق میں ہر صبح و شام
وہیچہ کامل ہو سو جیسے ماہ تابانی کرے
سرخ رو ہو آبر و دو جگ میں پاوے اے عزیز
دل کوں لو ہو کہ اول لو ہو سوں جو پانی کرے
عشق کی آتش میں جا لے تن کوں جو کئی رات دن
وہ قیامت لگ سو جیوں سورج درخشانی کرے

دہیچہ پاوے مطلب راضیہ مرضیہ
 محض للہ جگ میں جو اعمال پہنہانی کرے
 ورد پڑھنے ورد کا انجھواں کی تسبی ہاتھ لے
 دل کوں کر سیارہ غم ذکر قرآنی کرے
 عشق سوں فارغ جو کئی رہے نخس اکبر ہے مدام
 ساتویں کھنڈ پر اگر ایوان کیوانی کرے
 دہیچہ دانا ہے تجھے گردوں دوں کوں اے عزیز
 سٹ کے دنیا کوں جو کئی جگ میں خدا دانی کرے
 اپنے مطلب کی یو لیلیٰ کا وہی دیکھے جمال
 عشق میں دل کوں جو مجنون بیابانی کرے
 حشر میں شیریں ہو و وحی سوں سنے شیریں بچن
 شوق میں دل کوں جو فرما دگستانی کرے
 بوریائے بے ریا کوں تخت سوں بوجھے ادھک
 اُس اُپر ہو کر سلیمان شکر رحمانی کرے
 جیوں انگوٹھی میں نگینہ یوں کرے تسخیر خلق
 تخت دل کوں جو بہ از تخت سلیمانی کرے
 زندگی پاوے ابد کی جگ منیں وہ خضر وقت
 جو اپس کوں فدوی محبوب سبحانی کرے
 یا محمد دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
 خلق کوں لازم ہے جیو کوں تجھ پہ قربانی کرے

دوا جیسے آزاد جو بازار میں تجھ حسن کے
 بندگی میں آپ کو جیوں ماہ کنعانی کرے
 زینوا الحانکم کا گرسنے داود ناد
 ہو دے خوش در بار پر تیرے خوش الحانی کرے
 نوح تجھ رحمت کی کشتی باج کہیں پاوے نہ ٹھانوں
 تجھ غضب کا گر سمندر جو شس طوفانی کرے
 ربہ عالی میں دیکھتے حق نزدیک اپنا کلام
 گر کلیم اللہ آتیری ثنات خوانی کرے
 جسم کوں سٹ روح سوں آوے بہت مشتاق ہو
 گر تری امت خلیل اللہ کی مہمانی کرے
 تب مسیحا فقر کے خطا کوں سکھے گا تجھ نزدیک
 مشق کرنے فقر کی جب لوح پیشانی کرے
 جس مکان میں ہے تمہاری فکر روشن جلوہ گر
 عقل اول آ کے وہاں اقرار نادانی کرے
 حکمتاں کی سب کتاباں دھوئے یک بارگی
 گر فلاطوں تجھ دبستاں میں سبق خوانی کرے
 تجھ قدم پر جو ایس کا سیس را کھے جیوں سرج
 دو قیامت لگ ایس چہرے کوں نورانی کرے

۱۵ سیکھے۔

۱۶ بھولے۔

کیا ملک، کیا انس و جن، یو جگ میں کس کو ناسکت
خط بنا تجھ مکھ کے جو تفسیر قرآنی کرے
دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں
جب گلستان ارم کی تو حشر امانی کرے
عارفان بولیں گے جان و دل سوں لاکھوں آفریں
جب ولی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

(۳) در منقبت حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

ہر ایک رنگ میں دیکھا ہوں چرخ کے نیرنگ
 ہوا ہوں غنچہ صفت جگ کے باغ میں دل تنگ
 جہاں کے گل بدناں جلوہ گر ہوئے ہیں جہاں
 اڑا ہے اُن کی تجلی سوں عاشقاں کا رنگ
 یہ عاشقاں کے جلائے کون مستعد ہیں مدام
 گواہ ہے اس کے اُیر نور شمع و حال پتنگ
 سوائے داغ کے پایا نہیں ہوں باغ میں گل
 ورائے خون جگر نسین دسا مجھے گل رنگ
 دسا نہیں جو گل بے وفا میں رنگ و فنا
 تو یونچہ شور میں ہیں بلبلاں خوش آہنگ
 فلک کی دیکھ کے خشکی جگت ہوا بے دم
 رہا نہیں ہے فوارے کے دل میں آب امنگ
 اگرچہ سرد ہے دل لیک پر ہے آتش سوں
 کیا ہے منہ پہ اپس کے اکن نے پردہ سنگ

ہوا رباب رگاں خشک و استخواناں بے مغز
 یہ حال دیکھ کے مجلس میں دنگ ہے مردنگ
 رہے بدن پہ طنبورے کے تار گنتی کے
 غصے سوں اس پہ جو آفسی نے مارا چنگ
 فلک ہے دو کہ دکھوا جن نے بے مروت ہو
 سُر ج کوں سر سوں برہنہ کیا ہے مثل پھنگ
 اثر کیا ہے ہر اک تن میں ناتوانی نے
 ہوئے ہیں بوم سوں عاجز جنگل میں شیر و پلنگ
 نشانہ گاہ کیے قابلاں کے دل کوں تمام
 فلک کے توہیں سوں چھوٹے بلا کے جو جو خدنگ
 یگانگت کوں اول کی تمام بسری خلق
 رکھی آپس میں عداوت مثال شیشہ و سنگ
 ظلم پہ دل ہے رکھے منہ میں حیف سوں انگلی
 لیا ہے خلق نے خاصیت تمام تفنگ
 یہ آسمان ستم گر کی سرکشی دیکھو
 تمام خلق سوں لڑتا ہے آپ ہو کے انگ
 جو سیم و زر کی فکر میں قدم اپنا گھسا سو پھنسا
 آپس کی منزل مقصد کوں کیوں کے پہنچے لنگ
 آپس کے دشمن بے دست و پاسوں کر پر ہیز
 اگرچہ خاک نشیں ہے ولے گزندہ بھنگ

جگت کے دیکھ کے حالات لاعلاجی سوں
 ہوئے ہیں گوشہ نشین اہل دانش و فرہنگ
 ہو دست گیر مجھے یا علی ولی اللہ
 کہ اس فلک نے کیا ہے کمال مجلوں تنگ
 ترے جو شوق سوں حاصل کیا ہے محبت
 ہے فقر فخر مجھے، مجلوں فقر سوں نہیں تنگ
 و شیر حق کہ جہاں میں دو ناصر دیں ہے
 کہ جس صدا سوں ہیں وحشی جنگل کے مست تنگ
 جہاں کے فتنہ و طوفاں سوں و کنارے ہیں
 جو اس کے عشق کے دریا میں عاشقاں ہیں تنگ
 خدا نے فضل سوں اس کو کیا حصار دیں
 فلک ہے جس کے قلعے کی کمینہ ایک انگ
 زمیں پہ وقت اترنے کے اس کے عدل کو سن
 گریز پا ہیں ستم آسماں کے لکھ فرسنگ
 یہ دو جہاں کے غم و عیش کوں تجاؤ کوئی
 جو گئی کہ اس کی محبت منیں ہوا ہے بھرنگ
 خدا کے حکم سوں ہر پہلو اں پہ ہو غالب
 گر آستانے پہ آ اس کے سر گھسے جیوں تنگ
 سواک غلام ہے خدمت میں اس کی ترکش بند
 کہ اس کے پاس سکھے رسم آ کے صیغہ جنگ

دو عبد بس ہے جنے ستر کشاں کوں کر لیے زیر
 کہ نام مشہر اس کا ہے قنبر سر ہنگ
 خدا نے اس کوں دیا مرکب ایک دُل دل نام
 گیارہ زیا کوں جو یک پل میں لاکھ بار انگ
 بجائے سرمہ اگر خاک اس قدم کی لے
 نین میں دل کے کسٹیں تیز رجکت کے ترنگ
 تو حشر لگ دو مقدم ہوں باد صر صر سوں
 دو حال دیکھ کے باد شمال ہووے دنگ
 شکستہ دل کوں مرے وہیچہ مومیائی ہے
 کہ نام پاک ہے اس کا مدام صیقل زنگ
 اسی کی آل پہنت ہے وہی بلا گرداں
 کیا چہ راغ پہ اس کے مدام جی کوں پتنگ

در مدح بیت الحرام

کیا ہے غم محلوں اگر جگ میں نہیں مونس غم
 آہ یو بس ہے مرے درد کوں دل کے مرہم
 جگ کی مجلس ستی دل سوز ہوئے بس کہ عدم
 شمع کے باج نہ دیکھا ہوں کہیں رشتہ غم
 شمع، مجھ حال پہ دل جال اپس کا سب نس
 ہو کے بے تاب دم صبح چلی ملک عدم
 دل پر درد کوں دار دے گن پر روغن
 داع پر داغ ہوا زخم پہ میرے مرہم
 تجھ بن اے پاک گہر دل سوں ہوا حاصل مجھ
 موج دریا کے منن غم کے پچھے غم پیہم
 عشرت جم کی منن عیش اچھو تجھ کوں صنم
 جام لب تیرے دہن کوں ہو مبارک جم جم
 گل کوں غیرت سوں کیا تو کچھ گلاب اے ظالم
 سینہ چاکاں کے اُپر کیا ہے اتاجو۔ و۔

سیر کرنے کوں ترے مکھ کے چمن کی اے گل
 جگ میں آیا ہے سو گلزار ارم سٹ آدم
 تیر تجھ عشق کا منگتا ہے ایس سینے میں
 جیوں کماں چاند تو اضع سوں فلک پر ہو خم
 صاف تجھ مکھ پہ سو کیوں عرق نہ ہو غرق حیا
 جاں ہوئے گل کے گہر آب مثال شبم
 گرمی حشر سوں ہر گز نہیں دل کوں مرے غم
 تاب خورشید سوں نہیں آب گہر ہوتا کم
 ہو کے خواص میں دریا میں بدن کے دیکھا
 صدف دل ہے حقیقت سوں گہر کی محرم
 دل کے دریا کوں ترقی کے اُپرنت ہے نظر
 اس کی نسبت ہے سمندر سوں ہر اک آن میں کم
 خلقت حق میں تو عرفاں کی نظر کھول کے دیکھ
 ذرے ذرے کے بھتر بھاں ہے جدا اک عالم
 اس کے مشاق ہیں سب اہل زمیں اہل سما
 شوق کا جس کے لیا چرخ پہ خورشید علم
 خاکساراں کے انجھو حق کوں ہیں منظور نظر
 جیوں کہ مقبول ہے خورشید کو بھوئیں سوں شبم
 آرسی دل کی سکے شمع من روشن کر
 جو ہوا عشق میں پروانہ صفت جل کے جسم

سیاہی غم ہوئی ہے صبح نمن روشن و صاف
کہ وہ خورشید کرے گھر پہ مرے آکے کرم
راز اسرار کوں گئی جگ کے صفے کے اوپر
گر منگے لکھنے تو جیوں ہووے قلم سر سوں قلم
آگ دوزخ کی اچھے اس پہ قیامت میں حرام
اے ولی صدق سوں دیکھا ہے جو گئی بیت حرم

درمد حضرت میراں محی الدین قدس

دکھے نظر سوں اگر یہ جمال نورانی
ترے جمال کی یہ آرسی جو کسئی دیکھے
جنوں ہے پو کہ اچھے جی کوں اس کے جمعیت
ترے یہ غمزہ خوں رینہ سے ہوا معلوم
ستم گراں کے آپر فخر ہے ترا بر جا
ترے حکم منیں ہے کثرت جفا اس قدر
ترے فراق نے عشاق کوں کیا امداد
تجھ اشتیاق کی آتش سوں سرفراز ہوں
تو مہر سرد سوں یوں مہربان عاشری
تری برہ میں جو دانش کی آرسی کوں رکھا
جگت میں تجھ خم ابرو کی کج نگاہی دیکھ
یہ کیا ہے زلف سحر ساز جس کے دیکھے سوں
تری یہ تیغ تغافل سوں خلق ہوئی بسمل
تری زلف سوں لیے کافراں سرشت کفر
شرم سوں مصر بے جا کے ماہ کنغانی
تو حاصل اس کوں نہ ہوئے سوائے حیرانی
تری زلف ہے جسے باعث پریشانی
کہ عاشقاں کوں سی سونج عید قربانی
کہ تجھ عہد میں ہے جور و جفا کی ارزانی
مرے نزدیک وفا کی ہے جیوں فراوانی
غذائے خون جگر ہو رہا س عریانی
کہ سر پہ آگ کا شعلہ ہے تاج سلطانی
ننگے کے حال پہ جیوں موسم زمستانی
عباں دے ہے اسے صورت پشیمانی
ڈبے ہیں آب میں سر تا قدم الیمانی
گئی ہے عابد و زاہد کی سبجہ گردانی
رہے ہیں دنگ ہو جیوں کہ نگاہ قربانی
ترے جمال سوں ہے رونق مسلمانی

کھڑے ہوئے یہ کیے سروے کئی آزاد
 تری کے ملک سوں آکر ہوا سراپا خوں
 ترے چمن کی صبا گر کرے چراغ کوں گل
 حسن کا ملک اچھو تجھ اُپر مسلم نیت
 ولی یہ وقت اگر اس قدم سوں عارے
 امیدوار ہوں تیری جناب سوں دائم
 عیاں ہے نام مبارک ترا محی الدین
 مکان حشر ہو فردوس کی نمن روشن
 بجائے خاک عجب کیا جو آ کرے مسکن
 مشائخاں جو کیے ہیں مدام کسب شرف
 دو آفتاب نمط جگ منیں ہوا روشن
 بغیر عالم باطن کسی یہ ظاہر نہیں
 سخن ترا ہے نزک عارفان کے یوں مستند
 تری مدد سوں ہے اکثر ضعیف کوں قوت
 جلالت کے یح دو قانون شفا کا کیوں بوجھ
 یہ ممکنات میں تمکین ترے یہ ہوئی ہے ختم
 ہے تجھ نزک نظری کوں حکم بدیہی کا
 یقین ہے یو کہ فلاطوں و بوعلی دونوں
 زمین میں جا کے چھ منفعیل ہو جیوں سبحا

ہنسی ہو ہنس کوں دکھاوے تو گر خرامانی
 یہ لعل لب کے تماشے سوں رنگ مرجانی
 گل چراغ دے جیوں گل گلستانی
 اچھو ترے یہ مدد شہ سوار گیلانی
 دکھے دوپل منیں صنعاں سوں گئی پریشانی
 کہ دل مرے کوں کرے تو چراغ نورانی
 ترے اسم میں ہے خورشید کی درخشانی
 تری نگاہ کرے گر بہار افشانی
 تجھ آستان کے اُپر سرمہ صفا مانی
 تری جناب سے پائے ہیں قرب حقانی
 ترے جو نقش قدم پر کھسا ہے پیشانی
 ترے سننے میں جو ہیں راز ہائے پنهانی
 کہ جیوں کلام نبی یا کلام ربانی
 دیے ہیں مور کوں بھاں حشمت سلیمانی
 جو تجھ سوں فیض زلیوے حکیم یونانی
 اتا جہاں منیں ہے مستنفع ترا ثانی
 عیاں ہے دل پہ ترے بس کہ راز سبحانی
 ترے نزدیک ہیں جیوں کو دک بستانی
 ترے آگے جو کیے دعویٰ سخن دانی

لے مستند لے کتاب معقول لے محال لے قسم حکمت

خدا کے فضل سوں مندرشیں ہوں تم اس کے
 تری گلی میں میسر ہو جس کوں بستر خاک
 تری جناب سوں کینہ جو گئی کہ دل میں رکھے
 دونوں جہاں میں کرے فخر ہر سخنداں پر
 بنی ہے نور سوں جس کے یو شکل انسانی
 قصور ہے کہ منگے پھر کے قصر کیوانی
 تو اس یہ طعن کریں سب یہود و نصرانی
 تو گر قبول کرے اس ولی کی نادانی
 یقین ہے محلوں کہ گر یہ قصیدہ رنگیں
 سنیں تو وجد کریں انور تہا و خاقانی

درمدن حضرت شاہ وحیہ الدین نور اللہ مرقدہ

ہوا ہے خلق اُپر پھر کے فضل سبحانی
 کیا ہے ابر نے رحمت سوں گوہر افشانی
 یہ آب صاف میں گوہر کوں دیکھ خجالت سوں
 صدف کے پیٹ میں گل کر ہوا ہے جیوں پانی
 تمام پات ”یسبح بحمدہ“ کے بہ حکم
 زبان حال سوں کرتے ہیں ذکر سبحانی
 قطار قطرہ شبنم سوں آج سبزہ خضر
 لے سُبْحہ ہاتھ میں کہ تا ہے ادعیہ خوانی
 ہر ایک طرف جو ہوئی بس کہ ریش باراں
 کیا ہے آج تفرج نے جوش طوفانی
 اس آب روح فزا کے کمال لطف کوں دیکھ
 چھپا ہے پردہ ظلمت میں آب حیوانی
 ہوئی ہے غنچہ منن جگ کوں بس کہ جمعیت
 عجب ہے اب رہے سنبل منیں پریشانی

ہر ایک قطرہ شبہم ہے غیرت گوہر
 ہر ایک پات پہ برسہا جو ابر نیسانی
 ادب سوں حضرت حق کے زبکہ سمٹی ہے
 ہر اک کلی ہے سو جیوں کو دک دبستانی
 چمن میں اس کے کرم نے دیا ہے حکمت سوں
 ہر ایک پھول کی پکھڑی کوں رنگ مرجانی
 یہ لطف دیکھ ہوا ہے دماغ بس کہ بحال
 بدل ہوئی ہے اتنی حافظے سوں نیسانی
 تمام ملک ہوا حق کے فضل سوں آباد
 و ہا نہیں ہے جگت میں نشان ویرانی
 جو اس کے بھید کے پیاسے تھے و دیو پانی دیکھ
 پیے ہیں آب نمط راز ہائے پنہانی
 نہ ہے بہار حلاوت، نہ ہے بہار طرب
 کہ بلبلاں نے لیا شیوہ غزل خوانی
 سو اس بہار میں آیا ہے عرس حضرت کا
 ہوئی ہے پھر کے عیاں حشمت سلیمانی
 چراغ گرد میں روغن کے جو ہوئے روشن
 ہر اک چراغ ہے جیوں آفتاب نورانی
 ہوا ہے بس کہ طراوت سوں یہ مکاں سرسبز
 ہر اک سفال پہ دستا ہے رنگ ریحانی

چراغ بھاں کے ستارے منہ ہیں گرداں نر
 دیے ہیں چرخ کوں تعلیم سجدہ گردانی
 ہوا ہے گنبد پر نور آج طلبہ مشک
 زبسکہ عود و عنبر کی ہوئی فراوانی
 قبر ہے آج لطافت سوں غیرت گلزار
 کیا ہے خلق نے اس پر جو بس گل افشانی
 و جسم روح اور اس کا ہے جسم مرقد پاک
 کہ جس کے گرد ملائک کریں سبق خوانی
 یو دین پاک میں بے شک ہے تو وجہ الدین
 عدم ہے آج زمیں کے اُپر تراثانی
 تری طبع کوں دیا حق نے فہم پر مقصد
 تری زباں کوں سزاوار ہے سخن دانی
 ہے ملک دیں میں تری ذات کوں شہنشاہی
 ہے نعت علم ترا سکرمسمانی
 ہر اک کوں اس سوں خبر نہیں ہے جگہ کے صفحے پر
 تجھے جو کشف ہوئے راز ہائے پنہانی
 دیا ہے حق نے تجھے جامع الکمالاتی
 عطا کیا ہے تری ذات کوں ہمہ دانی
 عجب نہیں ہے جو دیوے عقل کل کوں آج سبق
 جو اس جناب میں آکر کیا سبق خوانی

تجھ آفتاب سوں جو گئی کیا ہے کسب شرف
 دو سرخ رو ہے سوں جیوں جو ہر بد خشتانی
 رہیں ایس میں ابھی دنگ ہو سو جیوں تصویر
 ملائکاں جو دکھیں یہ جمال نورانی
 خدا کی یاد میں از بس کہ محویت ہے تجھے
 ہوئی ہے ختم تری ذات پر خدا دانی
 تو وہ ہے فیض رساں جگ میں اے مبارک ذات
 کہ تجھ سوں فیض لے عالمان ربانی
 تجھ آستان پہ سرج تاکہ آکرے سجدہ
 ہوا ہے سر سوں قدم لگ تمام پیشانی
 تری جناب سوں ہے فیض طالبان کون مدام
 ترے کرم سوں ہے اکثر کون قرب حقانی
 تری ہے ذات سراپا حقیقت انساں
 اگرچہ حق نے دیا سب کون شکل انسانی
 ترے کرم سوں ہوا دل خوشی سوں آج بدل
 ود غم کہ طول میں تھا جیوں شب زمستانی
 تجھ آستان مبارک پہ مثل نقش قدم
 رکھے ہیں سس چہ ایرانی و چہ تورانی
 تری جناب کا دو صحن ہے سراپا نور
 کہ جس کی خاک پہ از سرمہ صفا ہانی

دو آبِ خضر سوں دل سر دکیوں نہ ہو دائم
 یہ حوضِ پاک سوں جو گئی گرا پیا پانی
 نزدیک حوض کے کنواں ہے آبروے زمیں
 کہ جس کی چاہ میں دائم ہے ماہ کنعانی
 عجب یہ جاے مبارک ہے موردِ رحمت
 نہیں ہے رات کہ نہیں اس میں ذکرِ قرآنی
 دو فیض بخش ہے مسجد مکانِ برجستہ
 کہ جس کے وصف میں بولا ہوں کعبہ ثانی
 فلک پہ خرز میں گر کرے تو نہیں ہے عجب
 کہ اس کے سر پہ یہ گنبد ہے تاجِ خاقانی
 ہے آرسی کی منط مدرسہ یہ روشن و صاف
 نگاہ کو ہے تماشے سوں اس کے حیرانی
 ترے جو ذکر میں رہتے ہیں ذاکر اں دائم
 ہے ان کوں حضرت داؤد کی خوش الحانی
 کیے ہیں وصف ترے گرچہ صد ہزاراں
 ولی نے کیا مدح میں گلستانی

❦

نہ قلم ہے مرا نے شکر سوں شیریں تر
 کیا ہوں بس کہ حلاوت سوں شکر افشانی
 لکھا ہے دل کوں ولی کے یہ مصرع عرفی
 کہ اس قصیدہ بیاضی بود نہ دیوانی

ۛ

لہ اہل عجم کا خاص دستور تھا اور اب بھی عام رواج ہے کہ بہتر اور
 نفیس کلام کو دیوان سے الگ ایک بیاض میں بطور انتخاب درج
 کر لیا جاتا ہے۔ ایسے کلام کو اصطلاحاً بیاضی کہتے ہیں۔ یہ خیال کہ
 یہ اصطلاح قیاسی ہے ٹھیک نہیں جبکہ عرفی یا مسلم استاد اپنے
 قصیدے میں کہتا ہے جو ابوالفتح کی شان میں لکھا ہے
 زمانہ خواند فلک بر بیاض دیدہ نوشت
 کہ اس قصیدہ بیاضی بود نہ دیوانی

مثنویات

(۱)

الہی! دل اُپر دے عشق کا داغ
 الہی! عشق میں مشتاق کر مجھ
 شریعت کا جہاں ہے شارع عام
 عیاں کر دل اُپر رازہ طریقت
 پر کھنے معرفت کا جو ہر صاف
 چمن میں شوق کے دل کھول جیوں گل
 مجھے دے نقش گل سوں دل میں دغاں
 برہ کی بارگہ میں محکوں جا دے
 یہ دل معمور کر جیوں شیشہء گل
 محبت کی عطا کر مے پرستی
 جہاں کی فکر سوں آزاد کر مجھ
 برہ کے باغ میں دے آبداری
 مجازی کی مجالس سوں جدار کھ
 حقیقت کی زلف کا کھول بتار

یقین کے نین میں سٹ کھل مازاغ
 ایس کا شوق کا مشتاق کر مجھ
 یہ تن کا دھاخچہ کر آغاز و انجام
 سننے پر کھول ابواب حقیقت
 ایس کے فیض سوں کر دل کوں صرا
 اسی گل کے اُپر کر دل کوں بلبل
 مرے مقصد کے روشن کر چراغاں
 مجھے اس شوق کی عشرت سدا دے
 پریشانی نہ دے مانند سنبھل
 ایس کی معرفت کی بخش مستی
 ایس کی یاد سوں آباد کر مجھ
 ہمیشہ رکھ جھڑی نیناں کی جاری
 مجھے اس پنتھ سوں نا آشنار کھ
 سو یک یک تار کا مجھ کر گرفتار

شتابی سوں دے اے ساقی مہرباں
 کہ خورشید نبوت کی مدح میں
 محمدؐ وہ کہ جس کے حق میں لولاک
 عجب گلزار ہے و دمنظر گل
 وہی ہے بے دلاں کا دل کشا باغ
 اسی کا ذکر ہے ایمان مومن
 وہی ہے باغ اقدس سرور دین
 کھلا کوئین میں وودین کا گل
 دو عالم جسم و دے ہے جان عالم
 دکھایا عاشقاں کوں عشق کی راہ
 ہوا جو گئی کہ اس گل سوں معطر
 کیا حق اس رسول ارواح خاطر
 ہوا جب چار باغ دین روشن
 سنواری گردا بس کے چار دیوار
 وہیں مقبول درگاہ صمد کے
 دے اے ساقی پیائے جام دو چار
 جو بخشنے و دمجھے یک جوش مستی

برہ کا جام جیوں سورج درختاں
 کنول دل کا کھلا سینہ کے دلچ میں
 کہا ہے خالق املاک و افلاک
 کہ ہے اس باغ کا خورشید اک گل
 وہی ہے عاشقاں کا مرہم داغ
 اسی کا یاد اطمینان مومن
 کہ جس کے باغ کا رضواں ہے گل چیں
 دو جگ مشتاق اس کے مثل بلبل
 نبیاں اُمر اوہی سلطان عالم
 کیا عارف کوں عرفاں بیچ آگاہ
 رہا و مست ہو، تار و ز محشر
 مرتب چار دیوار عناصر
 شریعت کا کھلا اس بیچ گلشن
 حقیقت میں سمجھ ہیں یار دو چار
 وہی ہیں منتخب اس چار حد کے
 کہ مائل ہوں اسی مے کا میں لاچار
 فراموشی میں بھولے خود پرستی

❦

لے دہ، دیکھو فرہنگ

در تعریف شہر سورت

عجب شہزادوں میں ہے پر نور یک شہر
 آہے مشہور اس کا نام سورت
 جلالت کی آنکھ کا گویا ہے یہ نور
 شہر جیوں منتخب دیوان ہے سب
 سرج سن آب اس کی جگہ میں کانپا
 کنارے اس کے اک دریاے تپتی
 کیا سب تن خجالت سوں یہ جیوں عرق
 شہر سوں ہے دو ہم باز و ہمیشہ
 کہ آب خضر کی ہے اس میں تاثیر
 وہاں اشراف جب کرتا ہے عالم
 عجب قلعہ ہے وہاں اک باقرینہ
 نزک قلعہ کے باڑا گھاٹ، وہاں
 آہے اس حاشیہ پر جائے آرام
 بلا شک و دو ہے جگہ میں مقصد ہر
 کہ جاوے جس کے دیکھے سوں کدورت
 اچھو اس نور سوں ہر چشم بد دور
 ملاحظت کی دو گویا کھان ہے سب
 سمندر موج زن رگ رگ میں کانپا
 کہ دنیا دیکھنے کوں اس کے پتی
 ہوا دریا ا پس کے عرق میں غرق
 دریا سوں ہے دو ہم پہلو ہمیشہ
 ہوا دیتی ہے اس کی یاد کشمیر
 صبح اور شام تپ کر تا ہے عالم
 کہ جیوں انگشتی او پر نگینہ
 کہ دائم گل رخاں کا ہاٹ، وہاں
 طلسمی باغ وہاں ہوتا ہے ہر شام

لے تب، تب، بمعنی عبادت۔

اے بلبل پاک مینی سوں نظر کر
 کھلے ہیں ہر طرف رخسار کے گل
 جو کئی دیکھا ہے اس کا باغ رخسار
 جو ہیں دو محض تصویر ات اخلاص
 کہاں ہے ساقی اخلاص انگیز؟
 صفائی سوں کھلے مجھ جیو کا باغ
 آہے 'سورت' حقیقت کی نشانی
 شرافت میں یہ ہے جیوں باب مکہ
 اگر دیکھے ہیں لوگاں شام و تبریز
 کہ اس بھیتہ کئی ایسے ہیں تبار
 اتی آتش پرستاں کی ہے بستی
 فرنگی اس میں آتے ہیں گلہ پوش
 وہاں ساکن آتے ہیں اہل مذہب
 اگرچہ سب ہیں ووا بنائے آدم
 بھری ہے سیرت و صورت سوں سورت
 ختم ہے امر داں اوپر صفائی
 سبھا اندر کی ہے ہر اک قدم میں
 کشن کی گویاں کی نسین ہے نسل
 زلف اور لکھ کے طالب سوں کچھوبات
 ہزاراں اس سب شیدا ہیں بلبل
 نہ کوئی دقت سوں کھینچے شوخ چنچل

کثافت کی نظر سوں بس حذر کر
 ہر اک گل کے نزک وھاں پر ہے نسل
 ہوا اک دید میں و و محمود دیدار
 سو عاشق پوری میں و پیچھے میں خاص
 محبت کی کرے مے مجھ آپہ ریزہ!
 کروں اُس دُر دے کوں مرہم داغ
 کہ ہیں معمور وھاں اہل معانی
 تو ہے سب ملک پر اس کا جو سک
 نہ دیکھا کوئی ایسا ملک زر خیز
 کہ قاروں کوں نہیں ان کے نزک بار
 سکھے نمرود و اں آتش پرستی
 عدد وھاں جن کی گنتی میں ہے بے ہوش
 کہ گنتی میں نہ آویں اُن کے مشرب
 ولے بیش میں رنگا رنگ عالم
 ہر اک صورت ہے وھاں نمودل مورت
 ولے ہے بیشتر حسن نسائی
 چھپا اندر سبھا کوں لے عدم میں
 آہیں سب گویاں وہ نقل یہ اصل
 جسے ہر دن ہے عید اور رات شہرات
 کہ ہیں وھاں غنچہ لب داما گل
 دو لکھ کے باغ میں دیوار آجمل

نظر بھر کر دکھو ہر گل بدن کوں کہ ہے پردے سوں بے پروا اُن کوں
 آہے واں عاشقاں کوں عام آواز کہ نہیں پردہ بغیر از پردہ ناز
 کسی کوں نہیں نظر بازی بنا چین کھلے ہیں رات دن سب غرقہ نین
 ہر اک لب ہیں سو جیوں یا قوت انمول کرے دو بات جب میٹھے لبوں کھول
 دو باتاں نہیں سراپا ہے مٹھا قند کہ جن باتاں اُپر ہے نیشکر بند
 پڑ اشیریں بچن سن اس کے بس جو پھنسا اس شہد میں جا کر گس ہو
 ہوا اُن کوں نکلنا کام دشوار رہا وہ آخری دم لگ کہ قمار
 شہر بھیر جو آدے کھان کا دن ہندو کی قوم کے اشنان کا دن
 ہر اک جانب دکھوں میں فوج در فوج تجلی کے سمندر کی اٹھے موج
 نین کی بیٹھ کشتی پر تو اے پاک یہ طے کر سہج میں موج خطرناک
 مہرباں ہو کے اے ساقی کوثر کرم سوں کشتی مے مجلوں دے بھر
 اپس کے لطف سوں کر دے عطا مے جو اس نشے میں دریا کوں کروں طے
 عبت باتاں ہیں بس کر اے ولی تو
 نہ کر مقصد سوں اپنے کا ہلی لہ تو

ۛ

لہ یہ اشعار بھی شنوی نمبر کے ہم وزن ہیں بعض دیوانوں میں یہ دونوں ٹکڑے
 بلا فصل لکھے ہوئے ہیں۔ یہاں مضمون کی نوعیت دیکھ کہ جدا جدا درج کیا
 گیا ہے۔ اس مشنوی کے آخر شعر کا دوسرا مصرع اس خیال کی تائید کرتا
 ہے کہ یہ دونوں شنویاں غالباً کسی اور شنوی کے حصے ہیں۔

قطعہ در فراق گجرات

گجرات کے فراق سوں ہے خار خار دل
بے تاب ہے بسنے نہیں آتش بہار دل
مرہم نہیں ہے اس کے زخم کا جہاں نہیں
شمشیر ہجر سوں جو ہوا ہے فگار دل
اول سوں تھا ضعیف پہ پابستہ سوز میں
جیوں بال ہے اگن کے اُپر بے قرار دل
اس سیر کے نشے سوں اول تر دماغ تھا
آخر کوں اس فراق میں کھینچا خمار دل
میرے بسنے میں آ کے چمن دیکھ عشق کا
ہے جوش خوں سوں تن میں مرے لالہ زار دل
حاصل کیا ہوں جگ میں سراپا شکستگی
دیکھا ہے مجھ شکست سوں صبح بہار دل
ہجرت سے دوستان کے ہوا جی مرا گداز
عشرت کے پیرہن کوں کیا تار تار دل

ہر آشنا کی یاد کی گرمی سوں تن میں
 مردم ہے بے قرار مثال شرار دل
 سب عاشقاں حضور اچھے تاکہ سرخ رو
 اپنا اپس کے خوں سوں کیا ہے نگار دل
 حاصل ہوا ہے مجکوں مگر مجھ شکست سوں
 پایا ہے چاک چاک ہو شکل انار دل
 مجرمن ہوا ہے بدن سوز ہجر سوں
 اسپند کی مثال ہے آتش سوار دل
 افسوس ہے تمام کہ آخر کوں دوستاں
 اس میکدے سوں اٹھ کے جلا سُدھ بار دل
 لیکن ہزار شکر و کی حق کے فیض سوں
 پھر اس کے دیکھنے کا ہے امیدوار دن

ضمیمہ (الف)

ذیل کی غزلیں کلیات دلی (طبع سوم، انجمن ترقی اردو
کراچی) کے متن میں شامل تھیں لیکن اُن کی تصدیق محمد شاہی
دور کے معتبر نسخوں سے ابھی تک نہیں ہو سکی اس لیے ضمیمے میں
دی جا رہی ہیں بعد میں اگر تصدیق ہو گئی تو متن میں شامل کی جاسکتی
ہیں۔ ہاشمی

(۱۱)

آج کی رین مجھ کوں خواب نہ تھا	دونوں آنکھیاں میں غیر آب نہ تھا
خون دل کوں کیا تھا میں نہیں نوش	اور شیشے میں شراب نہ تھا
آج کی رین درد و غم میاں نے	کوئی مجھ سار کا خراب نہ تھا
مجلس شوخ میں مجھے کچھ بھی	حجت وصل کوں جواب نہ تھا
ٹک تلمطف سوں آ کے مل جاتا	اُس کے نزدیک کچھ عذاب نہ تھا
ماہ اندھکار تھا کہ جیوں میرے	پاس میرا جو ماہ تاب نہ تھا
آہ پر آہ کھینچتا تھا میں	آج کی رات کچھ حساب نہ تھا
کیا سبب تھا جو خود نہیں آیا	کہ اے مجھ سستی حجاب نہ تھا
کلا شوخ اے دلی کرنا	ہر کسی کن تجھے صواب نہ تھا

(۲۱)

دو باندھا جب گلابی سر پہ پھیٹا چمن سیں بلبلاں آ کے جھپیٹا
 دیا ایسی ادا میں بیچ پر بیچ کہ کئی عاشق کے جی اُس میں لپیٹا
 ترے مکھ پر تجلی بہوت دستی مگر توں حسن کا معدن سمیٹا
 ولی! مرہم نہیں اس کا کسی طور
 کہ جن نے عشق کا کھایا جھپیٹا

(۳۱)

یار و سلام میرا اس یار سیں کہو جا مجھ ہج کے یو دکھ کوں دلدار سیں کہو جا
 جلتا ہوں درس بن اب حالت نہیں ہے مجھ میں یوسب مری مصیبت عیار سیں کہو جا
 کیتا ہے مگر تونت آرحم کر و گر نہ والد میں مروں گا مکار سیں کہو جا
 مجھ دل کی ابتری کوں لکھ کاڑنے تم کا کل سیں اس کی یار و ہر تار سیں کہو جا
 مجروح دل کوں میرے ناز واداسوں بیگی علاج کر ناظرار سیں کہو جا
 تجھ وصل بن ولی کا جاتا ہے جو بدن سو
 ٹک ا کے دیکھ جانا غم خوار سیں کہو جا

(۴۱)

اس سید پرنت اچھو سایہ سدا رحمان کا
 جس کے لبوں کے رشک سوں دل خوں ہو امر جان کا
 اس گلشن رخسار پر جو گئی کرے گر یک نظر
 خطرہ نہ لاوے دل بھتر و وجنت رضوان کا
 جن نے نظر نہ یہ و نہ بر صفحے یہ اُس مکھ کے کیا
 گویا کہ کیتا ختم ہے سو بار و دفتر آن کا

سبز انہیں آغاز یو، دستا ہے جو اس مکھ اُپر
 یو حسن کے مصحف اُپر خوش خطا ہے ریحان کا
 ابرو کماناں کھینچ کر، پلکاں کے تیراں کوں لگا
 جاتا ہے کس کے قتل کوں ووشوخ خوئیں شاکا
 جامہ گلابی بر میں کر ساغر نین صہبا سوں بھر
 کرنے دوانا کس مگر رہن چلیا ایمان کا
 درشن بدل اس ماہ کی ہے آرزو زہرہ کوں نت
 مجلس میں اس کی آئے کرگانے کے تئیں یک تان کا
 اے سیخ تیرے حکم میں ووشوخ کیوں کر آئے گا
 اچھٹا سجا ہے سراپہ ان نے جو نافرمان کا
 دکھن میں تیرے شعر سن شوقی ہوئے تیرے ولی
 جس کے لگیا ہے دل کے تئیں خوش شعر تجھ دیوان کا

(۵)

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سوں کہوں گا
 جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا
 دی بادشہی حق نے تجھے حسن نگر کی
 یو کشور ایراں میں سلیمان سوں کہوں گا
 تعریف ترے قد کی الف دار سری جن
 جاسر وگلتاں کوں خوش الحان سوں کہوں گا
 مجھ پر نہ کرو ظلم تم اے لیلیٰ خواہاں
 مجنوں ہوں ترے غم کوں بیاباں سوں کہوں گا

دیکھا ہوں تجھے خواب میں اے مایہ خوبی
 اس خواب کو جاو سفت کنغاں سوں کہوں گا
 جلتا ہوں شب و روز ترے غم میں اے ساجن
 یہ سوز ترا مشعل سوزاں سوں کہوں گا
 یک نقطہ ترے صفحہ رخ پر نہیں بے جا
 اس مکھ کو ترے صفحہ قرآں سوں کہوں گا
 قربان پری مکھ پہ ہوئی چوب سی جل کر
 یہ بات عجائب مہتاباں سوں کہوں گا
 بے صبر نہ ہوا اے ولی اس درد سوں ہرگز
 جلتا ہوں ترے درد میں درماں سوں کہوں گا

(۶)

سرو قد تجھ پہ وار کر ڈالا	ہے پوشمشاد تیرا متوالا
چہرہ نرسرخ خال مشکیں سوں	نقل اٹھائے ہیں دیکھ سب لالا
کیوں تماشے چلیا چمن کنوں	سرو قد تجھ انگے ہے کیا بالالا
ہنسلی تجھ گل میں دیکھ کہتے ہیں	چاند سیں مکھ کا ہے گایو ہالا
نین مرگوں کی گھاس پکڑے مکھ	دیکھ تیری انکھیاں کا دُنبالا
طرہ زر لباس سبز یہ دیکھ	سروا پر آگ کا ہے پر کالالا
جب سوں آیا میں عشق کی رہ میں	باغ فردوس دل سیتیں جالالا
جب چلیا دو کمر میں خنجر رکھ	عاشقاں کا خدا ہے رکھوالالا

لے ن ۲ دن ۸ معاصر میں یہ غزل ہے لے یہ شعر ۸ میں نہیں ہے۔

قہر سوں جب چلیا دو غصے میں صفت عشاق سب دیے تالا
 سر عشاق سب اکٹھے کر ہات میں لے چلا ہے مندا لا
 سحر جادو میں تجھ نہیں سا نہیں سب پھرا دیکھ شہر بنگالا
 توں رقیباں سوں زینہار ملے بے توقف کہ ان کاموں کالا
 ہنس کے تجھ خط کو دیکھ بولے ولی
 چاند سے منہ کا ہے گایو ہالا

(۷)

جب سوں دیکھا ہوں مست متوالا ہوش تب سوں ہوا ہے متوالا
 کیوں ہوا ہے تو ہم سوں نافرمان داغ دیتا ہے تجھ بہت لالا
 جب سوں دروز باں ہے نام مونس اشک غلطاں ہیں ہاتھ میں مالا
 تیر مڑگاں سوں دل مشبک ہے جب سوں لاگانگاہ کا بھالا
 جلوہ گر جب سوں سر و قد ہے ترا میر کرتا ہوں عالم بالا
 بال پن سوں لگانے ہے نہ ترا کیوں تو دیتا ہے اب مجھے بالا
 سوز یار و گداز ہے ہمد مونس جاں ہے آہ ہو رنالا
 کال ہے بعد وصل ہجوری روز ہجراں کا ہوئے معنے کالا
 کامرو دیں ہے ترا کو چا نہیں غلط ہے یو شہر بنگالا
 اینٹھتا ہے رقیب ہم سوں ولی
 موت میں پیچ کھائے سروالا

۱۵ یہ مقطع ن ۸ سے لیا گیا ہے لیکن ولی کا معلوم نہیں ہوتا۔
 ۱۶ یہ شعر نسخہ ۸ میں نہیں ہے۔

(۸)

رخ ترالے پر سی نہ خواب ہوا یو جدائی مجھے عذاب ہوا
ہجرتیری کی آگ پر دل جل آہ کے تیج میں کباب ہوا
عشق کی بزم میں بجانے مجھ سب رگاں تار تن رباب ہوا
مکھ ترا جعفری منن مت رکھ رخ ترا گر گل گلاب ہوا
خون دل کھینچنے کو ہر یک نین اے دلا شیشہ شراب ہوا
عشق پیچاں نے، حال میرا دیکھ تاب نالا کے تیج و تاب ہوا
تیرے دیوان حسن میں جاناں بیت ابرو کا انتخاب ہوا
قول اپنے سے مت پھر اے سا جن گر پھرا تو اے عتاب ہوا
عشق کے درس کے بھتر فریاد بحث تیری سوں لا جواب ہوا

اب ولی سوں نہ ہو توں روگر دال

تیرے کارن جو و و خراب ہوا

(۹)

کفنی پنھا کے مجھ کوں لباسی کیا پیا یک جو ایک دل میں دو بھاسی کیا پیا
اس کا فراق یار بھجوت عشق کا چڑھا مٹ میں برہ کے مجھ کوں سنیا کیا پیا
ہے عین، شین، قاف تو مجھ دال لام میں مجھ پر اس کے گھر میں کاسی کیا پیا
اپنی برہ کی تیغ سوں مجھ دل کوں کاٹ کا مجھ زندگی سوں آہ ادا کیا پیا

ناحشر دے ولی کوں کفن اپنے عشق کا

ہے برہ کی قبر میں باسی کیا پیا

(۱۰)

بیت ابرو ز بس خیال کیا اپنے تن کوں میں جیوں ہلال کیا

جس برہمن بچے نے شہر شہر بید
 تیغ ابرو کوں بند مال کیا دکھا
 ماہی دل شکار کرنے کوں
 کھول زلفاں سجن نے حال کیا
 مچھل اوپر نہیں ہے خواب مجھے
 جب سوں آغوش کا خیال کیا
 غیر دشنام نہیں سنا ہے ولی
 جب سجن پاس عرض حال کیا

ردیف ٹ

(۱۱)

جب سوں دیکھا ہوں زلف کی میں لٹ
 یاد میں اس کی تن گیا سب گھٹ
 ہوش اڑ کر گیا ہے میرا دیکھ
 پیچ چیرے ترے کی سب لٹ پٹ
 جاوے تجھ مکھ انکے سوں رستم ٹل
 گرد و غم ترے ترے کا دیکھے تھٹ
 اور نسین کام مجھ کوں کچھ سا جن
 عشق تیرے کا سیتے مجھ کھٹ پٹ
 ہجر تیرے سوں اے پر سیا پیکر
 اشک پڑتے ہیں چشم میں ٹپ ٹپ
 خاک مکھ پر لگا کے جو گی ہو
 لے کے بیٹھا ہوں تجھ برہ کی مٹ
 تجھ بنا اب نہیں مجھے طاقت
 کب تلک جو کروں اپس کا کھٹ
 تب میں مجنوں نمون ہو پھرتا ہوں
 جب سوں تجھ مکھ کی مجھ لگی ہے چوٹ
 اب ولی پر پسا رحم کر توں
 کب تلک اس سستی لے گا ہٹ

لے یہ غزل انجن کے صرف ۳ میں ہے۔

ردیف ث

(۱۲)

شوخی ترکش دل رُبا ہے الغیاث
دو قیامت قامت رُشک پری
ہر نگاہ یار، خوش انداز یار
عاشقوں کے حق منیں و شوخ طبع
دو ہلال ابرو بہ رنگ ماہِ نو
یائمال و تاتل رنگیں ادا
بس کہ ہے بے مہر و دُخوں خوار دل
دام میں زلف کمند انداز کے
آولی بے دل پھنسا ہے الغیاث

(۱۳)

اے بلبل زباں تو نہ کرا اختیار بخت
توڑیا ہے سنگ خار اسینہ جو ہر آپ کا
نہیں عالم شہود میں حجت کوں راہِ دخل
دیکھا نہیں ہے پھر کے کدھو صورتِ قار
ہے باغِ دہریں گل آتش بہار بخت
ناقص ستیں کیا ہے جو کامل عیار بخت
حیران عشق کوں نہ کرے بے قرار بخت
بزمِ جہاں میں جس کوں کیا بے وقار بخت

۱۵ یہ غزل اشرف کی ہے

۱۶ ایضاً ” ” ”

برجائے اس کوں ابن شیطاں کہوں اگر
جگ میں جو گئی کیا ہے ولی اختیار بحث

ردیف

(۱۴)

شراب شوق سوں تیری ہوا بنائے قدح
ترے دو نیندیں دسیں مجھ کوں خوش نمائے قدح
ولی ہے مست قدح راز دار وحدت کا
نہ حاجت اس کوں صراحی نہ ابتغائے قدح

ردیف

(۱۵)

جب سوں و گل بدن ہے میرے پاس گلشن دل تمام ہے خوش باس
جو دیکھا اے پر ی تری تصویر گم کیا ہے اپس سوں ہوش و حواس
کیوں چھپاتی ہوا اپنے سینے کوں دل میں آتا ہے کچھ کا کچھ و سواس
تشنہ آب زندگانی ہوں بوسہ دے کر بھاتا تو میری پیاس
دیکھ تجھ کوں ادا اس اے جاناں دل مرا مجھ سستی ہوا ہے ادا اس

لے یہ غزل اشرف کی ہے۔

مجھ سوں مت کہہ لباس کی کچھ بات معتبر نہیں ہے عاشقی میں لباس
اے ولی رات دن ہے دل میں مرے
اس پر کار و کے دیکھ کی آس

(۱۶)

جب لگ ہے چمن بیچ بہار گل و زرگس
ہے باغ سخن بیچ بہار گل و زرگس
وحدت کے گلستاں کا چمن حسن ہے تیرا
پھولا ہے چمن بیچ بہار گل و زرگس
تارے نہیں یو باغ فلک بیچ جو دستے
گلشن ہے گلن ہے بیچ بہار گل و زرگس
زرگس کے تماشے کوں گلستاں میں نکو جا
ہے چشم سخن بیچ بہار گل و زرگس
اس شوخ کی بیمار آنکھاں دیکھ ولی توں
خواہش ہے جو من بیچ بہار گل و زرگس

(۱۷)

شوخ آتا نہیں ہزار افسوس مکھ دکھاتا نہیں ہزار افسوس
مطرب نغمہ ساز محفل عشق تان گاتا نہیں ہزار افسوس
بزم عشرت میں جام لب سوں پیا مے پلاتا نہیں ہزار افسوس
دو سجن ناز سوں بھلی باتاں من میں لاتا نہیں ہزار افسوس

۱۷۵ یہ دونوں غزلیں اشرف کی ہیں۔

سیم نگر کی راہ غیر وئی
کوئی پاتا نہیں ہزار افسوس

ردیف ش

(۱۸)

نہیں خط گرد لعل شوخ مے نوش ہوا ہے چشمہ خورشید خس پوش
خمار حشر سوں کیا باک اس کوں جو تیرے شوق کی مے سوں ہیں مدہوش
ہوا ہے جلوہ گر تجھ حسن کا نور چراغ محفل خوبی ہے خاموش
ترے جلوے سوں ہے گل تازہ و تر چمن میں بلبلان کا ہر طرف جوش
جو دیکھا اے ہلال ابر و ترادو دو صبح عید سوں نت ہے ہم آغوش
کیا جب بر میں زریں جامہ ووشو ہوا خورشید محشر سایہ مدہوش

وئی کو یاد تیر کا دم بدم ہے
نہیں گئی آن خاطر سوں فراموش

ردیف ص

(۱۹)

ہر اوج حسن کی جھلکار کا ہوں میں حریص
جلوہ خسارہ دل دار کا ہوں میں حریص

۱۰۲ یہ دونوں غزلیں اشرف کی ہیں

شیشہ دل میں مرے ہے بادۂ لعل پیا
 اس سبب جسم کافر سرشار کا ہوں میں حریص
 ذوق دل کوں کیونکہ لذت بخش ہوئے شہد و شکر
 بوسہ شیریں لعل یار کا ہوں میں حریص
 تلخ باتوں سے ہر یک کے کیوں نہ ہوئے ترش و دو
 اس شکر لب کی مٹھی گفتار کا ہوں میں حریص
 ہے حلاوت بخش ذوق دل ترا شیریں بچن
 اس سبب تیرے وئی اشعار کا ہوں میں حریص

(۲۰)

خود بخود دل نہیں ہوا ہے حریص بوسہ یار نے کیا ہے حریص
 ذوق دیدار یار ہے جس کوں طلب عشق میں سدا ہے حریص
 آہوے دل کے صید کرنے کوں شوخ کا تیرے خطا ہے حریص
 مرنے کا سہ لیس اگدا ئی کا جبستی مہر کا ہوا ہے حریص
 ایک تل آپ سوں جدا نہ کرے خال تیرے کا دل آتا ہے حریص
 خنجر ناز و ستا تل خوں خوار قتل عاشق اُپر سدا ہے حریص
 نعمت دین کے طلب میں مدام دل ستی طالب خدا ہے حریص
 کیوں نہ دوں نقد دل میں اپنا ولی
 نگہ چشم دل رہا ہے حریص

‡

لے یہ غزل اشرف کی ہے۔

ردیف ط

گلزار حسن یار میں ہے سبزہ زار خط لازم ہے بلبلوں کوں جو دکھیں بہار خط
 روشن سواد دیدہ دل کیوں نہ ہو سخن جوں سرمہ مجھ انکھیاں میں ترا ہے غبار خط
 یا قوت خط کوں دیکھ لب لعل شوخ کوں کرتا ہے نقد ہوش اپس کا نثار خط
 عنبر صفت ہمیشہ معطر دماغ ہے دیکھا جو موج بحر خط مشک بار خط
 پیو کے دلی وود دولت بوس و کنار کا
 امید وار محکوں کیا روزگار خط

(۲۲۹)

جاتا ہے تو اوروں طرف سو مرتبہ اے سبز خط
 یک بار اس مخلص طرف کرتا نہیں رہ کوں غلط
 دلبر کے ہونٹوں کے تلے چاہ زرخ پر خوں نہیں
 سرخی سے لکھ کر لب کے تئیں بھی سرخ رکھے ہیں فقط
 از بس جدائی میں تری دل پر ہجوم غم ہوا
 جاری ہیں نت انکھیاں سوں میرے یل انجھواں مثل شط
 دو جا نہیں کچھ مدعا اس عاشق جاں باز کوں
 ہے آرزو دل میں مرے پیتم کے ملنے کی فقط
 دکھنی زباں میں شعر سب لوگاں کہے ہیں اے ولی
 لیکن نہیں بولا کوئی ایک شعر خوشتر زیں نمط

اے یہ غزل اشرف کی ہے ۱۷ یہ غزل ن ۳ و ۴ میں ہے۔

ردیف ظ

(۲۳)

جویار نہیں ہے مرے پاس از بہار چہ حظ
 دگر و جھے نہ ہوے دل کا غم گسار چہ حظ
 اگر چین میں نہیں باس میرے پیتم کی
 تو میرے دل کوں ز گل گشت لالہ زار چہ حظ
 ہوتا ہے جو مرا شاد اس کی ہنسی سوں
 اگر جو ہنس کے نہ کہے بات گل عذار چہ حظ
 کہے سنے سنی لوگاں کے بغض رکھ دل میں
 اگر ہم نہ اچھے مہربان یار چہ حظ
 ولی کے دل میں نہیں غیر سینہ صافی کچھ
 اگر ملایا جو کپٹ سوں و و دل شکار چہ حظ

(۲۴)

سبحن کی خرد سالی پر خدا ناصرخدا حافظ
 رقیباں کی ملامت سوں محمد مصطفیٰ حافظ
 سبحن کے حسن افزوں پر خدایا تو اماں کرنا
 کہ اس امید گلشن پر علی مرتضیٰ حافظ
 سبحن کی تیغ ابرو سوں شہادت گاہ پاؤں میں
 مرے اس قتل ہونے پر شہید کر بلا حافظ

۱۵ یہ غزل ن ۳ و ۴ میں ہے ۱۵ یہ غزل ن ۱۲ و ۱۳ میں ہے ۔

سبحن کا مکھ منور، نور آیت فال مصحف ہے
 کہ اہل نامراداں پر دعائے ہل اتی حافظ
 ولی غمگیں نہ ہو یہ بھید اسرار الہی ہے
 کہ تیری دست گیری پر نگاہ دل رہا حافظ

(۲۵)

یہی میں مانگتا ہوں رات اور دن تجھ سوں یا حافظ
 کہ اپنے حفظ میں رکھنا ہمیشہ مجھ کوں یا حافظ
 نہ ہو دے کیوں جہاں کے بیچ ہر مشکل مری آساں
 زباں صدق سوں میں دم بدم کہتا ہوں یا حافظ
 جس پر اس کے دائم جلوہ گو نور سعادت ہے
 کیا ہے حافظ قرآن توں نے جس کوں یا حافظ
 وہی محفوظ ہے نت گردش دوراں کی آفت سوں
 جو کئی ورد زباں دل کیا ہے تحسکوں یا حافظ
 ولی پھر پھر کتا ہے اعتقاد صاف سوں ہر دم
 کہ اپنے حفظ میں رکھنا ہمیشہ مجھ کوں یا حافظ

(۲۶)

دیکھو یو جمع عند لیبیاں جمع غنچہ گل کیا گریباں جمع
 اس مکاں سے تو بھاگ اے دانا جس مکاں میں ہوئے ہیں ناداں جمع
 عشق کے رمز سوں نہیں آگاہ کیا ہوا توں کیا کتا باں جمع

۵۲ یہ دونوں غزلیں اشرف کے دیوان میں بھی ہیں۔

گئی مقابل نہ آسکے اُس کے گر اچھیں جگ کے سارے خواہاں جمع
شاعروں میں ایس کا نام کیا
جب ولی نے کیا یو دیواں جمع

(۲۷)
عشق کی آگ سوں جلی ہے شمع سستی تا قدم گلی ہے شمع
خنجر عشق سوں کٹا سر کوں مرغ سبیل ہو تلملی ہے شمع
جب سستی دیکھا تیرے نور کے تئیں یک قدم کہیں نہیں چلی ہے شمع
تجھ لگن بیچ بس کہ ہے ثابت جلنے سستی نہیں ملی ہے شمع
کیوں نہ روشن ہو بزم حسن ولی
یار کے مکھ سستی ملی ہے شمع

رویت و

(۲۸)
پھرتے ہیں تیرے عشق میں مجنوں ہو یا راں ہر طرف
کرتے ہیں تیرے برہ کے یک سر پکاراں ہر طرف
یو خال ہندو دیکھ کے تجھ مکھ ہوئے ہیں کافراں
نسبی مصلادال دے کے دین داراں ہر طرف

۱۔ یہ غزل اشرف کے دیوان میں ملتی ہے۔ ۲۔ ن۔ جائے
۳۔ یہ غزل صرف ن ہندوستانی میں ہے

مجروح ہو گئے عاشقاں تجھ جو ران کے دل اُپر
 شمشیر ابرو میں ترے لاگے جو دھاراں ہر طرف
 گلشن میں ہیں تجھ رشک میں لالہ گریباں چاک کر
 جیوں تجھ درس کے خوف میں رنگیں اناراں ہر طرف
 کھایا ہے سنبھل سر بسر لے جاں اپس میں دیکھ کر
 زلفاں کو تجھ رخسار پر پکڑے یوتا راں ہر طرف
 ہر ملک تیری چشم میں ہر خوب رو کے حجاب یوں
 لاکیں ہے کاری سخت جوں خنجر کے دھاراں ہر طرف
 ہر جھاڑ پر تجھ عشق میں پڑھتیاں ہیں قمریاں مست
 اپنے گلے میں بھائے کر برہا کے ہاراں ہر طرف
 ملک تجھ حُسن کوں دیکھ کر سب ہوش اپنا کھوے کر
 پڑھتے ہیں تیری منقبت سب گل عذراں ہر طرف
 پڑتے ولی کے نین سوں انجھواں ایسی شدت ستمی
 برسے ہے جیوں بادل ستمی کڑ کے سوں باراں ہر طرف

(۳۹)

قوله احب ابنا فاین طریق	جانو اس راہ کوں سو کر تحقیق
تجھ دہن کا کلام دو بوجھے	حق نے بخشا ہے جس کوں فکر عمیق
وانہ ہووے گا اس کمر کا پیچ	دور کر دل ستمی خیال دقیق
گرچہ ہے نشہ بادہ نو میں	بس ہے مجھ عشق کی شراب رقیق
اے ولی آرزو سدا ہے یہی	کہ ملے مجھ سوں دور فراق شفیق

لے یہ غزل ن ۵ اور ۷ میں ہے۔

ردیف ل

(۳۰)

طالب ترے سو طالب مولیٰ ہوئے اتال
تب عاشقاں کی صف میں تماشا ہوئے اتال
کئی دل زلف کے بند میں گرفتار ہیں ترے
ہو کر اسیر جگ منیں رسوا ہوئے اتال
تجھ کوں جلّت میں حسن سوں نت آبرو رہے
خوبی سستی بہار کے دریا ہوئے اتال
تیری انکھیاں کو دیکھ جتنے مرگ تھے چنچل
وحشی ہوا ٹھکے کے جانب صحرا ہوئے اتال
جو تھے تماشا بین دکن کے چمن منیں
تجھ گل آپر و و ببل شیدا ہوئے اتال
تیری صفت کے بیچ جو کرتا ولی ختم
تو شعر اس کے جگ میں ہویدا ہوئے اتال

(۳۱)

یتیم کے جمال پر لگا دل اب زندگی مجھ پہ ہوئی ہے مشکل
تجھ نین میں اس قدر ہے سختی گویا کر رکھے ہیں دل اوپر
صیاد بجائے دانہ و دام کیتا ہے درست زلف اور تل

اے یہ غزل خمسہ سے لی گئی ہے کسی نسخہ میں نہیں ملتی۔

نہیں کوئی نظیر جگ میں تیرا تجھ حسن پہ فیض حق ہے نازل
تجھ عشق میں اے ہلال ابرو
جیوں بدر و تکی ہے کامل

دلیم

(۳۲)

ناز مت کر تجھے ادا کی قسم بے تکلف ہوں خدا کی قسم
زلف و رخ ہے ترا جو لیل و نہار مجھ کوں واللیل والضحیٰ کی قسم
سرو قد کوں کشیدہ قامت یار راست بولیا ہوں تجھ ادا کی قسم
مصحف رخ ترا ہے صورت فجر مجھ کوں والنجم اذا ہویٰ کی قسم
ظلم مت کر سجن، ولی او پر
تجھ اکوں ہے شاہ کر بلا کی قسم

(۳۳)

خیر خواہاں میں ہوں خدا کی قسم مان اس صادق آشنا کی قسم
کرم نسائی کوں مدعا کر کر مت کہیں جا تجھے حیا کی قسم
دیکھ اے شوخ تیرا بے باکی خوف میں ہوں سدا رجا کی قسم
یک قدم چھوڑ کر نہ جاؤں گا مجھ کوں ہو تیری خاک پا کی قسم
لطف سوں اطراف شہیدوں کے تجھ کوں ہے شاہ کر بلا کی قسم

لے یہ غزل صرف ن معاصر میں ہے

۴۰۰

بس کہ رکھتا ہوں تجھ قدم کی یاد دل ہوا خوں مرا حنا کی قسم
عاشقوں کوں نہیں ہے موت سوں کام مرشد پاک اولیاء کی قسم
خاکساری ہے حق آگے منظور خاک درگاہ مصطفیٰ کی قسم
دل سوں اپنے نکال دہم و خطر راہ سیدھی ہے رہنما کی قسم

اے ولی علم سوں یہ حاصل ہے

گل گل زار "رہل اثی" کی قسم

(یہ غزل ایک خمسے سے ماخوذ تھی)

(۳۴)

زلف اس کی دو خم ہے خم کی قسم چشم معشوق جم ہے جم کی قسم
اے صنم مجھ سوں کیوں نہیں ملتا لعل تیرا دو خم ہے خم کی قسم
دل کوں تجھ باج ہے پریشانی نین میرے دویم ہے یم کی قسم
کیا وفادار ہے سجن صاحب جس کو دیکھے سوں دم ہے دم کی قسم

ہے ولی کی زباں میں شیرینی

اثر شعر سم ہے سم کی قسم (ن - ۲)

(۳۵)

دل لے جا تجھ کوں دل بری کی قسم کھول انکھیاں کوں ساحری کی قسم
بیت برجستہ معنی رنگیں ہے تری چشم عبہری کی قسم
ہے بہت جھلجھلاٹ تجھ رخ پر مجھ کوں اس چیرہ زری کی قسم
ہے تصور ترا مرے دل میں رات دن شیشہ و پری کی قسم

ٹک ولی کوں صنم گلے سوں لگا

تجھ کوں ہے بندہ پروری کی قسم (ن - ۳ و ۴)

۴۰۱

ردیف و

(۳۶)

لکھ تمں کا یو آفتاب رہو ذرہ ذرہ یو کامیاب رہو
 یو پیشانی جو ہے ہلالِ بمن حق سوں چہتا ہوں ہمتاب رہو
 عاشقا اس کے پاس منگتے ہیں مے رہو یا رہو رہو رہو رہو
 بہوت دشنام دے کرم فرما لطف تمنا کا بے حساب رہو
 مست اچھتا و کی یو شعر ترا
 دشمنوں کا یہ دل کباب رہو

(۳۷)

لے نگہ التفات مجھ طرف اے ماہ رو کرو
 سینے کا زخم تارنگہ سوں رفو کرو
 اے گل رخاں اپس کی تجلی سوں ایک بار
 روشن چراغ خانہ ہر آرزو کرو
 اس کی بھواں کی تیغ کے پانی سوں عاشقا
 دایم نماز عشق کوں اول وضو کرو
 مانند گل ہوا ہے یو دل چاک چاک آج
 بر جا ہے ہاتھ لے کے اگر اس کوں بو کرو
 معشوق ہے بغل میں ولی یہ سناہوں میں
 مت دل کے باج اس کوں کہیں جستجو کرو

لے یہ غزل ن ۱ و معاصر میں ہے۔

(۳۸)

۱۵

غنچہ نمط تجھ باس کا دل پر ہن سب دن اچھو
 مجھ نین کے نعلین میں تیرے چرن سب دن اچھو
 پیاسے مجاں دیکھ کر یوں ساقی کو تر ہوا
 فردوس سوں ہے جلوہ گر یہ انجمن سب دن اچھو
 تجھ یاد سوں راحت اچھو سب مومنوں کی جان میں
 تیرے چرن کی خاک سوں روشن نین سب دن اچھو
 دوسایہ قامت کیا پیدا گل و سنبل کے تئیں
 رنگ گلستان ارم تیرا چین سب دن اچھو
 تیرے کرم کے ہاتھ سوں موسیٰ بیضا لیا
 ہمدم دم عیسیٰ کا توں امرت چین سب دن اچھو
 ہر دم طبع کے سیں پر تجھ یاد کے افسر رکھوں
 تیری محبت کا رتن دل میں جتن سب دن اچھو
 تجھ باج مخصوص جہاں و ذات عالی چارہ ہیں
 ان کی محبت کا ولی دل میں وطن سب دن اچھو

ردیف کی

(۳۹)

۱۵ گیا ہے جب سوں سہی سر و نو بہار کرے نگر کے پگ منیں انجھواں سوں ہے قطار کے
 ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۳ اس غزل کی ردیف بعض نسخوں میں "گرے" ہے۔

۴۰۳

ہوا ہے بس کہ دوانہ سجن کے قیامت کا قدم میں سرو کے ہے موج جو بار کرے
 اگرچہ بندر ہا وصل ظاہری ہیں ولے خیال یار سوں دل کوں سکے حصار کرے
 و دراحت دل و جاں جب ہاں مقام کیا ہوا ہے درد دل و جان بے قرار کرے
 میں اپنی آنکھوں کوں والہ فرش راہ کرو گزر جو میری طرف کوں دو شہسوار کرے
 سجن کی بزم سوں کیوں جاسکوں ولی باہر
 کہ قید حلقہ کیسوئے تاب دار کرے

(۴۰)

دیکھ دستار بسنتی ساقی سرشار کی
 کھل گئی ہیں آج آنکھیاں زگس بیمار کی
 بات رہ جائے گی قاصد وقت دہنے کا نہیں
 دل تڑپتا ہے شتابی لاخبر دلداری کی
 بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب
 بھول جاتا ہے ووسب کچھ دیکھ صورت یار کی
 معرکے میں عشق کے ہر بو الہوس کا کام کیا
 دیکھ حالت کیا ہوئی منصور سوں سردار کی
 اے ولی اس بے وفا کی مہربانی پر نہ بھول
 دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتیں پیار کی

(۴۱)

ترے ہوٹاں کی لالی سوں معالی چھپی ہاتھوں میں جاہندی کی لالی
 تراقد دیکھ تجھ پاؤں پہ جھک جھک پڑی شمشاد کی ڈالی پہ ڈالی
 بیاں تجھ زلف کی سیاہی کا کیا کہوں کہ نہیں ہے مثل اس کے رات کالی

۴۰۴

تری شمشیر ابرو دیکھ ظالم لیا شیروں نے جا کو ہوں کی جالی
 خاری دیکھ تجھ انکھیاں کی بے کیف ہوئی ٹکڑے شراب پر تنگالی
 ترے مکھ کا دوانا ہو چمن میں گیا ہے پھول چمپا بھول مالی
 وئی پاؤں میں اس کے کچھ عجیب نہیں
 اگرچہ کہ اٹھے سب نقش قالی

(۴۲)

زبس نرم ہیں پاؤں کے اُس تلے کہ ریشم پہ رکھتے ہیں اٹھتے چھلے
 گرانی سستی بوے کی غش کرے دو جب عطر جامے پہ اپنے ملے
 ادب سے اسے سرو سجدہ کرے کہ جب وولٹکتا چمن میں چلے
 شمع اس کے مکھ پر ہو قربان تب پتنگ کی من سرسوں یک لگ چلے
 نظر گرم سوں ایک اس شوخ کی چمن میں گلاں کئی ہزاراں گلے
 دو مکھ دیکھ روشن سرج آپ سوں ایس تن کے تنیں جال کر تلملے
 حرکت جو اس کان میں دُر کے دیکھ دل عاشق کے مانند پارا ہلے
 کرے مشتری رشک جب ہاتھ میں کناری جو اس شوخ کی جھلملے
 وئی کے بچن دل کے دریا سستی
 نکلتے کہ جیسے دُر ان نرم ملے

(۴۳)

چنے کی کلی رشک سوں کھلی تو پھینٹا سجیا سر پوجب صندلی
 گلاں جھوڑ کے سب چمن کے سبجی کریں شور بلبلاں تری آگلی

اے یہ غزل ہندوستانی اور ن معاصر میں ہے لہٰذا معاصر و ہندوستانی

تری تیغ ابرو کی دہشت سستی بچکتی فلک کے اوپر بجبلی
 اگرچہ جلیں سب شمع پر تنگ ہے تجھ شمع پر شمع ساری جلی
 ترے لب منسی کوں کہاں پہنچتی اگر کوئی بولے شکر کی ڈلی
 پری دیکھ تجھ مکھ کی جھلکار کوں قدم بوس کرنے کوں آوے چلی
 فراموش قانون حکمت کرے اگر مکھ کوں دیکھے ترے بوعلی
 پڑے گر ترے بیچ میں زلف کے
 ولایت بسر جائے اپنی وئی

(۴۴)

یہ تیغ ابرو کی جب دو جھاڑا ہے کئی ہزاروں کوچی سے مارا ہے
 ایک غمزے سوں چشم کے ان نے کئی چکاروں کے تئیں پچھاڑا ہے
 ان کی صورت کوں حق مصور ہو کھینچ کیا ناز سوں اُتارا ہے
 ہر ملک عاشقوں کے جی کے تئیں کاٹنے کوں بس ایک آرا ہے
 کان کے دُر کی کیا کروں تعریف پہلوے ماہ جیوں ستارا ہے
 اس کے سرچیرہ مقیشنی کا کیا جھلک اور عجب جھکارا ہے
 آج اس سیدا کی خوبی کا خیل پریوں میں کیا پکارا ہے
 حق سے مغرور ہو کے پھرتا ہے
 ہے وئی باز کیا بچا را ہے

اے یہ غزل نسخہ معاصر اور رسالہ ہندوستانی جنوری ۱۹۳۳ء
 میں ملتی ہے

(۴۴)

تجھ یاد کی تسبیح سوں سینہ مرا ملکوت ہے
تجھ عشق کا مجھ دل میں جبروت اور لاہوت ہے
جم گرچہ غالب دم پہ ہے قائم ہے جی تجھ دمستی
نہیں دم کی کچھ پروا اسے جو عاشق مہوت ہے
تجھ روپ کے گلزار سوں تن من مرا گلشن ہوا
میرے نین میں تو سجن جیسے چند درجوت ہے
ثابت سجن کے عشق سوں جیوں حال تھا مضور میں
یوں عشق میرا جگ میں اثبات ہو مہوت ہے
تجھ جان بن دل کا کفن بے شک کنول جوں چاک ہے
تجھ غم میں جھک جھک سجن یہ تن مرا تابوت ہے

(۴۵)

ترک زلف کے بیچ میں چھند ہے کہ جس چھند میں چند در چند ہے
خیال زلف تجھ رسا کا صنم عشا قاں کے دل کا علی بند ہے
برہ آگ تیرا مرے گھٹ منیں جو بندہ کیا بند در بند ہے
تکلم ہے تجھ لب سوں یوں خوش مزہ جو بے جا کیا شکر اور قند ہے
دوا نہ کیا ہے ولی کوں سدا
ترک زلف میں کیا سجن اچھند ہے

۱۔ یہ غزل خمسہ سے لی گئی ہے۔

۲۔ یہ غزل ن ۱ میں ہے۔

چشم تیری جو مست و غلطاں ہے
 عہری میں یوناز، ادا کاں ہے
 یو جو دو ہونٹھ و چشم مست ہوئے
 تار گنیو کے کیوں پریشاں ہے
 رحم کر، لطف کر، دکھا درشن
 ہجر تیرے میں یار بے جاں ہے
 تیرے پلکاں بھواں کماں ان کے
 عاشقاں جان و دل سوں قرباں ہے
 تجھ زخماں کی چاہ کے بھیت
 یوسف مصر آج حیراں ہے
 خاتم حسن دیکھ تیرے ہاتھ
 تجھ اطاعت منین سلیمان ہے
 دیکھ کر تجھ لبوں کی یوسرخی
 خون دل لعل رشک مر جاں ہے
 آج بازار حسن میں تیرے
 مشتری زہرہ اور کیواں ہے
 صد ہزاراں شمع رین میاں نے
 سوز سوں مکھ ترے کے گریاں ہے
 عشق تیرے کا جو ہوا ہو مرلیض
 دنگ اس کی دوا میں لقماں ہے
 آفریں شعر پر وئی کے سُن
 بولتے و د کہ جو سخن داں ہے

تری انکھیاں او پر از لب بہار نیم خوابی ہے
 گویا مضمون جامی سوں یو رنگ انتخابی ہے
 رہے کیوں ہوش عاشق کا سلامت دیکھ یو آفت
 تبسم ہے، نگہ ہے، زلف ہے چیرا گلابی ہے
 اٹھا ہے عشق کا شعلہ درس دے دل ربانی کے
 دکھانا آ کے مصحف کوں کہ یو مسئلہ کتابی ہے

لے یہ غزل ن ۵ میں ہے۔

وہی اس بے وفا کے قول پر کیا اعتبار آوے
کہ ظالم ہے، دورنگی ہے، ستم گر ہے شرابی ہے
(۴۹)

سبحن تجھ کان میں بالی کہو یہ کب سوں ڈالی ہے
نہ کہ بدنام پیروں کوں نہ کہہ پیروں کی بالی ہے
کئی مقصود ہے دنیا، کئی مطلوب جنت ہے
مجھے مقصود دنیا میں مرے یتیم کی گالی ہے
ستارے بخت کے میرے عزیزاں آج روشن ہیں
کہ اس آغوش میں دن رات ابروئے ہلالی ہے
سری جن تو نہ جا مکتب میں ڈرتا ہوں معلم سوں
کہ اس دن ہاتھ میں اپنے معلم نے دوالی ہے
وہی حیران ہے یاراں عجب اپنے تماشے پر
ادھر یتیم کی گالی ہے ادھر لڑکوں کی تالی ہے
(۵۰)

گئے رات معراج عرش اُپر	بلغ العلیٰ بکمالہ
کھلے پردے بھید کے سر بسر	کشف الدُّجیٰ بجمالہ
ہوئی حق کی ان پہ سوجب نظر	حسنٰت جمیع خصالہ
ہوا حکم حق محبتاں اُپر	صلّوا علیہ والہ

ضمیمہ (ب)

ذیل کی غزلیں یا صرف ان کے مطلعے کلیات و تی کے ضمیر اول میں شامل تھے۔ ان میں سے دو غزلوں کی تصدیق ہو گئی وہ داخل متن ہو گئیں جو مکرر تھیں یا الحاقی ثابت ہوئیں وہ خارج کی گئیں۔ اب بقیہ غزلوں کے صرف مطلعے درج کیے جا رہے ہیں۔ مطلع نمبر ۱۸ اور ۳۴ نئے ہیں اگر بعد میں کسی معتبر نسخے سے ان میں سے کسی کی تصدیق ہو سکی تو وہ غزل متن میں آئندہ شامل کی جاسکتی ہے۔ (ہاشمی)

(۱)

ناز نہیں ناز سوں صحن میں آ فرش گل سب ہوئے حین میں آ

(ن ۲ و معاصر)

(۲)

ہوا حق میں مرے خونخوار چیرا بندھیا جب سوں گلِ آنا چیرا

(ن - ۲)

(۳)

جاناں جفا کرے تو کہو کس سوں بولنا ناد و ستیادھرے تو کہو کس سے بولنا

(ن - ۱)

۴۱۰

(۴)

معشوق تیرے نام پر میں جیوسیں قربانی ہوا
تجھ عشق میں دل میں مرے سب نور نورانی ہوا

(ن - ۱)

(۵)

حق نے کلید فہم سوں قفل سخن جب وا کیا
تب نقطہ گفتار نے دل پہ جا بر جا کیا (کذا)

(ن - ۱)

(۶)

خدا نے تم کوں سخن شاہ بے نظیر کیا ترے جو خال ہے مکھ پر اُسے وزیر کیا

(ن - ۱)

(۷)

کاں مرا صاحب افتخار گیا اس کے جانے میں سب وقار گیا

(ن - ۱)

(۸)

رنگ خوبی کا گل عذار گیا حیف ہے نقد اعتبار گیا

(ن - ۱)

(۹)

لامکاں پر بنا احمد جو بنا بٹھلایا تب ملائک نے وہیں صلوا علیکم گایا

(ن - ۱)

(۱۰)
آج آیا بزم میں دو یار مست ہم نگہ ہے مست و ہم و گفتار مست
(بیاض قدیم انجمن)

(۱۱)
اس صنم کے ہاتھ سوں فریاد یار اللفیث شوخ کے غمزے سستی بیدار اللفیث
(ن - ۱)

(۱۲)
درد کوں میرے دوائیں اللفیث مرض کوں میرے شفا نئیں اللفیث
(ن ۷ و ۱۱)

(۱۳)
ہوا ہوں سب سستی بالخیر ثالث نہیں کئی حرف بے بالخیر ثالث
(ن - ۲)

(۱۴)
اشک جو پڑتے ہیں منت مجھ چشم سے جھر جھر سفید
ہجر کے دوراں منے دستے ہیں جیوں اختر سفید
(ن - ۲)

(۱۵)
مجھے بعد از ہزاراں دن پری پیکر لکھا کاغذ
تسلی سیں دلا سے سیں و و سیمیں بر لکھا کاغذ

(۱۶)
صحن دل سے اٹھا غبار غبار کرتا ہے دو گر سوار سوار (ن - ۱)

(۱۷)

یونچہ ترے ہاتھ کا بیچ دار ہے دستا مرے جی کیتیں مثلاً

(ن - ہندستانی)

(۱۸)

نگاہ مست پر کارو ہے بادہ نوش ہنوز بجائے خویش ہے عشاق کا خروش ہنوز

(ن ذاتی کرم خوردہ)

(۱۹)

بغیر حق کے نہیں ہے مجھے کسی سوں آس کر اُس ہٹیلے سجن کو لے آوے میرے پاس

(ن - ۲)

(۲۰)

سب گیار دن شام کو آیا نہ پاس نین کے قلم میں اب ڈوبی ہے آس

(ن - ۱)

(۲۱)

مجھ دل کو لینے اے صنم تجھ زلف کا ایک تار بس
کرنے مجھے قید فرنگ تجھ زلف کا زناز بس

(ن - ۱)

(۲۲)

سجن کا مکھ ہوا ہے نور آفتاب شعاع نخل ہراک کے انگے نور ماہتاب شعاع

(۲۳)

گر پڑے انکھیاں میں میری اس کی صورت کی شعاع
موند لیوں انکھیاں کیتیں تاکئی نہ پاوے اطلاع

(ن - ۷۰)

۴۱۳

(۲۴)
ہر چند کہ افزد کرے درد غم عشق عاشق نہ کرے نالہ درد ستم عشق

(۲۵)
خوش بچن ہے مراد دلال گلال سب ادھر میں بھرا دلال گلال
(ن - ۱۰)

(۲۶)
تیرے برہ کے منہ میں رسوا ہوئے اتال تیرے غن کی جوت میں شیدا ہوئے اتال
(ن - ۱)

(۲۷)
مجکوں تجھ یا دل ربا کی قسم ، قوس ابرو سے مہ نما کی قسم

(۲۸)
مجکوں اس صاحب ادا کی قسم حیرت افزا ہوں تو تیا کی قسم

(۲۹)
ٹک لکھ دکھا ہمن کون تمن کو خدا کی قسم ٹک بھر کے آنکھ دیکھو ہمن کو خدا کی قسم

(۳۰)
طرہ مشک بار کی ہے قسم سنبل تاب دار کی ہے قسم

(۳۱)
پڑا ہے جان میں اندھکار لکھ دکھاؤ سجن وفا کی شرط نہیں دل کہیں لگاؤ سجن

(۳۲)
ہے یہ دلبر مرا سید سجن قفل مجھ دل کا ہے کلید سجن

(۳۳)

جگ میں ہے جلوہ بہار سجن ہر چمن میں ہے افتخار سجن (ن ۱)

(۳۴)

جیو کوں نس دن ترے بن بے قرار ی ہے سجن
درد میرا غم میں تیرے آہ و زاری ہے سجن
(ن - تفتی)

(۳۵)

عشق میں آ کے ناکل جاناں ہوش اپنے سوں بلکل جاناں

(۳۶)

اس سیداسوں یار و میرا سلام کہناں ہوں یاد میں تمھاری ہر صبح و شام کہناں

(۳۷)

پڑیا ہے رشک میں سورج رخ سید معالی سوں
رہا ہے زرد ہو ہو چنڈر اس کے لب کی لالی سوں
(ن - رسالہ ہندستانی)

(۳۸)

دوست مت رکھ رقیب بدگو کوں سرخ روئی نہ دے یہ رو کوں
(ن - رسالہ ہندستانی)

(۳۹)

بس ناز سوں سکھلائیاں اس غمزہ غماز کوں
دل لے لیا، جاں لے لیا، اب ہر ہی نہیں ناز کوں

(۴۰)
ہوا ہے رشک مہر و مشتری کوں سجن کی دیکھ دستار زری کوں
(ن - رسالہ ہندستانی)

(۴۱)
دلبر آدھر کوں تیرے کوثر نہ کہوں تو کیا کہوں
میٹھے ترے لبوں کوں شکر نہ کہوں تو کیا کہوں

(۴۲)
ہیکل گلے میں جان میں مصحف نمون دھرتا ہوں میں
مانند حافظ یاد کرو و نام کو پڑھتا ہوں میں
(ن - ۱)

(۴۳)
مجلوں تجھ بن کسی سوں کام نہیں فکر ناموس ننگ و نام نہیں
(ن - ۱۲ و ۱۳)

(۴۴)
چشم مست شراب بولا ہوں دل کوں اپنے کباب بولا ہوں
(۴۵)
حسن کا تخت تجکوں میموں ہو جیو مکہ ترا ماہ و سال لالہ گوں ہو جیو

(۴۶)
صاف دل کوں اگر مدام رکھو جام جمشید کا مقام رکھو
(ن - رسالہ ہندستانی)

(۴۷)
رحم سوں مجھ طرف پیا آ مکھ تاکہ دیکھوں تیرا دور و روشن مکھ

(ن - ۲)

(۴۸)
لب پہ تیرے یو خال دستا ہے عاشقوں کو زوال دستا ہے
تار زلفاں کے مار ہیں ہر یک کال تجھ بال بال دستا ہے
(ن - معاصر)

(۴۹)
نین راوت بکنگ بیٹھا ہے لے کے سو کی فرنگ بیٹھا ہے

(۵۰)
تیرے نین دیکھ بھوں سمٹتا ہے باز ہو دل اُپر جھپٹتا ہے

(۵۱)
دل و جان اس لٹک اوپر فدا ہے ستم گر بے وفا یو کیا ادا ہے
(ن - معاصر)

(۵۲)
سبز پھینٹے کوں رنگ نکلا ہے ہاتھ میں یے فرنگ نکلا ہے

(۵۳)
معلوم نہیں کن نے مرے دل کوں لیا، کس شوخ ستم گر نے مجھے پیچ دیا،

(۵۴)
اپس ناز و ادا چھب کوں دکھانا کیا قیامت ہے
دکھا پھر روٹھ جانا، مکھ چھپانا کیا قیامت ہے

(۵۵)

گل عذاروں کا صنم سردار ہے ملک خوبی کا سپہ سالار ہے

(۵۶)

رنج اچھے تو غم نہ کر بعد خزاں بہار ہے غم کے اندھائے سوں نہ ڈرات کچھ نہار ہے
(ن - ۸ - فردیات)

(۵۷)

جلاے صبا پیو کی طرف تجھ مرجا انعام پیو کی خبر لا دے مجھے خدمت میں یہ پیغام
(۵۸)

حسن کے کشور کا توں دیوان ہے سلطنت شاہاں میں تو سلطان ہے

(۵۹)

مل کے رہنا سچن عجب کچھ ہے ہنس کے کہنا سچن عجب کچھ ہے
(ن - ۲)

نوٹ :- مندرجہ بالا مطلعوں میں سے بعض پر نسخے کا نمبر درج نہیں کیا جاسکا۔ اور اب یاد نہیں کہ یہ غزلیں کس خاص نسخے میں تھیں۔ صرف اتنا یاد پڑتا ہے کہ ن نمبر (۸) سے بیشتر ہیں۔
(ہاشمی)

فرہنگ

اس فرہنگ میں ان لفظوں کی تشریح کی گئی ہے جو بہت عام نہیں
یا جو اس زمانے میں مطلق رائج نہیں یا کم رائج ہیں۔ وئی کے زمانے میں جو
زبان بولی جاتی تھی وہی شعر و سخن میں بھی جگہ پاتی تھی۔ لفظوں کی کتابت
عربی یا فارسی قواعد کے مطابق بھی اور اردو کے تلفظ کی بنا پر اس کے
خلاف بھی کی جاتی تھی۔ گو یا حاتم نے جس چیز کو ۱۱۶۴ھ میں باقاعدہ
تسلیم کیا اس پر عمل وئی ہی کے زمانے سے ہوتا آ رہا تھا، اختصار کے
ساتھ ان کی چند صورتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ وہ الفاظ جن کے تلفظ اور املا میں آج کل کے تلفظ اور املا سے
فرق ہے جیسے نئیں، نھیں، نیں (نہیں) گئی (کوئی) جمع کُئیں۔ ہئی (ہوئی)
سنا، سنہ، (سینہ) سُرَج (سورج) جنگل (جنگل) مٹھا (میٹھا) لجانے
(لے جانے) بتی (بتی) اتا، اتا (اتنا) چھے (چاہے) جاں (جہاں) زریں
(زریں) غصہ (غصہ) کبھو، کبھوں (کبھی) نفا (نفع) کوں (کو)۔ لوہو
(لہو) اول (اول) ہو گے (ہو گئے) پلک (پلک) اسی (ایسی) وضا،
وضاں (وضع) صُبح (صبح) تسبی (تسبیح) شما یا شمع (شمع) چہتا ہوں
(چاہتا ہوں) کاں (کہاں) یھاں (یہاں) نیں (نے) ہوئے (ہو)

مو (منہ) طبا (طبع) مہن (موہن) ہتا (ہوتا) عقل (عقل) جھٹا (جھوٹا)
نھانے (نہانے) سکھا (سوکھا) وغیرہ

۲۔ عربی اور فارسی کے الفاظ بھی کہیں بسکون، کہیں بہ تحریک اوسط
مستعمل ہوئے ہیں جیسے حُسن، حُشر، حُرُف، ختم، قَبْر، فِکر، صَحْن، عَقْل،

مَدَح، یا مہربان (بحرکت ثانی) وغیرہ

۳۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو اُس زمانے میں رائج تھیں مگر
اب وہ صحیح نہیں سمجھی جاتیں جیسے

(الف) ہندی الفاظ میں فارسی اضافت یا عطف مثلاً جامِ نین
وعدہ کل وغیرہ

(ب) بعض قدیم بندشیں اور ترکیبیں جو اُس زمانے میں رائج تھیں
مثلاً غمزہ، خوشنوار، شمع مانند، سودجگر، تو قامت (اضافت مقلوبی) وغیرہ

(ج) کبھی یائے معروف و مجہول کو ہم قافیہ کیا ہے مثلاً عید کا قافیہ
بھید کے ساتھ۔ یا ز اور ض یا س اور ص کو با ہم قافیہ کیا ہے مثلاً
درازی کا قافیہ قاضی، کے ساتھ یا نسل کا قافیہ اصل کے ساتھ، پڑھ
کا قافیہ (پکڑ) کے ساتھ

(د) کہیں وزن کی ضرورت سے کسی حرف کو گرا دیا ہے۔ مصرع
رکھتا ہے کیوں جفا کو مجھ پر روا اے ظالم

یہاں لفظ 'اے' کو بجائے فع کے وزن پر رکھنے کے صرف ایک حرکت
بھر رکھا ہے۔ اسی طرح لفظ 'مانند' کو اکثر اس طرح باندھا ہے کہ
تقطیع میں 'د' گرتی ہے۔

اسی طرح ولی کی زبان کی کسی خصوصیات ہیں جن پر مفصل طور سے

ڈاکٹر صدیقی صاحب نے بحث کی ہے یہاں اس کا دہرا نا بے فائدہ ہوگا
مختصر یہ کہ اُس عہد میں شعر کی ضرورتوں سے تخفیف، اشباع، حذف وغیرہ
کا عمل بہت عام تھا۔ اور ایک ہی لفظ کی کئی صورتیں شعر اور بول
حال دونوں میں رائج تھیں۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ وہی کلام
انہیں لفظوں یا شکلوں تک محدود ہے جو فرہنگ میں ملتے ہیں۔
اختصار کے لیے یہ رموز استعمال کیے ہیں۔

۱۔ (۔) اس علامت سے لفظ ”یعنی“ مراد ہے۔

۲۔ (=) اس علامت سے مطلب ہے کہ قوسیں کے باہر اور اندر
کے لفظ میں صرف تلفظ کا فرق ہے۔

۳۔ س سے سنسکرت، ع سے عربی، ف سے فارسی، ق سے
ہندی مراد ہے۔

۴۔ سہولت کے لیے سنسکرت لفظ کے حرف کبھی الگ الگ لکھے گئے ہیں۔
۵۔ مخلوط ت، و، ی پر الٹا جزم اور و، اوری ماقبل مفتوح
پر سیدھا جزم دیا گیا ہے۔

آپس (= آپس) : آپ، خود	(الف)
اپس : آپ، اپنے، خود، خودی	اُپاس : بھوک، روزہ
(۲) آپس میں : آپس میں، خود	اُپاسی : بھوکا، روزہ دار، فاؤ کرنے والا
میں، آپ میں۔	اُپر (= اوپر) پر : کے اوپر
آپنا : اپنا	اُپراں : پر (کے) اوپر
اتنا : اتنا (اتی - اتی) : اتنا (اتنی)	اُپرنا : دیکھو ان پرنا

اُتّا، اُتّا، اتنا وغیرہ۔ اتاچ،

خاص مت کا فقیر

اتاچ، اتنا ہی وغیرہ

آدھار، ادھار، غذا

اتال: اب فوراً، تڑت پھرت

آدھار، ٹیک، ٹیکا، سہارا، بھروسا

دہ۔ اُتاوَل۔ اتا ولا، اُتاوَلی جلدی

آدھر: (۱) ہونٹ (۲) معلق

پھرتی، جلد باز، پھرتیلا، پھرتیلی

آدھک، ادھکا، زیادہ، بہت، مدد، گار

اُت پت (س: اُت پت)، اصل

آرجن: پرانے زمانے کا ایک پہلو

خاندان

جو بڑا تیر انداز تھا۔

اتناچ (دیکھو اتنا)

آرگجا: ایک خوشبودار مرکب

اُتیت (س: اُت تھ، ات تھ)

اُڑکنا، اٹکنا

پر دیسی: اجنبی

اُسا، اعصا، عاصا (= عصا): ڈنڈا

اسم (= اسم)، عمل، وظیفہ

اٹکل جانا: اندازہ کر لینا، سمجھ جانا

اسم پڑھنا، عمل پڑھنا

اٹکنا: رکنا، ٹھہرنا، ٹھٹھک کر ایک

جگہ رہ جانا

اطراف: گردا، گردا گرد، چاروں طرف

آجان، آجانا: بے جانا ہوا۔

اطول: قزوینی کی تلخیص المفتاح کی

اُجنا، اُچھنا: اٹھنا

شرح۔ از ابن عرب شاہ، فن

معانی و بیان میں

اجھوں: اُچھئی، اجھوں لگ: ابھی تک

اعصا: دیکھو اُسا

اُچرج: اُچھنجا، تعجب

اکاس (= آکاس): آسمان

اُجنا، اُچھنا: (دیکھو اُچھنا۔)

انگ، تنہا، کسی کی مدد نہ چاہنے

اُچھنا: ہونا، رہنا۔

والا، اپنے اکیلے کے بوتے پر مقابلہ

اُچھے، اُچھے: ہے

کرنے والا۔

اُداسی، اُداس ہونا (۲) ایک

آگل، آگے، سامنے

آگن (دس)، آگ

آگے، آنگے، آگے، سامنے، پہلے

آل: (گجراتی)، آج (ہندی)، الاؤ

الاؤ: جہاں خوب سی آگ سلگلی ہو

آلس (س۔ آلس ی) سستی، اونگھ

خار، مست، اونگھتا ہوا

الفت پکڑنا، الفت اختیار کرنا۔

النگ، طرف، جانب، رخ۔

۲۔ چھلانگ، پھاند

النگ کرنا: پار کرنا

الیمانی (تلفظ: "الے مانی" مع ال یمانی

مین کا) مین کی تلوار

مین (کارہنے والا)

امداد کرنا، بخشنا، سرفراز کرنا

امرت: آب حیات، ہر بیٹھی چیز

امرت بچن = ہر بیٹھا بول، بیٹھے بول

امس، اُمس: ہمت، جرأت

تقویت، پکارا، ارادہ

انپڑنا، اپڑنا: ہاتھ آنا، پانا، پہنچنا

انتر: بھید، دل کا بھید

انجن: سرمہ

آنکھاں، آنکھاں: آنکھیں (واحد: آنکھ)

آنکھیاں، آنکھیاں: آنکھیں

(واحد: آنکھی)

آنن کوں، آنھوں کوں: اُن کو۔

آنجل آنجل: آنجل

آنحل، آن + حل: لا حل، وہ مسئلہ

یامعما جو حل نہ ہو سکے

انڈکار، انڈھکار: اندھیرا، تاریک

انگارا، انگارا

آنندی (دین): خماری یا دبھری آنکھ

جب نیند نہ آنے سے خماری کیفیت

اس پر طاری ہوئی ہو۔

اوجھڑ، اوجھڑ: تلوار کی جھڑپ، وار

اوجھل: گھونگھٹ، پردہ، آرٹ

آواز (= آواز)، صلا۔

اول (= اول)

آہو پچھاڑ: ہرن کو پچھاڑنے والا۔

آہے: ہے، ہے، ہے

آیا = (آیا)

(ب)

باٹ: راستہ، راہ

باج: بغیر، سوا، علاوہ

باج: دف، خراج

باختر: پورب، سورج، علاقہ خراسان

بادلی: بدلی، ابر، بادل

باڑاگھاٹ: سورت کے کسی مقام کا نام

باسک: سانپوں کا بادشاہ

باسی: (رہنے والا) (۲) وہ چیز

جس پر ایک مدت گزر گئی ہو

بال پن: لڑکپن، بچپن

بالا: بہانہ (اردو: ہالے ہالے بتانا)

ہالے ہالے: بال بال، ایک ایک

بال (میں)

بان: تیر، خدنگ، ایک قسم کی ہوائی

جو پرانے زمانے کے ایک آلات

حرب میں شامل تھی

باندھنا: تعمیر کرنا (عمارت)

بتی (بغیر تشدید) = بتی، بات

بتے (بٹے، کسوٹی، سل)

بٹ مار (۵) رہزن، لٹیرا

بجنا: بجھنا

بجوہی (دیوگی): فراق زدہ

بچارا: بیچارا

بچن (س): بات، قول

بدل: کے لیے، واسطے

برائی، بیراگی = فقیر

برہ (س): برہا، ہجر فراق

بسا رنا: بھلانا، بھولنا

بستار: ساز و سامان، طول کلامی

دفتر، وسعت، تفصیل، پہنائی

بستگی: جمعیت خاطر

بسرنا: بھولنا

بغیر

بستر، بکتری: لوہے کی کڑیوں سے

ہوا لباس، زرہ، لباس

جنگ (دف بکتر)

بکنا: نکلنا، کھلنا، خوش ہو جانا

بک بل: (عورتوں کی زبان میں)

قربان

بک جانا: قربان ہو جانا

بلکا (بلکیا): (بھی)، بلکنا، ہاتھ

سے بھاڑنا۔

بلی: بلی والا، قوی، پہلوان

بناں: بنا، بن، بغیر، سوا

بند ہونا: پابند ہونا، مقید ہونا

(۲) بولنے کی ہمت نہ کرنا

(کسی کے سامنے)

بندنا: بندھنا (= باندھنا)

بوت: بہت

بوج: بوجھ، سمجھ، عقل

بوجنا، بوجھنا، سمجھنا، پہچاننا۔ جاننا

بولنا، کہنا، بولنا۔ (بولیا = بولا)

بوے: بو

بھار: (۱) باہر (۲) وزن

بھا کر: انداز سے جھکا کر

بھالا: نیزہ

بھانا: ڈالنا۔

بھارنا: جھاڑو دینا

بھبھاس: ایک ہندی راگ

بھبھوتی، بھبھوت (راگ جو جوگی

اور سنیا سی بدن پر ملتے ہیں)

بھتر: بھیت، اندر

بھنگ: بہت کالا (سانپ)

بھڑنگ: سادہ لوح، سیدھا سادہ

بھنور: بھونرا

بھو جن: کھانا

بھوئیں: بھن، بھوم: زمین

بیاضی: عمدہ اور منتخب شعر

بیجلی (بجلی) برق

بے حسابی: بے قاعدہ (۲) بے قاعدگی

بید (س۔ وید) طبیب

بید (س۔ وے د) ہندوؤں کی

کی مذہبی کتاب۔ وید (عید کے

ساتھ قافیہ کیا ہے

بیگ بیگی: (بے جھول) جلد، فوراً

عجلت

پ

پات: پتا

پاتال: تخت الشری، زمین کے نیچے

کا طبقہ

پاننام (اردو): نامزد، تخت میں۔

پتا (= پتا): نہ ہرہ

پتنگ (پتنگ = پتنگا) : پروانہ

پتینانا، پتینانا : اعتبار کرنا۔

پنجن ہاری : پوجنے والی۔

پچھا، پچھو (= پوچھا، پوچھو)

پچھے = پیچھے

پران : جان، خواہش، ہوش

پریت : پہاڑ

پریت : (= پریت) : محبت، دوستی

پرہی، پرہیا، بے بسی

پرہم (= پرہیم)

پردانگی : پروانے کی خدمت شمع کے

حضور (۲) اجازت (سپیکاکام)

پرٹ (= پڑھ)

پرٹیا (= پڑا)

پشانی (= پیشانی)

پکار : غل، شور، آواز

پکھڑی : پنکھڑی

پگ = پانو

پنہ : طریق۔ مذہب

پو (تلفظ پ) : پ، پر، اوپر

پورا (اوچھول) : بچہ، پورا، لڑکا

پوری : لڑکی

پور (دور یا کا) بھر پور ہونا، سیلاب

پورا : پڑا، گانو

پونجی : پہنچتی

پھاندا : پھندا

پھر کہ، پھر کے : پھر، از سر نو، دوبارہ

پہر : پہن، بہ سکون مھا، بھی کہا ہے۔

پھسیا (= پھنسا)

پھل (= پھول)

پھنگ : درخت کی سب سے اونچی ٹہنی

پھول بن : پھولوں کا جنگل، گلزار

باغ،

پھونچنا (= پہنچنا)

پی، پیو : معشوق

پیتم (= پرہتم) : معشوق، بہت

پیارا، عزیز

پیر، پیر (ہ) : درد

پیوں (پیوں)

ت

تازی : عربی، عرب گھوڑا

تکڑی: تک، ترانو

تل (= تلے) : نیچے

تل مل = د بظا ہر تمللا

بے قرار

تمنا: تم کو، تم، تمہارے

حق = ان، جن

سنگ، چھوٹے منہ کا شیشہ یا گلابی

توں : بجائے تب، تو۔

توں (ضمیر مخاطب) تو

تویح، تویح = توہی

کھاٹ (= کھاٹ) ساز و سامان، ارادہ، قصد

تھانو (= تھاہ)

تفت (= تفت) کھیر

تھٹک (= تھٹک) رکاوٹ۔

تسین (تلفظ: "تسین") کو

تے : سے

تیس : تو، تو نے

تیوں (جیوں تیوں): اُس طرح ۔

تیونج = اسی طرح

b

ٹھک : زرا، تھوڑا سا

ٹھاٹ : تیاری
ٹھار : جگہ

ٹھار : پکارا راہ، ٹھانی ہوئی بات
ٹھانو، ٹھاؤں : جگہ، مقام
ٹھور : جگہ، پناہ کی جگہ

ث

ثلث = خطِ ثلث

ج

جات : جانا

جالنا : جلانا

جاں (= جہاں)

جپ کرنا : جپ یا جاپ کرنا،
وظیفہ پڑھنا، عبادت کرنا۔

جتا : (= جتا) جتنا

جگ جگت : (س۔ جگہ) : جہاں

عالم

جلبیل : غصے کی حالت، جل بلا کر

جل پور : وہ جگہ جو پانی سے بھری

ہو یا ڈوبی ہوئی ہو۔

جندھر : کٹار، ایک قسم کا خنجر
جنگل (= جنگل)

جن نے، جنے : جس نے
جوت : (واو مجھوں) دمک، نور
درخشانی، چمک دمک

جودھا : سیاہی، پہلوان، شجاع
جوکھنا : تولنا، وزن کرنا

جھاڑ : پیر، درخت

جھانجا، جھانجھ : پانوکاز پور

جھانجھ : بے خودی، بے تابی، غم و
غصہ، کوفت

جھپینا : جھپٹنا

جھٹا : جھوٹا

جھڑ : جھڑی، سلسلہ

جھلجھلاٹ (= جھلاہٹ) غصہ،

غیظ و غضب کا اثر

چمک دمک

جھل جھل کرنا : جگمگانا

جھلکار، جھلکاں : جھلک، چمک

جگمگاہٹ

جی باندھنا : دل لگانا

جیو (جی و = جی، جیو)

جیوں کے (= جیوں کہ) = جس طرح

جیسے۔

جیوں گا (= جیوں گا): جیوں گا
کھاؤں گا۔

چ

چپ: یونہی، بلاوجہ، فضول

چل: تیز، متلون

چٹرنا: بنانا، کھینچنا، لکھنا

چٹرا: بنا ہوا، لکھا ہوا

چٹ: چاٹ

چنناخ (= چنناق)

چڑھیا (= چڑھیا، چڑھا

چرن: پاؤ، قدم

چڑ (= چڑھ)

چکارا: ایک قسم کا چھوٹا ہرن

چکرت (س۔ چکرت): حیران

مبہوت، ڈرا ہوا

چکنا: چکیدن کا ترجمہ ہے۔

چکل: ترکستان کے ایک شہر کا نام

ہے جہاں کے لوگ بہت

خوب صورت ہوتے ہیں

چل بچل (گجراتی) جھولنے والا،

(ہ) سہو۔ (س) غلطی

چنچل: (نون مخلوط) چنچل، شوخ

چند: چاند، چندر کا مخفف

چندر (یا چندر) چند، چاند

چونا، ٹپکنا۔

چوندھر: چندھیا

چوندھر، چوندھیر: چاروں طرف

چو پھیر

چھند: دھوکا، فریب، ناز

چمے: چاہے

چیتل (چیتیوں والا) (۱)، ایک قسم

کا ہرن (۲) چیتا

چیرا: بگڑی۔ کھڑکی دار چیرا،

کھڑکی دار بگڑی

ح

حجاز (ع): ایک عربی راگ کا نام

حدث (= حدیث)

حرامی: چور، قزاق

حسامی: تلوار والا (۲) عربی میں
 ایک فقہ کی کتاب، حسام الدین
 کی تصنیف

حلوہ بے دود (= حلوے بے دود)
 حلوہ سوہان (= حلوہ سوہن) لے

داوات (= دوات)
 دشن (صحیح "دسن"): دانت
 دجا، دوجا، دوسرا
 دح ("دہ" کی غلط کتابت -
 دیکھو دہ)

درا = (دریا = دریا)
 درپن: آئینہ

درس (س) - درش، ہ - درس
 اور درس: درشن، دیدار
 درس، درس (ع درس): پانا، لینا
 سبق لینا۔

دڑاڑ: شکاف، رخنے

دسن: دانت
 دسنا (دکھنا): دکھائی دینا، دکھا
 دکھو، دیکھے (دیکھا دیکھو،
 دیکھے۔

خ

خللی: خلل انداز

خوش باس: خوشبو

خوشی (= خوش)

د

داڑم (= ڈارم): انار

دامی: دام میں آنے والا

دان: پُن، خیرات، صدقہ

لے عربی فارسی میں "حلوہ" الف سے ہے۔ اردو والوں نے ہائے مختلف سے لکھا
 ہے اور بعضے شاعر "حلوہ بے دود" اپنے کلام میں لائے "سوہان" فارسی میں
 'ریتی' کو کہتے ہیں جسے 'حلوے' سے دور کی بھی مناسبت نہیں ہے مگر فارسیت
 کے شوق میں لوگ "حلوہ سوہاں" بھی بولنے لگے ہیں۔ ولی نے غلط عام کو یہ
 جان کر ان لفظوں کو اختیار کیا ہوگا۔

کا برقرار رکھنے والا متقی،
متقشف

دکھ سرد: دکھ مٹانے والا
دنیا (دنیا)

دیا: مہربانی، بخشش، عنایت
دیدار دینا: صورت دکھانا
دیس (س: دوس) دن
دیس (س: دے ش): ملک، وطن
دیکھنا (دیکھنا)
دیول (دیو کی جگہ) مندر، معبد
دیوا (= دیا) چراغ
دی (= دی)
ڈبنا (= ڈوبنا)
ڈسیلا: ڈسنے والا

دُنوں (= دونوں)
دنتن (غالباً "دن" کی تصحیف)
دُنبال (= ف: دُنبال): پیچھے
دوانا۔ (دیوانہ)

دوبھاشی۔ (بھاشا) دو
زبانوں والا، ترجمان
دودوامی: ایک قسم کا نفیس کپڑا
دوے (= دیوے): دے

دہ (دہ): گہرا پانی، ندی یا
تالاب میں بھنور یا چوہا
یعنی وہ مقام جس کی تہ زیادہ

گہری ہو، کنول دہ، وہ مقام
جہاں کنول کے پھول کثرت
سے کھلے ہوں۔ وئی نے "دح"
کا قافیہ کیا۔ کاتبوں نے اسے
غلط اظہار خیال کر کے "دح"
لکھا۔ دیکھو شنوی (۱)

دھات: طرح۔ ڈھنگ

دھرم دھاری: عدل اور ایمان

رتن: ہیرا، جواہر

رج : خاک ، جذبات شہوانی پیدا
کرنے والی قوت

رضا : منظوری ، رخصت ، اجازت

رل جانا : مل جانا

ر مال : ر و مال

رنج : بیماری

روز و وظیفہ : روزینہ

روسنا : روٹھنا

رہس : شوق ، امنگ

رین ، رین : رات

زنا

زرینا : زریں لباس ، زیور

زنجیر کرنا : قید کرنا ، جکڑنا

زیب و ر : سبیل

س

ساجن ، سجن : معشوق ، دلبر

سار : مثل ، سا (دیکھو سری کا)

سال : کانٹا ، چھید ، زخم ، گھاؤ

سانکل : سنکل ، زنجیر

ساق : سبقت

سنبل : خوش گفتار

سُتے : سوتے ہوئے (خوابیدہ)

ستی ، سیتی ، سوں : سے

سٹنا : ڈالنا ، پھینکنا ، چھوڑنا

ترک کرنا

سٹ دینا : چھوڑ دینا ، بھلا دینا

پھینک دینا

سٹھ سٹنا : عقل جانا ، بے خود ہونا

سجھوٹ : ادا ، شان

سجن : (ساجن)

سیجر : (سحر) جادو

سدا ، سداں : ہمیشہ

سُرج : سورج

سرجنا : پیدا کرنا ، خلق کرنا

سُرجنا : (سرجا) پیدا کرنا ، خلق

کرنا ، بنانا

سرکہ : کسی چیز (خاص کر سخن) کو

شروع کرنا ، چھیڑنا

سڑک : گتے کی جھڑپ یا دار کی

سرسراہٹ

سروالا: (گجراتی) سانپ

سری جن: سجن، معشوق

سری کا: سا، طرح کا، سار، مثل

جیسے تجھ سری کا، تجھ سا

سرکہ پیشانی: سرکہ جبین، ترش رو

سفری: مسافر

سکا، شکھا: (سوکھا)

سکل: سارا، ہر جگہ، سب جگہ

سکھی (جمع: سکھیاں) دوست

ہمچولی، ساتھی

سلونا: نمکین، طبع، سانولا

سلی: سلائی (سرے کی)

سُمرن: تسبیح، وظیفہ، رٹ

سناسی، سنیا سی: ہندو فقیر

سنا: سنا، بھرنا، لپیٹنا

سنا: سینہ، چھاتی

سنبل: سنبل کر، سنہال کر

سنہال کے، سنبل کے احتیاط

سے

سنتا: کنجوس، بد حال

سندر: معشوق، خوب صورت

سنسار: دنیا، جہان

سجنجل (ع): آئینہ

سنکل: زنجیر

سنگات: سنگھ، ساتھ سنگت،

رفاقت

سنگرام (ن مخلوط) جنگ و جدل

سنگم: ساتھ، ساتھی، ہمراہ،

ہمراہی، ملنا، وصل

سُنیاء: (= سُنّا)

سانا (= سانشا): بھرنا، لت پت

کرنا

سوباس: سُبّاس، خوشبودالا، خوشبودار

سول: سے

سہج: سہل، آسان

سہلی: (سہیلی)

سیاہی: روشنائی

سیس: سر، چنڈیا

سینہ سخت: سنگ دل

سے

ش

شان عسل (شان = شانہ): شہد

۴۳۲

(صورت بروزن "تُرْت" بھی)

کا چھٹا

شاہ بیت : غزل کا بہترین شعر
شفا : ابو علی سینا کی ایک تصنیف
فلسفہ وغیرہ میں۔

ض

ضعیف : ضعیف

شکایت : (مذکر) غزل نمبر ۴

شکر بچن : میٹھے بول، خوش تقریر

شما : شمع (عربی میں شمع کا میم مفتوح

ط

طاس : (۱) کٹورا، پیالہ (۲) ایک

ریشمی کپڑا

طاسی : ایک ریشمی کپڑا

طاسی لباس : ریشم اور زری سے

بئے ہوئے کپڑے (طاس)

کا لباس

طنبورہ : (نون مخلوط) تنبورا۔

عاصا : (عصا)

عبہری : زرگسی

عراق : (ع) ایک عربی راگ۔

اسے پہر دن چڑھے گاتے ہیں۔

عشاق : (ع) ایک عربی راگ جو

دو گھڑی دن رہے گاتے ہیں

شمسیہ : منطق کی ایک کتاب

(نجم الدین عمر ابن علی قزوینی

کی تصنیف) اس کی شرحیں

قطب الدین رازی اور سعد الدین

تفتازانی نے لکھی ہیں۔

شوقوں : شوق میں

شیرنی : شیرینی، مٹھائی

شیریں بچن : میٹھے بول، خوش تقریر

ص

صافی : صاف، صفائی

صفا صفی (صفو، صفی)

صورت بکڑنا : شکل اختیار کرنا

غ

غصہ : (بغیر تشدید)

غیر: بجز، سوا، علاوہ

ک

کارن: باعث، وجہ
کارٹسٹ: نکال کر پھینک دے۔

(کارٹنا = کارٹھنا۔ سٹنا

پھینکنا)

کارٹنا: کارٹھنا، نکالنا

کال: وقت، قحط، قضا

کال: کالا، تاریک، سانپ

کاسی: کاشی۔ (بنارس)

کاں: (کہاں)

کامرو: کانور ددیس۔ کامروپ

مشرقی بنگال کا ایک علاقہ

جو اب آسام میں شامل ہے

وہاں کے جادو کی کہانیاں

اب تک مشہور ہیں۔

کُبل: سخت دشوار۔

کبھو، کبھوں: (= کبھی)

کیٹ: کینہ، حسد

کتا: تلوار جلا دکی، بڑا چھڑا

کتا، کتا: (= کتنا)

کتابت: خط

ف

فائدہ فواد: "فوائد الفواد"

حسن دہلوی معاصر امیر خسرو

کی تصنیف جس میں نظام الدین

اولیاء کے ملفوظات جمع کیے

گئے ہیں۔

فند: فریب

فوارہ، فوارے: (بغیر تشدید)

ق

قانون: ایک باجا جس میں ایک

تخت پر بہت سے تار لگے

ہوتے ہیں۔ (۲) ابوعلی ابن

سینا کی ایک تصنیف طب پر

قطبی: منطق کی درسی کتاب و شمسیہ

کی شرح مصنف قطب الدین

رازی

قلا، قلعے: (= قلعہ، قلعے)

قوال: (بغیر تشدید) قوال

کتک: کچھ، کئی، چند
کیتیں: (کے تیں) کے تئیں، کو
کٹا: ہلاک کرنے والا زہر، زہریلا
کٹک: فوج، لشکر
کٹیل: کاٹنے والا، کانٹوں بھرا
پھرتیلا، بہادر (معشوق کی
صفت)
کدھاں: کب، کدھی، کدھیں:
کبھی، کر (کر کے)
کر: ٹکیس
کرنے: (کرنے کو) کرنے کے لیے
کر یلا دھار: (گجراتی) سہاگنوں
کے لیے جو کنگن بنوائے
جاتے ہیں ان پر کر نیلے
کے سے نقش و نگار ہوتے
ہیں۔ یہ کنگن سہاگ کی
علامت سمجھے جاتے ہیں

کل کل: غصے اور رنج کی باتیں،
بک بک
کٹول: (س) مصیبت، بلا
کنارے: برکنار، دور
کنٹھا: (= کنٹھا) مالا
کنگھی، کنگوئی، کنگھی
کنواں: (و مشد) کنواں
کوں: کو
کٹوں: (بر وزن فع) کہوں
کھان: کان، معدن
کھانا: کھلانا
کھب: خم، لہریا
کھو: جگہ
کتک: (ا) کسی قدر، کچھ چند
کینا: کرنا، کیتا: کیا
کیوں: (کیوں کر)
کیونکے، کیونکر: کس طرح

گ
گاڑ سٹ: گاڑ رکھ
گلانا: گلانا

کڑاڑ: کنارہ
کسل: (ع) لباس
کسل: کسبی، کسبن
کشن: کرشن، کنھیا جی۔

گجگری کا جوڑا (گجراتی) : ہاتھی دانت
کی بنی چوڑیاں جو دھنوں
کو پہناتے ہیں۔

گرٹ: گرٹھ، گرٹھی

گلن: (س) آسمان

گل: گلا، گردن

گل: مچھلی پکڑنے کا کاٹا (۲) سولی

گلنا: پانی پانی ہونا (شرم سے)

گلابہ (ف): گلاوا، گارا

گوپی: گوالن، کرشن جی کی سہیلی (مذکر)

گوپ، گوپا: گوالا

گوش کرنا: سننا

گوشہ: گوشہ گیری اختیار کرنا

گھانی یا گھانا: کوکھو

گھٹ: (۵) خاطر من

گھٹ: مضبوط جاہ

گھروا: گھر

گھناے: (گھنوا) ہنسنے ہو کر والے بال

ل

لالن: ساجن، سجن، معشوق

لباسی: نمائشی

لٹ پٹا: البیلا، بے پروا، رنگیلا

لٹاری: لٹیرا

لٹ پٹی: ادھر ادھر لٹکی ہوئی یا

پیچ کشادہ پکڑی

لٹک: ادا، دھج

لٹک کر چلنا: ادا سے چلنا، جھوم کر چلنا

لجانا: شرمانا

لجانا (= لے جانا)

لڑا ہنا: جھلانا، ہلانا (ہاتھ کا)

= (ہندی) لڑھانا

لکھمن (= لکھمن)

لکھیا: لکھا۔

لگ: تلک

لگالے کر: لگا کر

لگن: لاگ، دھن، محبت

لگنا (دیکھو نظر)

لوم (واؤ مجھول) لومڑی

لون (واؤ مجھول) نمک

لھو (= لوہو): لہو، خون

لیانا: لانا

لیلاوتی: علم حساب و ہندسہ کی ایک
کتاب سنسکرت میں، جس کا
ترجمہ فارسی میں فیضی نے کیا۔

مطر: ٹرھی

مطلع انوار: مطالع الانوار منطق اور
حکمت کی مشہور کتاب۔

مصنفہ سراج الدین
محمود الارموی۔ یہ حکمت

اشراق میں ہے

مطول: سعد الدین تفتازانی کی
شرح تلخیص المفتاح،

معانی و بیان میں

م

ماس: گوشت

مان: (۱) عزت، قدر (۲) غرور
تمکنت، اغماض

ماند (= مانز)

مت: طریقہ، روئے، ڈھنگ، عقیدہ
مٹ (= مٹھ)

مکھ: منہ، چہرہ
مکھ کتاب: مکھ کی کتاب
مکھ بات: منہ کے سامنے

من: جی

منڈا: بند

مند (مونٹ) = دھول

منڈی: سر، کھوپڑی

منڈالا: خنجر

منسا (س) خواہش، ارادہ، مطلب

منکل: باقی

منگنا (= مانگنا، چاہنا۔

منگل: مرتج (ستارہ)

منہل: عربی کی نحو کی کتاب، تالیف

مجرد و: تنہا بغیر کسی سامان سفر
کے جانے والا

محل باندھنا: (محل) تعمیر کرنا

مختصر: مختصر المعانی، تلخیص المفتاح

قزوینی کی مختصر شرح از

سعد الدین تفتازانی

مدھ: شراب، نشہ

مذکر (= مذکور)

مرگ: ہرن

بدرا الدین الدایمی المتوفی ۷۶۲ھ نڈر، بے خوف، بے کھٹکے
منے، منیں: میں (طرف)

من ہرن: معشوق، منوہر، موہن مو، مول: منہ

نر وال: محروم موا: فرا

نرک، نزدیک (= نزدیک، پاس، قریب) موہنا: لُبھانا، فریفتہ کرنا
فس: رات۔ نس دن: رات دن موہا: لُبھالیا۔ موہ لیا۔

نظر لگنا: نظر آنا، دکھائی دینا، معلوم ہونا
نفا (= نفع) موہن، معشوق، دلربا

نکارا (= نکالا) میا (س = مایا) مامتا، محبت، ہمدردی

نکسنا: نکلنا۔ اُبھرنا مروت

نکو: نہ کرو، مت میا نے بیچ میں، درمیان

نکھ: ناخن

نگار: نقش و نگار

نگر گھٹ (س) شوخ، چنچل

نمن: طرح، مثل

نو (= نہ، نکھ): ناخن

نورنیں: نور نظر (معشوق کے لیے)

نھانا (= نہانا)

نہینچ: نہیں، نہ (تاکیدی)

نیر: پانی، آنسوئیں، نین، آنکھ

نینا، نین: آنکھیں، آنکھ

نیل: کمزور

نیٹ: نہرا، سراسر، نہایت

نت: سدا، ہمیشہ

نچھل: خالص، پاک، صاف

نیہہ: نہیہا بھی بولتے ہیں۔ محبت
ہر دوار باسی: پکا برہمن، ہر دوار
کارہنے والا۔

و

دراں (ورا = ع)
واہاں: وہاں
وضا، وضاں (= وضع)
وو: وہ
وہاں: وہاں
وہاں: وہیں
وہوچ، وہوچ: وہی
ہلاں: خوشی، شادمانی
ہمن، ہمنّا: ہم، ہم کو
ہموں (= ہم لوگوں)
ہمے، ہمیں (= ہم، ہم سب)
ہنس (ن مخلوط) ہنس ایک دریائی
پرندہ

ہور: اور، نیز
ہوکر: بردزن گزر
ہوئیں گے: ہوویں گے
ہوئی: ہوئی

ہوے: ہووے کی جگہ، نیز ہوا
ہیا: دل، من، کلیجا، جرات
ہیکلی (قرآن): حامل

لا

ہاٹ: بازار، دکان
ہار بند: عورتوں کے دست بند (زیور)
ہلک، لینا: باندھ لینا، اٹکا لینا
ہٹیلّا: ہٹی، ضدی

ی

ہت (= بات، ہاتھ)
ہت چھٹّا: وہ شخص جو ذرا سی بات
پر مار بیٹھتا ہو، پیٹنے والا۔
ہردا (س = ہر دے): دل، جی،
من
یہاں: یہاں۔ یو: یہ
یونچ، یونچھ: یوں ہی
یوں: یوں کر کے، اس طرح سے

